

سیرتِ غوثِ عظیم

ترجمہ
ساحر البیان حضرت علامہ عبدالحکیم خان صاحب قادری

پکس پبلیشرز، گجرات، ممبئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْإِسْلَامُ وَلِلَّهِ الْخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَآلِهِمْ تَوَكَّلْ

محبوبِ جانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے
جامع اور مستند حالات

سیرتِ غوثِ عظیم
قدس سرہ العزیز

ترتبہ

ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خان صاحب قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مکتبہ نبویہ ۰ گنج بخش روڈ لاہور

سیرت

غوث

نام کتاب — سیرت غوث اعظم
مرتبہ — سحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم خان قادری
سال طباعت — ۱۹۹۰ء
طالع —
ناشر — مکتبہ نبویہ - لاہور
قیمت — ۲۸ روپے

سیرت

غوث

فہرست مضامین سیرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	فہرست مضامین	۳	۱۹	حضرت یحییٰ الزاہد رضی اللہ عنہ	۲۸
۲	انتساب	۸	۲۰	سید محمد رضی اللہ عنہ	۲۹
۳	آئینہ خیال مولانا نسیم بستوی	۹	۲۱	سید داؤد رضی اللہ عنہ	۳۱
۴	اعرافِ حقیقت مولانا قاسم صاحبی	۱۱	۲۲	سید موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ	۳۲
۵	منقبت اعلیٰ حضرت بریلوی	۱۴	۲۳	سید عبداللہ رضی اللہ عنہ	۳۳
۶	منقبت نظر کا پوری	۱۵	۲۴	سید عبداللہ ثانی رضی اللہ عنہ	"
۷	یا غوث المدد اجمل سلطان پوری	۱۶	۲۵	سید عبداللہ محض رضی اللہ عنہ	۳۴
۸	منقبت قسطلیانی	۱۷	۲۶	سید حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ	۳۵
۹	منقبت مولانا صیقل قادری	۱۸	۲۷	سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	۳۶
۱۰	عرض مؤلف	۱۹	۲۸	امیر المومنین سیدنا علی رضی	"
۱۱	تمہید	۲۱	۲۹	کرم اللہ تعالیٰ وحبیبہ	۳۹
۱۲	علیہ شریف نیا غوث اعظم	۲۴	۳۰	حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک حالات	۴۸
۱۳	خصوصیات	"	۳۱	والدین کے تقدس پر خصوصی تبصرہ	۵۱
۱۴	سلسلہ نسب آباؤ کرام	"	۳۲	ولادت پاک نیا غوث اعظم	۵۲
۱۵	حالات مبارکہ	۲۵	۳۳	وطن مالوت	۵۳
۱۶	حضرت سید ابوصالح موسیٰ	"	۳۴	تولد ہوتے ہی احکام شریعت کا ختم	۵۴
۱۷	جنگی دوست رضی اللہ عنہ	"	۳۵	حضرت سید ابوبکر رضی اللہ عنہ	۲۷

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۸۷	مسک تصوف	۵۱	۵۵	عہد طفلی کے زیر امتعات	۳۴
۸۸	وعظ و تبلیغ	۵۲		علوم دینیہ کے حصول کی خاطر	۳۵
۹۳	حیاتِ مقدسہ پر محققانہ تبصرہ	۵۳	۵۶	جیلان سے کوچ	
۹۶	بد مذہبوں کی سرکوبی	۵۴	۵۷	بغداد مقدس میں در مسعود	۳۶
۹۷	خطبات	۵۵	۵۸	حصول علم اور آپ کے آثار کرام	۳۷
۹۸	خطبہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۵۶	۵۹	مدرسہ مبارکیہ کی تولیت اور	۳۸
	ارشاد المکرم ص ۵۴۵			درس و تدریس	
	خطبہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۵۷	۶۰	تصنیفات	۳۹
۱۰۳	ارشاد ص ۵۴۵		۶۱	ذوق شاعری	۴۰
	خطبہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۵۸	۶۲	دیوان غوث اعظم	۴۱
۱۰۷	۱۲ رجب المرجب ص ۵۵۲		۶۳	قصیدہ غوثیہ (بابیہ)	۴۲
۱۲۰	تعلیمات سیدنا غوث اعظم	۵۹	۶۴	قصیدہ غوثیہ لامیہ	۴۳
"	زہد و ورع	۶۰	۶۵	افتار	۴۴
۱۲۱	حصول ورع	۶۱	۶۶	مذہب فقہیہ	۴۵
۱۲۳	پیہر کامل	۶۲	۶۷	بعض مسائل میں جمہور کے اختلاف	۴۶
"	وجد حقیقی	۶۳	۶۸	کثرت عبارت	۴۷
۱۲۴	معرفت اور محبت ربانی	۶۴	۶۹	مجاہدہ و ریاضت	۴۸
۱۲۵	قرب حق کی ابتدا و انتہا	۶۵	۷۰	خرقہ ارادت و جانشینی	۴۹
۱۲۶	خواب اور بیداری	۶۶	۷۱	سلسلہ قادریہ کا اجراء	۵۰
۱۲۷	قرب خدا کا راستہ	۶۷			
۱۲۹	زاہدین کی افضلیت	۶۸			
۱۳۰	وجہ نزول بلا	۶۹			
۱۳۱	راحت کبریٰ و جنت عالیہ	۷۰			

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰	اعمالِ صالحہ	۱۳۲	۸۶	شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۵۰
۱۱	مقامِ فنا	۱۳۳	۸۷	ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۵۱
۱۲	صداقت اور سچائی	۱۳۵	۸۸	ایک حیرت انگیز کرشمہ	۱۵۱
۱۳	تنزیہ ربانی	"	۸۹	یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۱
۱۴	تخلیق انسانی	۱۳۷	۹۰	سرکارِ عنوت اعظم رضی اللہ عنہ	۱۵۱
۱۵	اسمِ اعظم	۱۳۹	"	کے اوصاف حمیدہ	"
۱۶	علم اور عمل	۱۴۰	۹۱	اور اخلاقِ حسنہ	"
۱۷	اتباعِ سنت	۱۴۱	۹۲	عادتِ مبارکہ	"
۱۸	ترکِ دنیا کا غلط مفہوم	۱۴۲	۹۳	اخلاقِ حسنہ	"
۱۹	ترکِ دنیا کا صحیح مفہوم	۱۴۳	۹۴	الطاف و نوازشات	۱۵۵
۲۰	نکاح اور ازواجِ مطہرات	۱۴۵	۹۵	رحمت اور کرم گسری	۱۵۹
	عنوتِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۹۶	سخاوت اور فیاضی	۱۶۰
	سرکارِ عنوتِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۹۷	جذبہٴ ایشیاء و اخلاص	۱۶۳
۸۱	کی اولاد	۱۴۶	۹۸	ہمدردی اور شفقت	۱۶۱
۸۲	سیدنا شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۷	۹۹	ہدایا اور تحائف	۱۶۲
۸۳	عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۸	۱۰۰	صبر و ثبات قدمی	۱۶۵
۸۴	عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۹	۱۰۱	پختگیِ عزم و محبت	۱۶۸
۸۵	عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۰۲	منکسر المزاجی و تواضع	۱۸۰
			۱۰۳	ایفاء وعدہ اور قول کی پابندی	۱۸۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۳	اصیاط کلام اور سچائی	۱۸۴	۱۱۹	رجال الغیب پر حکومت	۲۱۱
۱۰۴	سجائی کا حیرت انگیز کرشمہ	۱۸۶	۱۲۰	بارش اور سیلاب موقوف	۲۱۲
۱۰۵	سرکارِ عزتِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ		۱۲۱	ہمیشہ کیلئے ریزش کا آنا بند	۲۱۳
	عہد کے اوصاف مبارکہ اور		۱۲۲	درخت خرما ہر اہو گیا	"
	اخلاقیات پر ایک نظر	۱۹۱	۱۲۳	جنوں پر حکومت	۲۱۴
۱۰۶	سیرتِ عزتِ اعظم ایک نظر میں	۱۹۵	۱۲۴	لا علاج مریض شفا یاب	۲۱۵
۱۰۷	فضائل و کمالات خرقِ عات		۱۲۵	سست اونٹنی تیز رفتار	
	و کرامات	۲۰۰		ہو گئی	۲۱۸
۱۰۸	گویا آسمان زمین پر	۲۰۲	۱۲۶	کبوتری نے انڈے دینا	
۱۰۹	اس کا نصیبہ بند ہے	"		اور قمری نے بونا شروع کر دیا	"
۱۱۰	میں عزم مستحکم والا ہوں	"	۱۲۷	تمہارے منہ سے جواب نکلی	
۱۱۱	پچھلیوں نے قد مبوسی کی	۲۰۳		وہ بات ہو کے رہی	۲۲۰
۱۱۲	وہ میرا مرید ہے	۲۰۴	۱۲۸	چور کو ابدال بنادیا	"
۱۱۳	ایک عہد نامہ عطا ہوا	۲۰۵		کبھی کا پچھا	۲۲۱
۱۱۴	اکبر اعظم	۲۰۵	۱۲۹	در سگاہ میں بیٹھے بیٹھے جہاز کو	
۱۱۵	کھڑاؤں کا کمال	۲۰۶		گرداب سے نکال دیا	۲۲۳
	دلوں اور مہینوں کی آمد	۲۰۷		بیک وقت متعدد جگہوں پر	
۱۱۶	میری نگاہیں لوح محفوظ	۲۰۸	۱۳۰	تشریف لے جانا	"
	پر لگی رہتی ہیں	۲۰۸		آفتاب میں چھینا	۲۲۴
۱۱۷	بچہ تندرست ہو گیا	۲۰۹	۱۳۱	امراض سے چھٹکارا	۲۲۵
۱۱۸	بنجا تندرست ہو گیا	۲۱۰	۱۳۲	قریہ حد	"

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۴	ہاتھ مل گیا	۲۲۵	۲۵۲	دائیں بازو شریعت بایں	۲۳۸
۱۳۵	دریا چھوڑ نہر کے پاس	۲۲۷		بازو طریقت	
۱۳۶	جکو چاہیں رک لیں		۲۵۳	ورنہ سلسلہ سلب کر دیا جائیگا	
	جسے چاہیں چھوڑ دیں		۱۵۴	وقت کے متوقف ہا حیران	
۱۳۷	ملک خدا پر انکی حکومت	۲۲۸	۱۵۵	عصا کا حیرت انگیز کرشمہ	۲۴۰
۱۳۸	کتے نے شیر کو مار ڈالا		۱۵۶	تمھارا ظاہر و باطن	
۱۳۹	سرانڈیپ کا جن	۲۳۰		میرے سامنے آئینہ ہے	
۱۴۰	آپ جیسا نہ دیکھا		۱۵۷	لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں	۲۴۱
۱۴۱	محفل وعظ میں تھے	۲۳۱	۱۵۸	ایک قدم میں جانا چاہتے	
۱۴۲	نور کا ترکا	۲۳۲		ہو یا جس طرح آئے تھے	۲۴۲
۱۴۳	مرع زندہ ہو گیا		۱۵۹	کوہ قاف کے اکابر اولیاء	۲۴۳
۱۴۴	محی الدین	۲۳۳	۱۶۰	ذکر وصال اور وصیت میر کا	
۱۴۵	قدی ہند کا علی رقبہ			عنوت اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۴۴
	کل دلی اللہ		۱۶۱	وصال شریف کے ماہ سال	۲۴۷
۱۴۶	احترام عنوت نے ہند کا		۱۶۲	مزار شریف	۲۴۸
	سلطان بنا دیا			حیات کی توانائی	
۱۴۷	مزار مبارک سے باہر		۱۶۳	شجرہ نسب عالیہ غوثیہ و	
۱۴۸	تین چادریں	۲۳۶	۱۶۴	سلسلہ خلافت جدیہ	۲۴۹
۱۴۹	سہ بارہ وصیت			سرکار عنوت اعظم کی بارگاہ	
۱۵۰	جیسے رانی کا دانا	۲۳۷		میں درد مندوں کی فریاد	۲۵۴
۱۵۱	اتنا کہہ کر نظروں سے غائب	۲۳۸		ختم شد	

۷۸۶
۹۲

اِتِّسَابُ

عالم اسلام و سنیت کی ممتاز و مقدس ترین شخصیت،
علم شریعت و طریقت کے سنگم، اہلسنت و جماعت کے
عظیم و مقتدر پیشوا، مرشدی و مولائی تاجدار علم و معرفت
شہزادہ اعلیٰ حضرت، شیخ الاسلام و المسلمین

حضرت مفتی اعظم
عظیم ہند علیہ السلام

جنکی نسبت غلامی ہے

اکابر علماء اور مشائخ فخر و نماز کرتے ہیں۔ جنکی عظمتوں کا پرچم صبح قیامت
تک لہراتا رہے گا۔ جنکے تقویٰ و طہارت کا چرچا رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ جنکی
غلامی اپنے حق میں سعادت دارین سمجھتا ہوں اور اپنی اس کاوش و ہمتی کو
آپکی بابرکت ذات گرامی کی طرف منسوب کرتے ہوئے فخر و سعادت محسوس کرتا ہوں۔
ان کا ادنیٰ غلام

عبد الرحیم قادری انرولوی

Click

آئینہ خیال

ادیب شہیر حضرت مولانا الحاج نسیم صاحب بستوی علیہ السلام

سلف صالحین اور بزرگان دین کی سوانح حیات اور ان کے دینی، علمی، اصلاحی

دروہائی حالات و واقعات کا تقریری یا تحریری تذکرہ اس دور ظلم و جہالت

میں بلاشبہ قوم و ملت کی ایک اہم اور زبردست خدمت ہے جو اہل علم اور ارباب

قلم اپنی علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اللہ والوں کی حیات و تعلیمات کے

موضوع پر کتابیں مرتب کرتے اور انھیں حالات حاضرہ کے ذوق کے مطابق

شائع کرتے ہیں وہ حقیقت میں کفر و باطل اور فسق و فجور سے بھرے ہوئے

ماحول میں ایمان و یقین اور نیک نفسی و پاکبازی کے چراغ روشن کرتے ہیں۔

آج کے پر آشوب دور میں جبکہ عام طور پر مسلمان طراط مستقیم اور

شریعت کی راہوں سے برگشتہ ہو کر اسلام دشمن قوموں کی ہتھکڑی و روش زندگی

افتیار کر رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کے اولوالعزم و عظیم المرتبت روحانی پیشواؤں

کا حیات بخش طرز عمل فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ اس چیز کی سخت ضرورت ہے

کہ ان عظیم و جلیل القدر شخصیتوں (جن کا ایک ایک قول و عمل مشعل راہ و شمع

منزل کا درجہ رکھتا ہے) کی سبق آموز اور دینی و دنیوی افادیت سے بھرپور تعلیمات

سے دنیا کو روشناس کرانے کی مؤثر سے مؤثر اہم از میں جدوجہد کی جائے۔

جماعت اہلسنت کے نامور عالم دین، مشہور و مقبول مقرر و خطیب،

دور حاضر کے قابل فخر و مرتب مصنف خطیب اہند ساحر البیان حضرت علامہ عبد الرحیم

خالصا صاحب قادری نظر کا بنوری زید بجد ہم وقت کی اس تبلیغی ضرورت کے پیش نظر

اگر ایک طرف ملک کے گوشہ گوشہ میں سحر طراز و بصیرت افروز تقریر و خطابت کے ذریعہ مسلمانوں میں مذہبی زندگی کا جوش و ولولہ بیدار کر کے حق و صداقت کا پیغام دے رہے ہیں تو دوسری طرف اپنی گرانقدر تصنیف و تالیف سے قوم و ملت کی تعمیری خدمت انجام دینے میں مصروف کار و سرگرم عمل رہتے ہیں۔ "سیرت غوث اعظم" حضرت علامہ موصوف کی بہت ہی کامیاب اور معلوماتی کتاب ہے جس میں حضور سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس حیات و روحانی تعلیمات پر مشتمل نہایت خیال افروز و فکر انگیز مضامین رُج کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی اسکے لئے زبان و بیان کا لب لہجہ دلکش و عام فہم اختیار کیا گیا ہے جس سے عوام و خواص کا ہر ایک طبقہ یکساں طور پر مستفید و مستفیض ہو سکے۔ اسکے علاوہ حضرت علامہ موصوف کی ترتیب دی ہوئی دو مایہ ناز کتابیں "سید الانبیا" اور "المعجزات" بھی شائع ہو کر اسلامی حلقوں میں خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ جو یقیناً مذہبی لٹریچر میں قابل قدر لائق فخر اضافہ ہیں۔ سیرت غوث اعظم کا پہلا ایڈیشن ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۹۵ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۷۵ء میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا تھا! اس وقت سے اب تک برابر چھپتی رہی۔ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ حالات حاضرہ کے تقاضوں کے تحت اب اس کا تازہ ایڈیشن نظر ثانی کے بعد عمدہ کتابت، فوٹو آفیسٹ کی دیدہ زیب طباعت اور مزید اہتمام کے ساتھ اہل ذوق و ادب عیقت کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ رب کریم اپنے پیارے رسول رؤف و رحیم علیہ التحیۃ و التسلیم کے صدقہ و طےضیل میں اپنی بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے اور اس کے مطالعہ سے تمام قارئین و ناظرین کو کما حقہ مستمتع و بہرہ اندوز فرمائے۔ (آمین)

محمد صابر القادری نسیم ستوی

مدیر اعلیٰ منیض الرسول برادری شریف ضلع بستی بولی

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۹۵ء

اعترافِ حقیت

از: خطیب ملت ساذ القراء حضرت علامہ قاری محمد قاسم صاحب جیسی برکاتی خطیب جامع مسجد شاہ کابو
کسی صاحب کمال کے کمالات کا اعتراف جب دستوں کے علاوہ شمنوں
کی محفلوں میں بھی کیا جانے لگے تو یہ اس صاحب کمال کی عظمتوں کا سب سے
بہتر ثبوت ہوتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق ہر قسم کی مبالغہ آرائیوں اور لغو
بیانیوں سے پرے ہٹ کر اگر مفکر ملت شہنشاہِ خطابت گرامی مرتبت ساحر
البيان حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب کا قبلہ گوڈوی شم کا پوری کی زندگی اور ان کے
فضل و کمال کا جائزہ لیا جائے تو مولانا نے محترم اپنوں میں تو مقبول ہیں ہی
غیر بھی منظور انہیں تو مجبوراً ان کی شخصیت اور علمی و فنی محاسن کے معترف نظر
آتے ہیں دنیا کے خطابت ہو یا عالم شعر و سخن تصنیف و تالیف کی رنگین و
رکش کائنات ہو یا اخلاق و کردار کا وسیع و عریض میدان۔ موصوف محترم
ہر جگہ اور ہر مقام پر ممتاز و مفتخر نظر آتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ”سیرِ سعوثِ عظم“ حضرت ساحر البیان کی کاوشوں
اور کوششوں کا نتیجہ ہے جسکی ایک ایک سطر سے عشقِ مکرر غوثِ عظم رضی اللہ عنہ
آشکارا ہے جسکا ایک ایک ورق حضور غوثِ مآب کی مقدس زندگی و
و کرامات تا جدار بغداد کا امین ہے۔ چونکہ مولانا نے محترم ایک صاحب طرز
انشا و پرداز اور قابلِ فخر ادیب بھی ہیں اسلئے کتاب کا دامن اردو ادب کے بحر
ذخائر کے حسین و خوبصورت موتیوں سے بھی آراستہ و پیراستہ نظر آتا ہے۔ جسکے

مطالعہ کے بعد جہاں قاری سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحیر العقول کرات
سے روحانی و قلبی تسکین محسوس کرتا ہے وہیں حضرت ساحر البیان کی بار و اثر
تحریر سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

”اللہ کرے زورِ مسلم اور زیادہ“

نی زمانہ مولانا نے محترم کی یہ کاوش یقیناً باعثِ فخر و لائقِ صد
ستائش ہے۔ کیونکہ موجودہ دور علمی انحطاط کا دور ہے۔ مسلم معاشرہ
علمی و اخلاقی پستیوں کی طرف مائل ہے۔ بطور خاص مسلم نوجوان جو
طمأنیت طلب و روحانی سکون محض اخلاق اور فحش انسانوں کی زلفوں
کے سائے میں تلاش کرتا ہے اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے
حضرت ساحر البیان کی کتاب ”سیرتِ غوثِ اعظم“ کی شگفتہ و شاد آ
اور سنجیدہ تحریر، قلبی سکون، تازگی، ایمان، فرحت و انبساط روحانی
اور اخلاق و اخلاقیات کو بلندی فراہم کرے گی۔

میں اپنے اس دعوے کی صداقت کے لئے صرت اتنا کہہ سکتا
ہوں کہ کتاب اٹھائیے اور ورق اٹھائیے پھر دیکھئے کتاب کا ہر ورق
بلکہ ہر سطر میرے اس دعوے کا ثبوت پیش کرے گی۔

اس کے علاوہ ثبوت کے طور پر اور کچھ چاہئے تو یہ بھی کہا جاسکتا
ہے کہ اب سے تقریباً اٹھارہ سال قبل یہ کتاب شائع ہوئی اور اب تک
عوام و خواص برابر خراج تحسین حاصل کر رہی ہے۔

بہر حال مولانا نے محترم نے اپنی علمی و ادبی صلاحیتوں کو

برئے کار لاکر مسلمانوں کے دلوں کو عشق رسول کی تڑپ، شریعت مطہرہ کی پابندی کا جذبہ اور
قلوب کو محبت و اطاعت اور کمالین کا سلیم، اصلاح عقائد کے ساتھ حصول علم کا ذوق
عطا کرنے کا فریضہ پورا کر دیا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس
کتاب کو خود پڑھیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے اپنے دوسرے
بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کریں تاکہ ہمارا ہر مسلمان بھائی
دینی و شرعی تقاضوں سے آشنا ہو کر اللہ اور اس کے حبیب و محبوب
رانائے غیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق زندگی گزار سکے
اور اپنی عظمت رفتہ اور شوکت گذشتہ سے دوبارہ ہمکنار ہو سکے
وہاں کہ فدائے حق و قیوم محب گرامی ساحر البیان حضرت علامہ
عبدالرحیم صاحب قبلہ قادری کو بیش از بیش خدمت دین متین کا جذبہ
اور تمام مسلمانوں کو موصوف کی اس کتاب مستطاب و تصنیف
لطیف سے استفادہ و فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔ بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بیاناتی) محمد قاسم حبیبی، کاتی آبادی

مہتمم مدرسہ حنفیہ دارالقرات و خطیب

جامع مسجد شفیع آباد چمن گنج کانپور

۲۹، ۲۰، ۱۴۰۹ھ موافق ۱۲، ۱۰، ۱۹۸۸ء

از اعلیٰ حضرت ناصت بر لوی قدس سرہ

منقبت

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالائیرا

اوپچوں اوپچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا

اولیاد ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا

شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو

اے خضر جمع بحسین ہے چشمہ تیرا

ستیں دیدیکے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت

قادری پائیں نقدِ مرے دولہا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے

کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینہ علوی فصل ، بتولی گلشن

حسنی چاند حسینی ہے مہکتا تیرا !

نبوی نطل علوی برج ، بتولی منزل

حسنی چاند حسینی ہے اُجالا تیرا

ہیں رضایوں نہ بلک تو نہیں جید تو سہی

سید جید ہر دہر ہے مولے تیرا

مریدوں سے میں باخبر غوثِ اعظم

از مولانا عبد الرحیم قادری نظرس کا پیوری

ولایت کے شمس و قمر غوثِ اعظم
مہتیں یاد کرتے ہیں اربابِ ایماں
وہاں گوشہ گوشہ ہے بنتِ بداماں
پلا کر مجھے علم و عرفاں کا ساغر
میٹر ہوئی جسکو نسبت تمہاری
اُدھر چھائی ہیں رجتوں کی گھٹائیں
پکارا جہاں دستگیری کو آئے
تمہارے لئے اہل عشق و محبت
چمکتے ہیں سب تیرے نور و ضیاء
بیک وقت پر واز روحانیت سے
مرے گھر ہوئی محفل گیارہویں جب
سراپا شریعت مجسم طریقت
شہنشاہِ عرفاں امیرِ طریقت
تمہارے وسیلے سے اے شاہِ جیلاں

ضیا بخشِ قلب و نظر غوثِ اعظم
عقیدت سے شام و صبح غوثِ اعظم
جہاں ہو گئے جلوہ گر غوثِ اعظم
بناد و حقائقِ نیکر، غوثِ اعظم
ہنیں اسکو خون و خطر غوثِ اعظم
تمہاری نظر ہے جدھر غوثِ اعظم
مریدوں سے ہیں باخبر غوثِ اعظم
لٹا دیتے ہیں گھر کا گھر غوثِ اعظم
زمین آسماں بحر و بر غوثِ اعظم
ہیں ستر مریدوں کے گھر غوثِ اعظم
چمکنے لگے بام و در غوثِ اعظم
حق آگاہ آئینہ گر غوثِ اعظم
تصوف کے ہیں تاجور غوثِ اعظم
مجھے چاہئے مال و زر غوثِ اعظم

پریشاں ہے موجِ حوادث سے آقا

نظرِ پیر بھی ہو اک نظر غوثِ اعظم

یا عوث المدد

شاعر خوش فکر اجمال سلطانیوری

پیروں کے آپ پیر میں یا عوث المدد

عالم کے دستگیر میں یا عوث المدد

وہ اولیائے دین ہیں شاہوں کے بادشاہ

جو آپ کے وزیر میں، یا عوث المدد

حضرت حسن حسین کے چشم چراغ آپ

بے مثل و بے نظیر میں یا عوث المدد

صدقہ حسن حسین کا ہم کو بھی دیجئے

ہم آپ کے فقیر میں یا عوث المدد

قتلِ عثم و الم سے رہائی دلائیے

ہم بے بس و اسیر میں یا عوث المدد

مجرور کر دیا ہمیں ظالم کے ظلم نے

چلتے عدو کے تیر میں، یا عوث المدد

ہم کو مخالفین کے شر سے بچائیے

ظالم بڑے شریک ہیں یا عوث المدد

تنہا غریب آپ کا اجمال ہے اے حضور

دشمن بہت کثیر میں یا عوث المدد

منقبت

از شاعرِ سلاہ جنابِ قمر سلیمانی صاحب

غوثِ اعظم میں گنہ گار ہوں شیخا اللہ

رحمتِ حق کا طلب گار ہوں شیخا اللہ

دستگیرِ غبارِ ایک نظر میری طرف

بندہ بیکس و ناپاوار ہوں شیخا اللہ!

لاج رکھ لیجئے پھیلائے ہوئے دامن کی

شدتِ غم میں گرفتار ہوں شیخا اللہ

روحِ تاریک ہے اور نامہ اعمالِ سیاہ

طالبِ کثرتِ انوار ہوں شیخا اللہ!

عشقِ سرکارِ دو عالم ہے میرے غم کا علاج

ایک مدت سے میں بیمار ہوں شیخا اللہ

واسطہ دے کے حُسنِ ، حسنِ نسبت کا

میں بھی نسبت کا طلبگار ہوں شیخا اللہ

جسکی نظروں کو جہا بات سے فرصت نہ ملے

میں وہی شائقِ دیدار ہوں شیخا اللہ

کاش بغداد پہنچ کر یہ قمرِ عرض کرے

باادب حاضر دربار ہوں شیخا اللہ!

منقبت

از مولینا ضیاء القادری

ترکی ہر شان ہے یا عنوث! شانِ لاثانی	ہر تو لاریب شرحِ عظمتِ ما اعظم شانی
جمالِ ذاتِ رب کی آپ میں تصویرِ لاثانی	نظر آتے ہیں آپ اے ماہِ جیلاں یوسفِ شانی
تمہاری چاند سی صورت، وہ تصویرِ ثورانی!	نہ کوئی آپ کا ہمسر نہ کوئی آپ کا ثانی
ملک اور جن و انس پر تمہیں حاصلِ جہنمانی	تمہاری سندِ عرفان اور رنگِ سلیمانی
حسنِ کالال ہے تو، تو حسینِ پاک کا جانی	ترے تقویٰ میں ہر رنگِ آویشانِ سلمانی
حضورِ عنوثِ اعظم عبدِ قادر شاہِ جیلانی	یقیناً آپ ہیں قطبِ زماں محبوبِ سجانی
ہے بغداد معلّے میں ہمیشہ آئینہ برکف	مدینہ کی بخف کی کربلا کی جلوہ سامانی
ہزاروں اولیاء رہتے ہیں حاضرِ باشِ رضویں	مشائخ کرتے ہیں ب بھی تمہارے در کی بانی
یقیناً صاحبِ قرآن کے ہو تم ایسے نہ پائے	تمہارا مصحفِ عارض ہوا ک تفسیرِ قرآنی
قدمِ سب اولیاء کی گردنوں پر ہو تراشاہا	شبِ معراج تو نے پائی یہ معراجِ روحانی
سلی ہے علم کی دولت رسول اللہ سے تجھ کو	تھے ہر دم آپ کے پیشِ نظر اسرارِ پنهانی
رُخِ گلگوں کا غازہ سُرخِ خونِ شہیدان ہے	ہیں قرباں بعل لب پر آپ کے لعلِ خدشانی
مرا ذوقِ عیقت تیرے در کی خاک بوسی ہو	بے تیرا مشربِ مسلک خدا بینیِ خدادانی

معنی، قادری، چشتی، نظامی اے ضیاء ہوں میں

مرا ذوقِ عیقت ہے ہمیشہ سے ثنا خوانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَّ اَوْسَاطَ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰ

عرض مؤلف

عربی و فارسی میں سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و حالات زندگی پر مشتمل متعدد کتابیں پائی جاتی ہیں۔ اردو زبان میں بھی آپ کی حیات مبارکہ پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں، مگر بد قسمتی سے عام طور پر مسلمانوں کی علوم و مینیہ سے بے التفاتی نے انھیں اس قابل ہی نہیں رکھا کہ وہ عربی فارسی کی کتابوں سے استفادہ کر سکیں اور اردو میں اس موضوع پر قلم اٹھانے والوں نے زیادہ تر آپ کے فضائل و مناقب اور کرامات پر زور دیا ہے جس سے عقیدت کی پوری پوری چاشنی تول جاتی ہے مگر ایک رہنمائے کامل کی سوانح جو بہر نوع مکمل ہو۔ آپ کی مقدس تعلیمات خطبات ملفوظات ارشادات، اور تاریخ زندگی کے اہم کارناموں سے واقفیت کا ذوق رکھنے والوں کے لئے ناکافی ثابت ہو رہی ہیں اس لئے عرصہ سے یہ بات ذہن کو جھنجھوڑ رہی تھی کہ اس عنوان پر قوم کے سامنے ایک ایسی جامع کتاب آنی چاہئے جسکے اوراق سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے ہر پہلو کے آئینہ دار ہوں جسے دیکھنے کے بعد اس سلسلہ میں مزید کسی کتاب کی

عاجت باقی نہ رہے مگر خود اپنی کم علمی و بے مانگی سنگ گراں بنکرا ٹھٹھے ہوئے
جذبات کو دبا تی رہی تاہم نہ دینے والے شراروں کے اکسانے پر سرکار جیلاں کی
بے پایاں اعانتوں کو ہمارا بنا کر اپنی ناچیز کوششوں کو سیرت غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے نام سے ارباب محبت و اہل عقیدت کی خدمت میں پیش کرنے کی جرات
کر رہا ہوں۔ اسی سرکار بعد اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات حیات
طیبہ کے مکمل حالات و اہم ترین واقعات سے متعلق متعدد قدیم و منہجیم کتابوں
کا خلاصہ مختلف رسالوں کی معتبر روایات و مضامین نیز آپ کی تعلیمات و خطبات
وغیرہ کو سمیٹ کر یکجا کر دیا گیا ہے جسے میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی بارگاہ عالی و قار میں بطور نذرانہ خلوص و محبت پیش کر رہا ہوں۔ ع

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

ارباب علم و دانش کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر میری یہ ناچیز
تالیف آپ تک باریابی کا شرف حاصل کر سکے تو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں اور
اگر کوئی قابل تسلیم خامی نظر آئے تو مجھ کو ضرور باخبر کریں ساتھ ہی اپنی گرانقدر
رئے بھیج کر بہمت افزائی فرمائیں تاکہ اگلا ایڈیشن اصلاح اور آپ کی قابل قدر رائے
کی شمولیت کیساتھ شائع کیا جاسکے۔ (وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ)

والسلام

ناچینی محمد الرحیم قادری رضوی غفرلہ

فروری ۱۹۷۷ء

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ وَصَلَّى عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيمِ

مہربان

زمین شدتِ تپش سے مغلوب ہو کر پیاسی ہوتی ہے تو آسمان سے
موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ تاریکی شب کی چادر بسیط ہوتی ہے تو صبح کا
اُجالا پھوٹ پڑتا ہے۔ بندگانِ خدا میں جب گمراہی پھیلتی ہے اور نافرمانی
عام ہو جاتی ہے تو ربِّ کریم کی رحمت بے پایاں متوجہ ہوتی ہے اور خداوند
قدس اپنے خاص بندوں میں سے کسی نہ کسی کو پیکرِ رشد و ہدایت بنا کر
بھیجتا ہے اسی لئے خاکدانِ گیتی میں دقتا فوقشا انبیاء و رسل کا مقدس
قافلہ آتا رہا جو انسانوں کو نافرمانیوں اور گمراہیوں سے بچاتا رہا۔

روحی فداہ آمنہ کے لال حبیب کر دگار صلی اللہ علیہ وسلم نبوت و
رسالت کے آخری تاجدار ہیں۔ اب تک انبیاء و کرام رشد و ہدایت کے چراغ
بنکر دنیا والوں کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے بعد یہ اہم ترین ذمہ داری سرکارِ رسالتِ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
سید الانبیاء کی اُمت کی مقدس و ممتاز ترین شخصیتوں کے سیرور ہی اور

اس کی ثبوت میں ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کے ایک برگزیدہ عالم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جمیل پیش کرتے ہیں۔

معلم کائنات رسالت اب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَءِيلَ "سرکار کا یہ ارشاد مبارک اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ اب تک مخلوق کی رشد و ہدایت کا جو کام انبیاء کرام کے ذریعہ ہوتا چلا آ رہا تھا اب وہ خدمات نبی آخر الزماں کی اُمت کے برگزیدہ افراد گنہگار خیر اُمتِ اُخْرِجْتُمْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کے اعزاز سے سرفراز ہو کر انجام دینگے۔

عہد رسالت سے پیشتر بندگان خدا کی رہنمائی کیلئے برابر انبیاء و رسل کی آمد ہوتی رہی حتیٰ کہ تاجدار دو عالم آفتاب رسالت کا ظہور ہوا اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ یک لخت بند ہو گیا لیکن پھر رب کریم کی شانِ کریمی سے بندوں کی مایوسی و بے بسی دیکھی نہ گئی اور جہاں انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ ختم کیا وہیں پر اپنے فضل بے نہایت سے ولایت، غوثیت، قطبیت کا دروازہ کھول دیا اور اس کام کے لئے عہد نبوی سے لیکر آج تک اولیائے اُمت میں غوث، قطب اور ابدال و اوتاد وغیرہم کا برابر ظہور ہوتا رہا۔

ان مقدس افراد نے مخلوق کے بگڑے ہوئے حالات کو سنوارا اور ان کے اخلاق و کردار کی درستگی اور ایمان کی پختگی کے لئے بے انتہا سعی اور کوششیں طے فرما کر قدم قدم پر اللہ کے گمراہ بندوں کے لئے حق و

و صداقت اور ایمان و عرفان کی نشاندہی فرماتے رہے اور اپنے تئیں مکمل طور پر فریضہ تبلیغ و ہدایت کا حق ادا کیا۔

ان مصلحین اُمت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلند و بالا شخصیت صفحہ دہر پر دہر و ماہ کی طرح درخشندہ و تابندہ ہے جن کے فضل و کمال کی مبیاء پاشیوں سے آج زمین کا چپہ چپہ تابناک ہے۔ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔

”میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبی جیسے ہونگے“

علماء اُمت کی یہ شرافت و فضیلت رسولِ محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے اور فضیلت و عظمت کی یہ شان تاجدارِ جیلانی سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ ستودہ صفات میں بدرجہ کامل و اکمل موجود تھی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حُلیّہ شریف سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نحیف البدن، قد میانہ، سینہ فراخ، ریش بشارت از

چہرے کو گھیرے ہوئے رنگ گندم گون، دونوں برو

ملے ہوئے، آبرو بلند، چہرہ تابندہ، ذی وقار، نرم گفتار، کم گو، اہل علم میں ممتاز تھے

کلام میں ایک طرح کی تیزی اور بندی تھی جو سامع کے

دل میں خوف کیسا تھ عجیب لذت پیدا کر دیتی تھی۔ دورانِ

خصوصیت

گفتگو پر جامع ہر تن گوش ہو کر آپ کے وجد آفریں کلام کو سنتا رہتا۔ دور اور نزدیک آپ کی

آواز برابر سنائی دیتی۔ لاکھوں کے مجمع میں ہر شخص آپ کی آواز بخوبی سن لیتا

آپ کے حکم کی تعمیل ہر شخص بے چون و چرا کرتا۔ اور دل پر کسی قسم کا جبہ

محسوس نہ کرتا۔ سخت سے سخت دل والا بھی آپ کے جمال باکمال کی زیارت

کر لیتا تو اس کا دل موم کی مثل نرم ہو جاتا۔ جب آپ جامع مسجد میں تشریف

لاتے تو لوگ اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھا دیتے اور آپ کے وسیلہ سے جو بھی دعا

مانگتے ترب کریم پوری فرما دیتا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ

نسب الد ماجد سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست

سلسلہ نسبِ باؤکرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک حسب ذیل ہے۔
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید
ابو عبد اللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید واحد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ
بن عبد اللہ ثانی بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سرکار امام حسن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔
والدہ کی طرف سے آپ حسینی تھے۔ سلسلہ یوں ہے۔ آپکی والدہ ماجدہ
حضرت ام ایمنہ فاطمہ بنت سید عبد اللہ الصوفی ابن ابو جمال الدین، ابن سید محمد
ابن سید ابو العطاء ابن سید کمال الدین عیسیٰ، ابن سید علاؤ الدین الجواد ابن امام
علی رضا رضی اللہ عنہ ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر
ابن امام زین العابدین ابن سید الشہداء سرکار امام حسین ابن سیدنا علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

حالات مبارکہ حضرات اہل کرام

آپ سرکار غوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم

میں جنگی دوست "لقب

حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہونے کی وجہ قلام الجواہر میں یہ بتائی گئی ہے کہ آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے
ریاض ایحیات میں اس لقب کی تشریح یہ بتائی گئی ہے کہ آپ اپنے نفس
سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیہ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ چنانچہ

اس مجاہدہ نفس میں مکمل ایک سال تک قطعی کھانا پینا ترک فرما دیا تھا ایک سال گزر جانیکے بعد جب ذرا خواہش محسوس ہوئی تو ایک شخص نے عمدہ غذا اور ٹھنڈا پانی لا کر پیش کیا آپ نے اس ہدیہ کو قبول فرمایا لیکن معاً فقرا کو بلا کر انھیں تقسیم کر دیا اور اپنے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرے اندر ابھی غذا کی خواہش پائی جاتی ہے، تیرے واسطے تو نان جو اور گرم پانی بھی بہت ہے۔ اسی کیفیت میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آپ پر سلام ہو۔ خدائے قدیر نے آپ کے قلب کو جنگی اور آپ کو اپنا دوست بنالیا ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ افطار کروں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ جس قدر کھانا تھا اسی کو دونوں حضرات نے تناول فرمایا۔ جیسا کہ آپ کا لقب ”جنگی دوست“ ہو گیا۔ موسیٰ اسم شریف سے ابوصالح کینت۔ آپ کا چہرہ مبارک آئینہ انوار ربانی کا مرقع تھا۔

جس محفل میں آپ رونق افروز ہوتے وہ محفل منور ہو جاتی تھی۔ زبان میں بلا کی فصاحت اور شیرینی تھی۔ جب تک آپ وعظ کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ حاضرین سوائے انتہائی مجبوری کے مجلس وعظ سے جنبش نہیں کرتے تھے اکثر و بیشتر آپ فرمایا کرتے تھے۔

”میں خدا کا بندہ ہوں۔ اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتا ہوں۔

رب تبارک و تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہوں۔ خلاف شریعت امور

سے احتراز کرو۔ جب کسی محفل میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام نامی واسم گرامی آجائے تو درود شریف کا نذرانہ پیش کرو۔

کسی وقت اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو۔ ہر آن پر وردگار عالم کو سمیع و بصیر جانو۔
آپ کے عہدِ حیات میں القادر باللہ ابوالعباس اور القائم بامر اللہ ابو
جعفر عباسی خلفائے بعد ادم سے تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

آپ انتہائی عابد و زاہد باخلاق سخی
اور منبع فیض و کرامت تھے ابھی عمر شریف
کو نو ہی سال ہوئے تھے اور تفسیر قرآن

حضرت سید ابوعبداللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا درس لے رہے تھے کہ اُستاد نے ”ہُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ“ کی تفسیر بیان کرنی شروع
کی تو آپ نے سوال کیا کہ متقیوں کو خدائے برتر کی بارگاہ سے کیا کیا انعامات عطا
کئے جائیں گے۔ اُستاد نے جواب دیا متقی حضرات رضائے مولیٰ کی سند لیکر جنت
میں داخل ہوں گے لہٰذا جنت سے دائمی راحت پائیں گے۔ منزلِ قربِ اوندی
میں مستغرق رہیں گے اُستاد محترم کے اس جواب سے آپ کے اوپر ایک خاص
کیفیت طاری ہو گئی۔ اور فرمایا

”افسوس ہے مخلوق کے حال پر کہ ان رحمتوں کا علم ہونیکے باوجود

راہِ تقویٰ نہیں اختیار کرتے اور اللہ کے طاعت گزار نہیں بناتے“

آپ کی محفل و عظ میں ہزاروں انسانوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا
جیسے ہر دین و مذہب کے لوگ شریک ہوتے تھے۔ صلحاء و عرفاء اور اولیاء کرام
بھی ان پاکیزہ محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔ ہر وقت ذکر الہی میں مصروف
رہتے تھے۔ اَنْتَ الْهَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْهَادِیْ اِلَّا هُوَ۔ آپ کا
خاص ورد تھا۔

ایک روز ایک شکستہ حال جذامی نے کچھ دور سے آپ کو آواز دی ابو عبد اللہ مسکینوں، غریبوں، محتاجوں کی جانب بھی نگاہِ لطف و کرم کیجئے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ اور خدائے قادر و قدیر کی بارگاہ میں اس کے لئے دعائے صحت فرمائی۔ آپ کی فیض بخش دعا کی برکت سے وہ جذامی صحت یاب ہو گیا۔

ماہ ربیع الثانی شریف ۳۷۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ حنفی المذہب تھے۔ دو شادیاں کیں ایک بی بی فاطمہ بنت سید عبد اللہ بن سید علی اصغر بن جعفر ثانی بن امام علی نقی کے ساتھ جنکے شکم سے حضرت ابو صالح موسیٰ جنگلی دوست اور ان کے علاوہ چار بیٹے اور پیدا ہوئے لیکن حجۃ البیضاء کی روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ابو صالح اور عبد الوہاب صرف یہی دو بیٹے پیدا ہوئے۔

دوسری شادی بی بی رحمت کیساتھ ہوئی جنکے شکم سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی توام (جڑواں) پیدا ہو کر پندرہویں دن فوت ہو گئے۔

ابو علی آپ کی کنیت اور لقب زاہد و نقی

ہے۔ آپ مادرِ زاد ولی تھے۔ عہدِ طفلی

ہی میں آپ سے خوارقِ عادات کا صُدد

حضرت سید یحییٰ الزاہد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہونا شروع ہو گیا تھا۔ چھ سال کی عمر شریف میں تعلیم کی غرض سے جب استاذ کے پاس پہنچے تو جعفر استاذ بتاتے جاتے تھے۔ آپ اس سے آگے بڑھتے ہوئے گزر جاتے تھے استاذ کو تحیر ہوتا تھا۔ آخر ایک دن استاذ نے اپنے اس تحیر کا اظہار آپ سے کر ہی دیا تو آپ نے جواب دیا آپ معلم ہیں اور میں متعلم ہوں۔

حضرت ابن جریر نے شکم مادر ہی میں گفتگو کی تھی میری عمر تو چھ سال کی ہے۔
خدا نے قدیر کی دین اور عطا پر آپ کو حیرت کیوں ہے ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

شب تار یک دوستانِ خداے می بتاید چوں روزِ خشنده
ایں سعادت بزورِ بازو نیست تمانہ بخشد خداے بخشنده

استاذ محترم نے آپ کی زبان مبارک سے یہ معرفت گہریز کلام سُنکر
اسی دن سے آپ کو "عارف باللہ" کے خطاب سے پکارنا شروع کر دیا۔

جب عمر شریف پندرہ سال کی ہوئی تو نماز کا التزام اس پابندی
سے فرمایا کہ تمام عمر نماز باجماعت ترک نہیں ہوئی۔ ہر نماز کے لئے تازہ وضو
فرمایا کرتے تھے۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت اور نوافل
ترک نہیں ہوتے تھے۔ سُنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور فرائض ہمیشہ
مسجد میں ادا کیا کرتے تھے۔ حجۃ البیضاء میں بیان کیا گیا ہے کہ دو صاحبزادے
حضرت موسیٰ اور سیدنا ابو عبد اللہ اور ایک صاحبزادی کا صغر سنی ہی میں
انتقال ہو گیا تھا۔

اسم شریف محمد، کنیت ابوالقاسم شمس الدین
حضرت سید محمد رضی اللہ عنہ

اور عابد لقب ہے۔ ولادت مبارکہ آپ کی

۲۹۹ھ میں ہوئی۔ آپ بڑے متقی اور متواضع عابد شب زندہ دار زاہد اور سجدہ
گزار تھے۔ حُسن اخلاق اور حُسن گفتار میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ کے بیٹے
سید تحفے فرماتے ہیں کہ سوہ اتفاق سے کسی رات اگر تہجد کے وقت نہ بیدار

ہوتے تو میں غیب سے ایک آواز سنا الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ يَا اَبَا الْقَاسِمِ
 شَمْسُ الدِّينِ " اور مجھے کثرتِ تلاش کے باوجود کوئی آواز دینے والا نظر نہ آتا تھا
 آخر میں نے والد صاحب سے دریافت کیا کہ یہ ندا کرنے والا کون ہے
 جو آپ کو بیدار کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خداوند قدوس نے ایک جن کے
 سپرد یہ خدمت کر دی ہے جب آپ کا وصال ہوا میں نے اس جن کو انسانی
 پیکر میں آپ کے جنازہ پر نوحہ کرتا ہوا دیکھا پھر وہ وقتاً فوقتاً میرے پاس آتا رہا۔
 ایک دن میں نے اس جن سے پوچھا کہ جس طرح تم میرے والد محترم کی خدمت
 کی انجام دہی کیا کرتے تھے میرے ساتھ وہ رویتے کیوں نہیں جاری رکھتے جن
 نے مجھ کو ہدایت کی کہ ابھی تم اس منزل پر فائز نہیں ہوئے ہو تم اپنے والد
 محترم کے مزار پر انوار پر جا کر اکتساب فیض کرو۔ اولاد رسول ہو۔ کیا عجیب ہو
 کہ وہی درجات حاصل ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے اسی جمعہ کو مزار مبارک پر
 حاضری دی اور انعامات خصوصی سے مالا مال ہوا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
 سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ " والد محترم نے مجھے اکیس دن تک
 پڑھنے کو ہدایت فرمائی اسکے بعد سے وہ جن میری خدمت میں رہنے لگا۔

ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت آپ کی محفل مبارک میں حاضر
 ہوئی اور سیدنا عزیر علیہ السلام کے متعلق آپ سے سوال شروع کیا۔ آپ نے
 انتہائی مؤثر انداز سے سیدنا عزیر علیہ السلام کے حالات زندگی پر تبصرہ فرماتے
 ہوئے یہودیوں کے اس دعویٰ کی تردید کی کہ سیدنا عزیر علیہ السلام ابن اللہ ہیں
 آپ کی اثر انداز تقریر سنکر یہودیوں کی پوری جماعت نے اسلام قبول کر لیا۔

صاحبِ حجۃ ابلیضا نے لکھا ہے کہ آپ کے چھ بیٹے تھے جنکے نام
حسب ذیل ہیں عبد الواحد۔ عبد الوہاب۔ عبد الرزاق۔ یحییٰ۔ عبد لقادر
احمد اور تین لڑکیاں بھی تھیں۔ امینہ۔ زینب۔ عائشہ۔ حضرت یحییٰ کے
کے علاوہ سارے بیٹے عہد طفلی ہی میں وفات پا گئے تھے۔

آپ کا اسم شریف داؤد ہے۔ کنیت
ابو محمد اور ابو بکر ہے اور سراج الدین
آپ کا لقب ہے۔ ۱۴۴۷ھ میں آپ کی ولادت

حضرت سید داؤد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہوں۔ قلب اطہر سوز و گداز کا گنجینہ تھا۔ ہر وقت خشیت الہی کا غلبہ رہتا تھا
اکثر وقت طاری رہتی تھی۔ آیۃ مبارکہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُوا أَنْفُسَكُمْ
وَأَهْلِيكُمْ نَارًا أَذَوْ قُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارَةُ۔ زبان پر جاری رہتی
تھی اور اہل و عیال اور منتبین و متوسلین کو خوف الہی اور عبادت کی تلقین
فرماتے رہتے تھے جس جگہ آپ تشریف رکھتے وہیں پر دوسروں کو بھلاتے
تھے۔ جو کچھ بھی آپ کھاتے اسمیں دوسرے لوگوں کو بھی شامل فرمایتے تھے
جیسا لباس آپ پہنتے ٹھیک ویسا ہی دوسروں کو بھی پہناتے تھے۔ رسائل
کو واپس نہیں کرتے تھے۔ فقیروں اور مسکینوں کی امداد و اعانت پر برابر لوگوں کو
توجہ دلاتے رہتے تھے۔

ایک دن جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے
آپ نے ازراہ تواضع و انکساری فرمایا۔ مسلمانو! خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں
فرق مراتب کو دخل نہ دینا چاہئے۔ یہاں سب برابر ہیں۔ یہاں کسی کی تعظیم

روا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اس قدر رقت سے روئے کریش مبارک آنسوؤں سے
بھیگ گئی ۳۱؎ میں مکہ شریف میں آپ کا وصال ہوا۔

حجۃ البیضاء کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے چار صاحبزادے تھے
محمد بن عبد اللہ محمد عابد۔ شہاب الدین اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ نور الابصار کی
روایت کے مطابق آپ کی دو شادایاں ہوئیں۔

سید موسیٰ اسم مبارک اور ابو عمر کینت ہے
حضرت سید موسیٰ ثانی | آپ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم

مبارک سیدہ ہالہ ہے۔ آپ انتہائی متقی صالح کریم اور فیاض تھے۔
معتقدین و متوسلین سے جو کچھ نذر ملتی اسے خرچ فرماتے رہتے لیکن اگر کچھ
بچ رہتا تو اسے جمع کرتے رہتے تھے اور جب نماز جمعہ کیلئے نکلے تو سارا مال
فدام کے ساتھ ہوتا۔ راستہ میں فقیروں، یتیموں اور مسکینوں کی جماعتیں منتظر
ہوتی تھیں۔ آپ مسجد تک پہنچے پہنچتے سارا مال و زر مستحقین کو
تقسیم فرمادیتے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوتے
آپ کے مواعظ حسنہ و نصائح فاضلہ سے مستثر ہو کر نئے شمار غیر مسلموں نے
اسلام قبول کیا۔ بہت سے فاسق و فاجر اور بدکار لوگوں نے توبہ کی
بحر الجہان میں ہے کہ آپ کی شادی سیدہ زینب بنت سید ابراہیم
مرقنی ابن سیدنا امام موسیٰ کاظم کے ساتھ ہوئی جنکے شکم سے حضرت سید
داؤد کے علاوہ چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

دوسری شادی بی بی میمونہ سے ہوئی جنکے شکم سے تین صا جزا دے
اور دو صا جزا دیاں ہوئیں صاحبِ محبت ابی قحطہ کا غالب گمان ہے کہ
سلسلہ نسب صرف حضرت داؤد سے جاری رہا۔ صاحبِ کنز الانساب
بھی اسی سے اتفاق کرتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ثانی
کا عقد بی بی فاطمہ بنت یحییٰ بنت حضرت امام موسیٰ کاظم سے ہوا تھا۔

۶۔ محرم الحرام ۱۹۳ھ آپ کی تاریخ ولادت اور ۲۸ سن وفات ہے۔

اسم مبارک موسیٰ اور لقب جوٰن ہے۔

حضرت سید موسیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنز الانساب کی روایت کے مطابق

آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ ریتہ بنت

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھیں۔ سید محمد اور
سید ابراہیم آپ کے دو حقیقی بھائی تھے۔ آپ کی شادی ریتہ ثانیہ بنت
سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی نے پناہ حسین
اور عالم و فاضل تھے۔ صالح و متقی تھے۔ کثرتِ عبادت کے سبب لاغر
ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں آپ تشریف لائے
دربار میں ایک جگہ پیر پھسلا اور آپ گم ہو گئے لوگ ہنسنے لگے ہارون بھی ہنس
پڑا آپ نے فرمایا امیر المومنین میرا کرنا کمزوری کے سبب تھا الحمد للہ مدہوشی
وستی کے سبب نہیں تھا۔ ہارون رشید نے شرم سے نظریں جھکا لیں۔

آپ کی ولادت ۱۵۲ھ میں - اور وفات ۲۱۳ھ میں ہوئی۔

حضرت سید عبد اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - آپ زاہد شب زندہ دار

تھے۔ ہجرت کی دو رکعت نفل میں پورا قرآن حکیم ختم فرمایا کرتے تھے۔ دن بھر ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔ دو شنبہ اور جمعہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے پانچ لڑکے پیدا ہوئے بتایا جاتا ہے کہ سادات بخارا و ترکستان انھیں صاحبزادگان کی اولاد میں سے ہیں۔ ۳۱ھ میں ولادت اور ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

کربلا کے مسافر سید الشہداء

سید کا امام حسین رضی اللہ عنہ

کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کے

حضرت سید عبد اللہ محض

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شکم مبارک سے ۳۰ھ میں آپ تولد ہوئے آپ کے والد ماجد سیدنا سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرۃ العین حضرت امام حسن مثنیٰ تھے۔

بجانب اطرین سید ہونیکے سبب ساری دنیا آپ کا احترام کرتی تھی اخلاقی

حیثیت سے آپ تمام نقائص سے مبتلا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب

محض ہوا۔ نور الابرار کی روایت یہی ہے کہ آپ شکل و شبہت میں

محض صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ سیدنا زید بن علی

بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہم عصر تھے آپ کا لقب محض ہونیکے ایک وجہ یہ

بھی بتائی جاتی ہے کہ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آپ بھی اپنے

گھرانے میں پہلے بزرگ تھے جو حسنی اور حسینی شرف انتساب سے الامال تھے۔ سیدنا

امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی تھے اور آپ کی والدہ حسینی تھیں۔

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اسکی خواہش رکھتے ہیں کہ وہ دنیا میں

سب سے برتر اور افضل و اعلیٰ سمجھے جائیں اور میں از خود تمام مخلوق کو برتر و بالا

سمجھتا ہوں۔ آپ بہادر قوی النفس اور شاعر بھی تھے۔ آپ کے چھ بیٹے ہوئے۔
محمد۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ یحییٰ۔ سلیمان۔ اور تیس رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ۱۰ رمضان
المبارک ۱۲۵ھ میں خلیفہ ابو جعفر عبد اللہ المنصور عباس کے قید خانہ میں آپ کا
وصال ہوا۔ اسی قید خانہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
بحالت سجدہ اس دنیائے فانی سے سفر آخرت فرمایا ۷

آسمان ان کی لحد پر شبہم افشائی کرے

آپ سیدنا سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے جگر گوشہ سیدنا فاطمہ زہرا رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے قرۃ العین ہیں۔ سیرت شہادت

حضرت سید حسن مثنیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں اپنے والد محترم کے مشابہ تھے۔ آپ کا حسن و جمال دیکھ کر سرکار امام
حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک کا گمان ہوتا تھا۔ اسی سبب آپ کو
حسن مثنیٰ کہا جاتا ہے آپ کے پانچ بیٹے تھے۔ سید عبد اللہ محض سید ابراہیم
حسن ثالث سید داؤد۔ سید جعفر۔ اول الذکر تین بیٹے سیدہ فاطمہ الصغریٰ
بنت سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شکم مبارک اور آخر الذکر دو بیٹے
بی بی حبیبہ سے تولد ہوئے پانچوں اولاد سے سلسلہ نسب جاری ہوا۔

۱۱۹ھ میں آپ نے وصال فرمایا جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری باب

ما یکسہ من اتخاذا المساجد علی القبور میں ہے کانت وفاتہ سنۃ سبع۔
تسعين وهو من ثقات التابعین آپ کی عمر شریف ۷۷ھ میں سیدنا علی
مرتضیٰ اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت دس سال بھٹی۔

سعادت الکونین کے اندر آپ کا معرکہ کر بلا میں شریک ہونا اور زخموں سے چور چور ہونا منقول ہے۔ اس مآذ بنت خارجہ خزاعی اس سے قبل کہ آپ شہید کر دیئے جائیں لشکر ابن زیاد سے بدقت تمام آپ کو چھڑا کر لائیں اور کوفہ میں علاج کرایا۔ یہاں تک آپ صحت یاب ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مدینہ کا عامل حجاج بن یوسف نے آپ کے دست مبارک سے تولیت صدقات لے لینی چاہی لیکن عبد الملک نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔

ولید بن عبد الملک فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد جب مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مسجد نبوی میں خطبہ دے رہا تھا تو اس کی نگاہ اچانک فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ کی جانب اٹھ گئی۔ اس وقت آپ آئینہ میں اپنا چہرہ مبارک ملاحظہ فرما رہے تھے خطبہ ختم کرتے ہی اس نے عامل مدینہ کو حکم دیا کہ فوراً ان صاحبزادہ کو شہر بدر کر دو۔ اور حجرہ کو مسجد میں شامل کر دیا جائے۔ چنانچہ عشاء میں یہ حجرہ عالیہ آپ سے جبراً خالی کر دیا گیا اور مسجد نبوی میں داخل کر دیا گیا۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب کے اندر محقق علی الاطلاق شیخ عبد المحق محدث دہلوی نے اس واقعہ کو بہت تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

آپ کے محاسن و مدارج آفتاب

و ماہتاب کی طرح روشن ہیں

تاریخ و سیر کی کتابیں آپ کی

حضرت سیدنا سرکار امام حسن

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعریف و توصیف سے بھری پڑی ہیں۔ آپ کے فضل و کمال کو پیش کرنے کے لئے

دفتر کے دفتر نا کافی ہیں۔ اس جگہ حصول خیر و برکت کے پیش نظر مختصر طور پر ذکر کیا

کیا جائے گا۔ اس لئے جگر گوشت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ اور آپ کے فضل و کمال کا ذکر جمیل ہمارے اور تمام مسلمانوں کیلئے نجات کا ذریعہ اور رضا و الہی کا سبب ہے۔

رمضان شریف کے بابرکت و فیض رساں مہینے میں ۵ تاریخ ۱۲۸۰ھ میں مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین پر ایمان بخش فضا میں آپ کی ولادت مبارک ہوئی۔ آپ سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا۔ اس سے پہلے دنیا میں کسی کا نام یہ نہیں رکھا گیا تھا آپ کے چھوٹے بھائی سرکارِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک کی بھی یہی خاصیت ہے کہ پہلی بار دنیا میں یہ نام رکھا گیا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن و جمال میں یگانہ روزگار تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کا چہرہ نہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ سے مشابہ نہ تھا۔ بکثرت آپ سے حدیثیں مروی ہیں اور کثیر تعداد میں حدیثیں ہیں جن میں آپ کے فضائل و محاسن مروی ہیں۔ تابعین کے علاوہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی آپ سے روایت حدیث کی ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد آپ تحت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور چھ مہینے کے بعد ۱۱ھ میں ان شرائط کے ساتھ خلافت سے سبکدوش ہو گئے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد حق خلافت حضرت امیر حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوگا۔

(۲) حجاز و عراق کے باشندوں سے کوئی شکس نہیں لیا جائے گا۔

(۳) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام قرضہ ادا کیا جائے گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور نذر ایک لاکھ دینار سالانہ مقرر کیا۔ اتفاق سے ایک سال سالانہ وظیفہ آنے میں قدرے تاخیر ہوئی جس کے سبب آپ کو تکلیف ہوئی۔ آپ نے قلم و دوات منگا کر یاد دہانی کے لئے رقعہ لکھنے کا قصد فرمایا لیکن نہ جانے کیا سوچ کر ہاتھ روک لیا۔ اسی رات کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: میٹا کیا حال ہے؟ عرض کیا: نا جان اچھا ہوں لیکن یہی دست ہوں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم مخلوق کو متوجہ کرنے کے لئے رقعہ لکھنا چاہتے تھے؟ یہ سنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب و احترام کیساتھ عرض کیا: حضور والا ایسا ہی خطرہ دل میں پیدا ہو چلا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دُعا پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری تمام حاجتوں کو پوری فرما دے گا۔ دُعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ اقْذِفْ فِي قَلْبِي رَجَائَكَ	یا رب میرے دل میں اپنی امید ڈال
وَاقْطَعْ رَجَائِي دَعْمَنُ سِوَاكَ حَتَّى	اور اپنے ماسوا سے میری امید قطع کر۔
لَا أَرْجُو غَيْرَكَ اللَّهُمَّ وَضَعْفَتْ	یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں
عَنْهُ قُوَّتِي وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِي وَلَمْ	یا رب جس کو میری قوت عاجز اور عمل قاصر ہو اور
تَنْتَه إِلَيَّ رَغْبَتِي وَلَمْ تَبْلُغْ	جہاں تک میری رغبت اور میرا سوال نہ پہنچے اور

مَسْئَلَتِي وَلَمْ أُجِرْ عَلَى لِسَانِي مِمَّا أُعْطِيتَ مِنَ الْأَوَّلِينَ | میری زبان پر جاری نہ ہو جو تو نے
وَالْآخِرِينَ مِنَ الْيَقِينِ فَخَصَّنِي بِهِ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ | اولین و آخرین میں سے کسی کو عطا
فرمایا ہو یقیناً یہ خصیصہ میری ہی طرف ہے یا رب العالمین ۝

مخصوصاً یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب حضرت
امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔ ابھی پورا ایک ہفت
بھی نہیں گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہلاک دینا سرکارِ امام حسن رضی اللہ عنہ
کی خدمت مبارکہ میں بھیج دیئے۔ آپ نے ان الفاظ میں شکر الہی ادا کیا۔

”شکر ہے اس خدائے قدیر کا کہ جو اپنے یاد کرنے والے کو کسی وقت
نہیں بھولتا اور اپنے در کے سوالیوں کو کبھی بھی مایوس نہیں فرماتا“
رات میں پھر حضورِ انور کی زیارت ہوئی سرکارِ امام حسن سے پوچھا بیٹے اب
کیا حال ہے سرکارِ امام حسن نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہلاک
دینا بھیج دیئے ہیں رسولِ محترم نے ارشاد فرمایا خدائے قادر و قدیر سے التجا اور مخلوق
سے احتراز کا یہ نتیجہ ہے۔

خلافت سے دست برداری کے بعد امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدنیہ
منورہ تشریف لے آئے دو مرتبہ اپنا سارا مال و متاع راہِ مولائیں تقسیم فرما دیا اور
تین مرتبہ تمام اثاثہ البیت سے نصف اپنے لئے رکھا اور نصف اللہ کی راہ میں
تقسیم فرما دیا۔ آپکی دروناک شہادتِ یزید کی شرارتوں کا پیش خیمہ ہے۔ اس ظالم
یزید نے اپنی مکاری کے ذریعہ آپکو زہر دلوادیا جس کے اثرات سے آپ بے بسیع الاول
۳۹ء میں شہید ہو گئے (انما اللہ وانا الیہ راجعون ۝)

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کرامہ اسم گرامی علی کنیت ابو الحسن

اور لقب مرتضیٰ واسد اللہ ہے آپ کے والد ابوطالب اور دادا عبد المطلب ہیں۔
جناب ابوطالب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔

طبقات ابن سعد اور اسد الغابہ کی روایت ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ اکرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سے پیشتر خاص بیت اللہ شریف
کی چہار دیواری کے اندر کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔ سیدنا علی مرتضیٰ جب شکم
مادر میں تھے تو آپ کی والدہ ماجدہ عجیب و غریب خواب دیکھتی رہیں کبھی وہ دیکھتی
تھیں کہ نورانی شکل کے کچھ بزرگ آئے ہیں اور ان کو خوشخبری سنار ہے
میں والدہ محترمہ جناب فاطمہ کا خود بیان ہے کہ جب علی میرے شکم میں
تھے تو میں عجیب فرحت و مسرت محسوس کرتی تھی اور جب کبھی میں کسی
بت کو سجدہ کرنے کا قصد کرتی تھی تو میرے شکم میں اس زور کا درد شروع
ہو جاتا تھا کہ میں سخت تکلیف محسوس کرنے لگتی تھی۔ یہاں تک کہ میں سجدہ
کرنے کا قصد ہی ترک کر دیتی تھی۔ پھر جب علی نے دنیا میں تشریف لا کر تین
دن تک دودھ نہیں پیا جسکی وجہ سے گھر کے اندر مایوسی چھا گئی تو اس کی
اطلاعت حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی آپ تشریف لائے
اور علی کو اپنی آغوش رحمت میں اٹھا کر پیار کیا اور ساتھ ہی اپنی زبان مبارک
علی کے منہ میں ڈالی۔ علی زبان چوسنے لگے اور اسکے بعد دودھ بھی پینے لگے۔
حضرت علی مرتضیٰ اکرم اللہ وجہہ الکریم کو صرف پانچ سال اپنے والدین کے
کے زیر سایہ پرورش پانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سائے
رحمت میں جگہ دیدی اور اپنے پاس رکھ کر کے خود تربیت فرمانے لگے۔

یہ بہا تک کہ ان کی عمر دس سال کی ہو گئی اور اصرار علان نبوت کا وقت آگیا حضور
انور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الہی کا نزول شروع ہوا۔

احکم الحاکمین نے حکم دیا سب سے پہلے اپنے خاندان والوں پر اسلام
کی دعوت پیش کیجئے اور ان کے افعال و اخلاق کی اصلاح کیجئے۔ مشیت ربانی
کے مطابق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
اپنے جاں نثار ساتھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے برادر عزیز
سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سامنے اسلام پیش کیا تو تینوں
خوش نصیب اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

مورخین و محدثین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بڑی عمر والوں میں
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوٹی عمر والوں میں سیدنا علی مرتضیٰ
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا اول اسلام قبول کرنے والے ہیں اور قبول اسلام کیساتھ ساتھ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت و حفاظت اور فرمانبرداری و جاں
نثاری کا حق ادا کر دیا۔ اور دین کی تبلیغ و اشاعت میں بڑی فراخ دلی کے ساتھ
اپنی اپنی جانی و مالی خدمات پیش کیں۔ خدا کی رحمتیں نازل ہوں ان اولین
سابقین کی مقدس روحوں پر۔

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی مقدس زندگی اخلاقیات
کا حسین مرقع ہے۔ قدرت نے آپ کو اخلاق حسنہ کا پیکر بنایا تھا۔ اسد الغار
کی روایت سے کہ آپ نے ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہونے کے باوجود کبھی

دوسروں سے اپنے کو ممتاز تصور نہیں کیا، ہمیشہ خندہ پیشانی اور انکساری کی زندگی بسر کرتے رہے عام لوگوں کی طرح گھر کے کام بھی کر لیا کرتے تھے۔ اپنے دستِ مبارک سے پھٹے ہوئے کپڑوں میں بیوند بھی لگالیتے تھے جوتیوں کی مرمت بھی کر لیتے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک معمولی مزدور کی طرح کام کیا غزوہ خندق کے موقع پر جس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے سب سے پہلے کھودنا شروع کیا خود کھودتے تھے اور خود ہی مٹی اٹھا کر پھینکتے تھے اور اگر کوئی بڑا پتھر سامنے آجاتا تھا تو اپنی خداداد قوت کے ذریعہ اس کو ریزہ ریزہ کر ڈالتے تھے۔

کھانے میں اس قدر سادگی تھی کہ اکثر جو کی روٹی ہوا کرتی تھی وہ بھی کبھی سالن سے اور کبھی روکھی ہی کھایا کرتے تھے۔ بستر بھی آپکا بہت معمولی ہوتا تھا۔ یعنی ایک دوہرا کبل جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ راسخا بازی تقویٰ و پرہیزگاری رحمہ اللہ و انکساری حق پرستی و توکل میں ادبِ سخن و رجب کے انسان تھے آپ کی زبان پر کبھی کوئی بری بات یا کلمہ بد نہیں جاری ہوتا تھا۔ آپ نہایت سلیم الطبع اور پاکیزہ طبیعت تھے۔ طبیعت میں کسی قسم کی بیہودگی اور لغویت نہیں تھی۔

آپ بڑے رحیم و کریم اور حلیم تھے۔ آپ کبھی کسی کے اوپر ناراض نہیں ہوتے تھے اگر کسی سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو رحم و کرم سے درگزر

فرمادیتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بڑے اولوالعزم بلند ہمت اور صادق البیان نرم طبیعت اور خوش طبع تھے۔ غریبوں کو نوازی کا جذبہ آپ کے دل میں سمندر کی طرح لہریں لیا کرتا تھا۔ آپ اپنے گھر سے دوڑ جا کر غریبوں مسکینوں محتاجوں ضعیفوں ایتاموں کی خدمت و اعانت فرمایا کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت بھی معمولات زندگی میں شامل تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔ اسی وجہ سے لوگ اشجع الناس (یعنی سب سے زیادہ بہادر) کہتے تھے۔ آپ کے حیرت انگیز اور شجاعت مندانہ کارناموں کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ اس لئے اس جگہ بنظر اختصار چند واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہجرت سے پیشتر جب قریش مکہ نے معاذ اللہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی اسکیم بنائی تو پیر و دروگاہ عالم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ہجرت کر جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا اور حضور نے حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ آج کی شب میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانا چاہتا ہوں۔ اہل مکہ میری جان کے دپے ہیں تو کیا تم اسے قبول کرو گے کہ آج شب تم میرے بستر پر سو رہو؟

سیدنا علی مرتضیٰ اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بصداد ب عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری جان آپ پر نثار میں خوشی سے خدمت کیلئے تیار ہوں اگر قریش مجھ کو قتل بھی کر ڈالیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اس جواب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہو گئے اور حضرت علی مرتضیٰ اس خطرناک ماحول میں اپنے آفتاب کے بستر پر سوئے۔ اسی ایک واقعہ سے سیدنا علی مرتضیٰ اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی عظیم ترین وفاداری و جاں نثاری کا ثبوت مل جاتا ہے۔

غزوہ بدر و احد میں سیدنا علی مرتضیٰ نے بیمثال سرفروشی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر میں لشکر کفار میں سے شتر قتل کئے گئے تھے جنہیں سے ۲۱ کو حضرت علی مرتضیٰ اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جہنم رسید کیا تھا۔ عمر شریف اس وقت حضرت علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کل ۲۰ سال بھٹی۔

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اس وقت بھی حضرت علی مرتضیٰ نے ہمت نہیں ہاری اور عزم و استقلال کیساتھ مشرکین کا مقابلہ کرتے رہے اور برابر تلوار چلاتے رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ خود بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں میرے جسم کے اوپر ۱۶ زخم آئے تھے لیکن بفضل الہی میرے عزم و ارادہ میں کوئی معمولی سی کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔ غزوہ خندق میں جب معرکہ جنگ کا آغاز ہوا تو لشکر کفار میں سے عبدونامی ایک بہادر پہلوان نے چیلنج کیا ہے کہ ہے کوئی مسلمانوں میں جو

میرا مقابلہ کر لے۔ اس چیلنج کو سنتے ہی حضرت علیؑ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا سرکارِ میرا دل چاہتا ہے کہ اس بدترین دشمن کا میں مقابلہ کروں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اپنا عمامہ مبارک اتار کر سیدنا علیؑ مرتضیٰ شیر خدا کے سر پر رکھ دیا اور فرمایا جاؤ خدا نے تقدیر کے بھروسہ پر اس کا مقابلہ کرو۔ سیدنا علیؑ مرتضیٰ چند لمحوں میں اس پر غالب آگئے اور اس دشمن دین کو قتل کر کے واصلِ جہنم فرما دیا۔

ایک دفعہ قبیلہ بنو قریظہ کثیر تعداد میں جمع ہو کر ایک بیک غافل مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمانوں میں ابتری پھیل گئی۔ لیکن خدا کے شیر علیؑ مرتضیٰ بالکل مطمئن رہے اور اسی آن تلوار نکال کر میدان میں ڈٹ گئے اور سیکڑوں مفسدین کو قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ مفسدین اسلحہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ سیدنا علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم صاحبِ ایثار اور بڑے فیاض تھے بقدر استطاعت ہمیشہ عزاء و مساکین اور محتاجوں کی امداد فرماتے رہتے تھے اگر کوئی ضرورت مند آ جاتا اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو دوسروں سے قرض لیکر اسکی ضرورت رفع کر دیا کرتے تھے۔ اکثر آپ کے ذرا سی طرح کے قرضہ ہوا کرتے تھے۔ ورنہ اپنی ضروریات کو قرض لیکر پوری کر لیتے آپ عادی نہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے اور چند اہم ضروریات بھی آٹھ کے سامنے تھیں۔ ناگاہ ایک عینی نے آن کر حضرت علیؑ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کر دی۔ خدا کے شیر نے بلاتا خیر وہ چاروں درہم اس ضرورت مند کو عنایت

فرا دیئے اور اپنی ضروریات کی کوئی پرواہ نہ کی مالک نے نیاز کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی اور فوراً ان کی تعریف میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمادی۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ	وہ لوگ جو کہ خدا کی راہ میں اپنا مال
بِالْلَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً	رات میں اور دن میں چھپا کر اور دکھا
فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ	کر خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے
لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ	رب کے پاس اجر و ثواب ہے اور ان

(پارہ ۳۴۳)

کے لئے نہ خوف و نہ ہشت سے اور نہ حزن و ملال ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارگی کا رشتہ قائم کرایا اور ہر ایک انصاری کو ایک مہاجر کا بھائی بنا دیا حتیٰ کہ تمام انصار و مہاجرین کے ہمد مکمل ہو گئے بجز حضرت علیؓ کہ تم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے۔

تکمیل معاہدہ کے بعد حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام مہاجرین کے بھائی منتخب فرمادیئے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا اور کسی کو میرا رفیق نہیں متعین فرمایا۔ سہ کار دو عالم نے ازراہ انس و مجت حضرت علیؓ کو اپنے گلے سے لگایا اور پیشانی چوم کر ارشاد فرمایا "يَا عَلِيُّ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" علیؓ تم تو دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو اور اللہ کا رسول تمہارا رفیق ہے۔

سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک دن

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مخاطب کر کے ازراہ لطف و
وکریم اور نہایت انس و محبت سے ارشاد فرمایا یا علی اَنْتَ صِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ
هَارُونَ مِنْ مُوسٰی وَلٰكِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَاَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مِنْكَ رَمِیْحٌ
سلم شریف، "علی تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ہارون علیہ
السلام کا مرتبہ حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد اب کوئی
نبی نہیں ہوگا میں نبی آخر ہوں اور تم میرے ہو میں تمہارا ہوں۔"

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یوں جو تھے خلیفہ میں
لیکن فی الحقیقت آپ کو پیشتر تمام خلفاء کے عہد میں آپ با اثر اور با اقتدار
تھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پر وہ فرمانے کے بعد جب حضور کے
رفیق خصوصی حضرت ابوجبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے حضرت علی
برابر آپ کو تقویت پہنچاتے رہے۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو ان کے بھی سب سے زیادہ معاون
و مددگار رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب منصب خلافت پر
فائز ہوئے تو سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ان کو بھی نیک
مشورے اور امداد پہنچاتے رہے۔ اور بڑا ساتھ دیا۔

حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد حضرت علی متفقہ طور پر خلیفہ چنے گئے
آپ منصب خلافت کے تقاضوں اور ذمہ داریوں کو بڑے خلوص و صداقت کے
ساتھ پوری کرتے رہے۔ آپ کے دوران خلافت میں بہت سی بغاوتیں اٹھیں
لیکن آپ اپنا کام کرتے رہے۔ آپ نے مصلحت وقت کے پیش نظر ایران کی

سرحدی جھاؤنی کو کوفہ میں طلب کر کے اس کو اپنا مرکز بنالیا تھا لیکن باغیوں اور مفردوں نے یہاں رکھ کر بھی آپ کو چین و سکون سے کام نہ کرنے دیا۔ حتیٰ کہ آپ کی عمر شریف ترستھ سال اور خلافت کی مدت چار سال نوہینے پورے ہوئے بعد ۲۱ رمضان المبارک ۳۳ کو ابن لمجم نامی ایک خارجی کے ہاتھوں شہادت پائی (اتاہلہ و اتالیہ راجعون)

سیدنا عوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری

کے مبارک حالات

تاریخ کی معتبر کتابوں میں بتایا جاتا ہے کہ ایک دن آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ چاند کی روشنی پورے طور پر زمین کے اوپر پھیل گئی تھی ایک نوجوان نہ جانے کس عالم میں دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک چاند کی چاندنی میں دریا کی لہروں میں بہتا ہوا ایک شاہ سیب نظر آیا۔ جھٹ نوجوان نے سیب کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور بھوک کی شدت کے باعث کچھ سوچنے سے پہلے کھاتا ہوا اپنے گھر کی جانب چل دیا۔ ابھی کچھ ہی دور گیا ہوگا کہ اسکے منیر نے جھنجھوڑا اور نشاندہی کی کہ تو یہ سیب قیمت دیئے بغیر کیوں کھا رہا ہے؟ خیال آتے ہی نوجوان ندامت سے پانی پانی ہو گیا جیسے تیسے بقراری سے رات گزاری اور صبح کو نماز فجر سے فراغت کے بعد ہی سیب کے مالک کی تلاش میں گھر سے روانہ ہو گیا۔

سلسلہ کئی دن تک دریا کے کنارے کنارے چلتا رہا۔ آخر سامنے ایک گھنا باغ نظر آیا جیسے پہونچنے کے بعد ایک بزرگ کی نوزانی صورت دکھائی دی۔ اسلامی رسم و رواج کی مطابق نوجوان نے سب سے پہلے سلام کیا اور انھوں نے بزرگانہ انداز میں جواب دیا۔ گفتگو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہی بزرگ اس باغ کے مالک میں۔ چنانچہ بلاتا خیر نوجوان نے اپنے طویل سفر کا مدعا اور سارا واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی اس سبب کی قیمت دریافت کی۔ مالک باغ نے کہا بیٹا سبب کی قیمت اتنی کثیر ہے کہ تم ادا نہیں کر سکتے۔ لیکن نوجوان نے قیمت کے ادا کرنے کا زوردار انداز میں اقرار کیا اور مالک کے حکم کے مطابق باغ کی رکھوالی شروع کر دی جسکی معینہ مدت ایک سال تھی مگر پورے دو سال گزر جانے کے باوجود مالک نے رخصت کی اجازت نہ دی۔ جب چند سال گزر گئے تو ایک دن مالک نے کہا بیٹا اب میں تم کو تمھاری محنت کا صلہ دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم میری بیٹی سے شادی کر لو جو دونوں آنکھوں سے اندھی ہے دونوں کانوں سے بہری ہے دونوں ہاتھوں سے لولی، دونوں پیروں سے لنگڑی اور زبان سے گونگی ہے۔ نوجوان نے بلاتا مثل قبول کر لیا اور شادی ہو گئی۔ بعدہ مالک نے کہا بیٹا میرے گھر کے اندر سوا میری اس لڑکی کے دوسرا کوئی بھی نہیں ہے گھر کے اندر جاؤ یہ گھر اب تمھارا گھر ہے نہیں بلکہ یہ باغ اور کل جائیداد بھی تمھاری ہے۔ نوجوان جب گھر کے اندر گیا تو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ گویا وہ دنیا کی سچی سجائی دلہن نہیں بلکہ جنت کی کسی حور کو دیکھ رہا تھا۔

چاند جیسا چہرہ۔ چشم غزالاں۔ شیریں زبان۔ ہر عضو موزوں اور متناسب۔
مالک کے بیان اور حقیقت حال میں زبردست فرق پایا۔ دوسرے دن
مالک سے سوال کیا کہ آپ نے اپنی لڑکی کا جو حلیہ بتایا تھا اور گھر کے اندر میں نے
جس مجسمہ حسن و جمال کو دیکھا اس میں تو بڑا فرق ہے۔ مالک نے نرم و
شیریں لہجہ میں جواب دیا۔

”بیٹے میں نے جو کچھ کہا تھا اور تم نے جو دیکھا دونوں ہی سچ ہے اور
حقیقت میں بات یہ ہے کہ اس لڑکی نے کبھی اپنی زبان سے خلاف شریعت
کوئی بات نہیں کی اس لئے وہ گونگی ہے۔ اپنے کانوں کو لٹاؤ محض بات نہ سنی
تھی اسلئے وہ بہرہ مند ہے۔ کبھی اپنی آنکھوں سے کسی غیر محرم کو نہ دیکھا تھا
اسلئے وہ اندھی ہے۔ اپنے ہاتھوں سے کبھی کوئی غلط کام نہ کیا تھا اسلئے
وہ لولی ہے۔ کبھی جانب معصیت اپنے پیروں سے چل کر نہ گئی تھی اس لئے
وہ لنگڑی ہے؟“

اُس مقدس خاتون کا نام جناب فاطمہ امّ ایخیر بنت عبد اللہ صومی
تھا اور اس پاکیزہ نوجوان کا نام سید ابوصالح موسیٰ بن عبد اللہ تھا۔
انہیں مقدس خاتون اور پاک باطن نوجوان کی ازدواجی زندگی کے
چمن لالہ زار سے ایک خوش رنگ اور عطر بیز پھول کھلا جس نے اپنی خوشبوئے
روحانیت و معرفت سے سارے عالم کو بہکا دیا جو غوثیت و قطبیت کا
تاجدار بن کر آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب کی طرح جگمگایا جسے دنیا
نے غوث اعظم کے نام سے جانا اور پہچانا۔

والدین کے تقدس پر خصوصی تبصرہ | والد بزرگوار کا لقب جنگی ہونے کی وجہ

بتلائی جاتی ہے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے بڑے شائق اور راہ مولیٰ ہیں۔ جنگ اور شہادت آپ کی مقدس زندگی کی بڑی محبوب تمنائیں تھیں ان پاکیزہ جذبات ہی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سرکار غوث اعظم شیخ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار کتنے بڑے جلیل القدر رہنما اور مرشد کامل تھے جان سبھی کو عزیز ہوتی ہے لیکن وقت کا وہ مرحلہ پرست جان جیسی عزیز چیز کو بھی حق کی راہ میں قربان کر دینے کا عزم محکم کر چکا تھا، اسکی خدا و رسول "ستی" اور نائب سے سچی محبت کا بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جہاں ایک طرف سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار خاصانِ خدا میں سے تھے وہیں آپ کی والدہ ماجدہ وقت کی انتہائی پاک سیرت خاتون اور تقویٰ و طہارت کی مینظیر مجتہدہ تھیں جن کا نام فاطمہ اور کنیت ام ایمن تھی یہ نام ہی اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ کی اقسام خیر کی مکمل تفسیر تھیں اور بھلا کیوں کرنے ہوئیں جبکہ انھوں نے اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ صومعی جیسے زاہد وقت سے فضائل و محاسن اور منیوض و برکات کی گراںمایہ دولت کے حصول میں پورے حوصلہ سے کام لیا تھا جو ایک طرف اگر رئیسان جیلان میں شمار کئے جاتے تھے تو دوسری جانب ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ فیض ظاہری و باطنی کی جیلان کے ہر نگر اور ہر شہر میں دھوم مچا تھی۔

ایسے بانی فیض و با کمال باپ جامع فضائل و محاسن اور خدایار سیدہ ماں سے
پیدا ہو کر اور انکی آغوشِ کرامت و رحمت میں پرورش پانیکے بعد وہ نوہ سال
روحانیت کا کتنا ہونہار اور طریقت کا کتنا بڑا تاجدار ہوا ہوگا جسکی جملہ سعادتیں
کبھی نہیں بلکہ وہی بھتیں جسکی پیشانی سے اسوقت بھی آثارِ ولایت ظاہر ہوئے
تھے جبکہ وہ گہوارہٴ طفولیت میں بلکے لے رہا تھا۔

بالائے سرش زہوشمندی : می تافت ستارہٴ بلندی

معتبر روایتوں کے ذریعہ پتہ

ولادتِ پاکِ سیدنا عنوثِ اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چلتا ہے کہ حضرت عنوثِ اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان

المبارک جمعہ کین سنہ ۳۷۷ مطابق ۱۱۰۰ء میں پیدا ہوئے۔

امام حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی ۷۴۱ھ اپنی تصنیف البدایہ النہایہ

میں حضرت عنوثِ اعظم کا سنہ ولادت سنہ ۳۷۷ لکھتے ہیں اور امام یافعی المتوفی

۷۸۰ھ اپنی تصنیف مرآۃ الجنان و عبرۃ الیقظان میں لکھتے ہیں کہ حضرت

عنوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کسی نے آپکے سال ولادت کیمتعلق

سوال کیا تو آپ نے جواب دیا مجھ کو صحیح طور پر تو یاد نہیں البتہ اتنا ضرور

جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا تھا۔ اسی سال شیخ ابو محمد

رزق اللہ ابن عبد الوہاب مکی کا وصال ہوا اور یہ سنہ ۳۷۷ تھا۔ اسوقت

میری عمر اٹھارہ سال تھی اس حساب سے آپکا سنہ ولادت سنہ ۳۷۷ ہوا

اس کے بعد امام یافعی نے شیخ ابوالفضل احمد بن صالح جیلی کا قول

نقل کیا ہے کہ حضرت کی ولادت ۱۱۴ھ میں ہوئی اور آپ ۱۱۵ھ میں بعثتِ ادا
تشریف لے گئے ہیں جبکہ آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔ امام یافعی نے حضرت
عنوث اعظم کے اس قول سے کہ اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی یہ سمجھا کہ آپ اٹھارہ سال
پورے فرما چکے تھے اور شیخ ابوالفضل نے یہ سمجھا ہے کہ ابھی آپ اٹھارہ سال ہی میں تھے اور
میں وجہ اختلاف یہی ہے جو اوپر بیان کی گئی اور اسی اختلاف کی بنیاد پر بعد کے
مؤرخین میں سے کسی نے امام یافعی کے قول کے مطابق اور کسی نے شیخ ابوالفضل
احمد کے خیال کے مطابق سرکارِ عنوث اعظم کی سنہ ولادت متعین کی ہے۔
اس طرح جس کسی نے آپ کی تاریخ ولادت لفظ عشق سے نکالی ہے وہ
بھی درست ہے اور جس نے لفظ عاشق کو مادہ تاریخ قرار دیا ہے اسے بھی
نہیں جھٹلایا جاسکتا۔

حضرت علامہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفحات الانس کے
اندر حضرت عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے امام یافعی
کی کتاب سے لیا ہے اور بعد کے جملہ سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر نفحات
ہی سے ماخوذ ہیں اس وجہ سے عام لوگوں کی رائے یہی ہو گئی کہ حضرت عنوث
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنہ ولادت ۱۱۴ھ ہے۔

وطن مبارک آپ کا گیل ہے جسے گیلان

بھی کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ اسی کو جیل

وطن مالوت

اور جیلان بھی کہتے ہیں۔ یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو

ملک عجم میں واقع ہے۔ اسی علاقہ میں نیفت نام کے ایک قصبہ میں

آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ علاقہ بغداد مقدس سے ساٹھ میل کی دوری پر ہے۔ بغداد مقدس اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیسل نام کے دو قبضے پائے جاتے ہیں لیکن ان دونوں قبضوں کو حضرت غوث اعظم کا مولد باور کرنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمعی ہونا مستحق ہے۔

تولد ہوتے ہی احکام شریعت کا احترام

حضرت فاطمہ امم ایحز والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کیسے احکام شریعت کا اس قدر احترام تھا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان بھرون میں قطعی دودھ نہیں پیتے تھے۔ ایک مرتبہ ابر کے باعث ۲۹ شعبان کو چاند کی رویت نہ ہو سکی۔ لوگ تردد میں تھے لیکن اس مادر زاد ولی نے صبح کو دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ پورے عہد رضاعت میں آپ کا یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جوں ہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ دن کو دودھ کبھی بالکل رعیت نہ فرماتے تھے اور رمضان شریف کے پورے مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی یعنی رمضان شریف کے پورے مہینہ آپ دن میں روزہ رستے تھے اور جب مغرب کی وقت آذاں ہوتی اور لوگ افطار کرتے تو آپ

بھی دودھ پینے لگتے تھے۔

بالائے سرش ز ہوشندی
می تافت ستارہ بندی

عہد طفلی کے زرب و واقعات

ابتدا ہی سے خداوند قدوس کی نوازشات سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب متوجہ تھیں پھر آپ کے مرتبہ فلک وقار کو کون چھو سکے؟ یا اس کا اندازہ کرے۔ چنانچہ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لڑکپن سے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو و لعب سے باز رہو۔ جسے سن کر میں رُک جایا کرتا تھا اور اپنے گرد و پیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دکھائی دیتا تھا جس سے مجھے دبشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوشِ محبت میں چھپ جاتا تھا۔ اب ہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سُنا کرتا ہوں اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر کے مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سویا کرو۔

فرماتے ہیں بچپن کے زمانہ میں غیر آبادی میں کھیل رہا تھا بتقاضائے طفلی ایک گائے کی دم پکڑ کر کھینچ لی۔ فوراً اس نے کلام کیا عبد القادر تم اس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو۔ مغایں نے اسے چھوڑ دیا اور دل کے اوپر ایک مہیبت سی طاری ہو گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ خواتی :- مشہور روایت ہے کہ جب سیدنا سرکار عنوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو رسم و رواج اسلامی کے مطابق والد محترم سیدنا شیخ ابو صالح رضی اللہ عنہ آپ کو رسم بسم اللہ خوانی کی ادائیگی اور مکتب میں داخل کرنیکی غرض سے لگئے اور استاد کے سامنے آپ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ استاد نے کہا پڑھو میٹے بسم اللہ الرحمن الرحیم آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ اتم سے لیکر مکمل ٹھاڑہ پائے زبانی پڑھ ڈالے۔ استاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھاڑہ سپاروں کی حافظہ ہیں جنکا وہ اکثر دیکھا کرتی تھیں جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ اٹھاڑہ سپارے سنتے سنتے مجھے یاد ہو گئے تھے۔

علوم دینیہ کے حصول کی خاطر جیلان سک کوچ

آپ نے اپنے وطن جیلان ہی میں باضابطہ طور پر قرآن عظیم ختم کیا اور چند دوسری دینی کتابیں بھی پڑھ ڈالیں تھیں۔ والد گرامی حضرت شیخ ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ کرم اٹھ جانے کے بعد آپ کو اپنی زمین اور گھر کے دوسرے امور کو سنبھالنا پڑا اور بڑی دلجمی کے ساتھ اپنے مین کی کاشتکاری و دیگر گھریلو کاروبار کو انجام دیتے رہے اور ان امور سے فارغ ہو کر جو وقت ملتا تھا اسے والدہ محترمہ کی خدمت میں صرف کیا کرتے تھے۔

زندگی کے اسی یل و نہار میں ایک مرتبہ آپ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو ہل سیل ساتھ لئے ہوئے اپنی زمین پر کام کرنے نیکلے تشریف لے گئے، تو

وہاں آتے ایک صدائے غیبی سنی اور وہ یہ تھی **يَا عَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِهَذَا خَلِقتَ** "اے عبدالقادر تو اس کام کیلئے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔"

عالم قدس کا یہ پیغام سن کر آپ اسی وقت مکان لوٹ آئے اور بفرص حصول یکسوئی و یکتائی سیدھے مکان کی چھت پر چلے گئے۔ خدائے قادر و قدیر نے اس وقت آپ کی نظروں کے سامنے سے جمادات اٹھا دیئے اور آپ نے اسی جگہ سے میدان عرفات اور حاجیوں کے روح پرور اجتماع کا اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔

اب آتے والدہ محترمہ کی خدمت عالیہ میں واقعات کی نوعیت بیان کی اور درخواست پیش کی کہ میں دین الہی کی خدمت کرنا چاہتا ہوں جسکے لئے علم دین کا حصول لازمی اور ضروری ہے اور ان دونوں علوم دینیہ کا مرکز بغداد کے علاوہ اور کوئی مقام نہیں۔ لہذا سفر کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ ایک ماں کیلئے ایسے ہونہار و طاعت گزار فرزند کو اپنے سے جدالی کی اجازت دیدینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن دین کی پرستار اسلام کی مقدس خاتون نے دین کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنی نیک دُعاؤں کے ساتھ بیٹے کو سفر کی اجازت دیدی اور مشگہ میں آپ ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد مقدس روانہ ہو گئے۔ اس زمانہ میں بغداد مقدس عالم اسلام کا مرکز خلیفۃ المسلمین کا مستقر صاحبان فضل و کمال اور اصحاب علم و حال کی آماجگاہ تھا۔

اس طرح آپ اپنے وطن **بغداد مقدس میں ورود و مسعود** حقیقی جیلان سے ہجرِ حشوت

بنداد مقدس کی سرحد پر جلوہ افروز ہوئے تو بارش ہو رہی تھی اور رات کا
کچھ حصہ گزر چکا تھا۔ آپ سیدھے حضرت حماد بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ
عنه کی خانقاہ میں تشریف لے گئے خانقاہ کا دروازہ بند پایا اور باہری
حصہ میں ہی فروکش ہو گئے صبح ہوتے ہی آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔
حضرت شیخ حماد صی آپ ہی کے منتظر تھے۔ بڑھ کے فوراً ہی
آپ کا خیر مقدم کیا اور محبت و رحمت کے ملے جلے انداز میں معانقہ کیا۔ نیند
خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا۔ فرزند عبد القادر فقر و تصوف کا خزانہ آج
میرے پاس ہے کل یہ دولت گراں سایہ تمہارے ہاتھوں میں سوہنی جائے گی۔
ذرا احتیاط سے اسے خرچ کرنا اور اسے سرزمین عراق تیرے اوپر ایک مقدس
ہستی کا آنا مبارک ہو اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں سایہ فلک ہو گئی اور علم و عرفان
کی گھٹا بنکر برس گئی جس سے ساری دنیا کے قلوب ارواح ہمیشہ کے لئے سرسبز
و شاداب ہو جائیں گی۔ اب تیری سرزمین سے نفس و شیطان کی قہر مانی طاقتوں
کا تخت الٹ جائیگا اور ہزاروں جاہ و جلال عظمت و وقار کے ساتھ دین کی
رحمت و کرم کا تخت پیچھے گا۔ مر جا مر جا اے سید و صالح فرزند مر جا۔

حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ساری کیفیتیں بذریعہ کشف
پہلے ہی معلوم ہو چکی تھیں۔ اسی لئے شیخ جیلانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے اوپر آپ نے خصوصی توجہ و عنایت مبذول کی۔
چنانچہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ حماد بن
مسلم ہی سے قرآن عظیم حفظ کیا اور برسوں خدمت حمادیہ میں رہ کر آپ

فیوض و برکات حاصل فرماتے رہے۔

بغداد مقدس میں

حصولِ علم اور آپ کے اساتذہ کرام | آپ کو اجلہ علماء

و فضلاء کی با فیض صحبت سے جی بھر کے سیراب ہونے کا موقع ملا۔ اور آپ حقیقت آشنا ہوئے کہ علوم دینیہ کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم ہی سے امراض نفسانی کی صحت ہوتی ہے اور علم ہی کی روشنی سے تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ ملتی ہے۔ لہذا آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل کا پختہ ارادہ اور اس کے حصول کا آغاز فرما دیا اور سب سے پہلے قرآن مجید حفظ فرمایا۔ پھر وقت کے جلیل القدر علماء کرام سے پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ علم و فن سے اپنا دامن بھر لیا۔ آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے نام درج ذیل ہیں۔
حضرت شیخ حماد • ابو الوفا علی بن عقیل • ابو الخطاب محفوظ
بن احمد کلوزانی • ابو اسحٰق محمد بن القاضی ابی یعلیٰ • ابو غالب
محمد بن احسن الباقلانی • ابو سعد محمد بن الکریم • ابو الفخام بن میمون
ابو القاسم الکرخی • ابو عثمان الاصفہانی • ابو البرکات مہدی اللہ
ابو العزّٰی الہاشمی • ابو المنصور بن ابی غالب • ابو البرکات
العاقلی • ابو ذکریا البزیزی • اور حضرت قاضی ابوسعید مبارک
بن علی المخزومی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ط)

نوٹ :- بعض روایات میں علی المخزومی کی جگہ المخزومی اور

ابوسعید کی جگہ ابوسعید ہے۔

حضرت قاضی ابوسعید
مدرسہ مبارکیہ کی تولییت اور درس و تدریس | مبارک محرمی کا بغداد

مقدس میں ایک بہت بڑا مدرسہ بھی تھا جیسے وہ وعظ و ارشاد کے علاوہ
 تشنگانِ علوم دینیہ کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کو جب آپ کے
 روحانی فضل و کمال علمی استعداد و صلاحیت اور مہم و فراست کا اندازہ وافر
 ہو گیا۔ تو ۱۲۵۲ھ میں اپنا مدرسہ آپ ہی کے حوالہ کر دیا۔

مختوڑے ہی عرصہ میں آپ کے فضل و کمال اور تجربہ علمی کی شہرت دور دور تک
 عام ہو گئی اور تشنگانِ علوم دینیہ ہر چہار طرف سے کثیر تعداد میں آنے لگے۔ حتیٰ کہ
 مدرسہ مبارکیہ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گیا۔ حالات کے پیش نظر
 آپ نے آس پاس کے مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے اور از سر نو
 مدرسہ کی تعمیر کرائی۔ اس تعمیر جدید سے مدرسہ دو چند سے زائد وسیع ہو گیا اور اب
 یہ عظیم الشان مدرسہ آپ کے اسم گرامی کی نسبت سے مدرسہ قادریہ کے نام سے
 مشہور ہو گیا جو ہنوز اسی نام سے موجود ہے۔

سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲۵۲ھ میں درس گاہ کی تعمیر
 جدید سے فرائض پائی اور مختلف اطراف و جوانب کے لوگ آپ سے شرف
 تلمذ حاصل کر کے علوم دینیہ سے مالا مال ہونے لگے۔ اب آپ اس عظیم
 درس گاہ میں ایک طرف سے بدل مدرس و معلم و اعظ و خطیب مرشد و رہنمائے
 کامل کی حیثیت سے مخلوق الہی کو مستفید فرماتے تھے اور دوسری جانب وقت
 کے مایہ ناز مصنف کی جگہ سنبھال چکے تھے۔

تَصْنِیْفًا امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی تصنیفات کی بابت یہ لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفید اور کارآمد کتابیں بھی لکھی ہیں اور آپ کے املاءات بھی محفوظ ہیں یعنی آپ کے ارشادات و خطبات اور تقریرات کو آپ کے شاگردوں یا مریدوں نے جمع کئے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم و دوات لیکر بیٹھے تھے اور جو کچھ آپ سے سنتے تھے املاء کرتے تھے یعنی آپ کے ارشادات کو نوٹ کیا کرتے تھے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا ہے۔ ہاں امام ابن کثیر نے فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے "الانباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ان دو کتابوں کے ساتھ "بحال ستین" کا بھی ذکر کیا ہے۔ صاحب "کشف الظنون" نے لکھا ہے کہ "جلاۃ الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر" میں ان بحال کے ارشادات ہیں جو یوم جمعہ ۹ رجب ۵۴۶ھ سے شروع ہو کر ۱۴ رمضان المبارک ۵۴۶ھ پر ختم ہوتے ہیں۔

غالباً جلاۃ الخاطر اسی بحال ستین کا نام ہے جس کا ذکر شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا ہے۔ کیونکہ ۹ رجب سے ۱۴ رمضان تک ۶۴ یا ۶۵ دن ہوتے ہیں ہو سکتا ہے چار پانچ دن کسی وجہ سے بحال نہ منقذ ہوئی ہونگی۔

دار الشکوہ نے اپنی کتاب "سفینۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ شیخ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق فرزند عنث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا۔ جلاء الخاطر کا ایک نسخہ میرے پاس موجود ہے جو آپ کے پدر بزرگوار کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔

"کشف الظنون" میں ایک اور کتاب حزب الرجا والانتہا کو بھی حضرت عنث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ظاہر کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اسکی ابتداء ان الفاظ سے ہوئی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَبِیْئُهَا یَلِیْقُ بِمَحَالِ مَنْ ذکورہ تفصیلات کی روشنی میں فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین اور حزب الرجا آپ کی کامیاب تصانیف قرار پاتی ہیں۔

جلاء الخاطر آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الرزاق نے جمع کئے ہیں۔

بحال سستین جلاء الخاطر کے علاوہ اگر کوئی دوسری تصنیف ہے تو اس سلسلہ میں جتنی کتابیں اب تک میری نظروں سے گزری ہیں وہ اس باب میں کسی قسم کی نشاندہی نہیں کرتی ہیں۔

تقریباً آج سے ۱۱۲ سال پہلے سید علاء الدین طاہر جیلی بغدادی نے جو خاندان قادریہ کے ایک فرد ہیں انھوں نے ایک رسالہ تذکرہ قادریہ کے نام سے ترتیب دیا ہے جس میں حضرت عنث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزید سات تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ جنکے نام اور تفصیل ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) الفتح الربانی ۱۳۵ھ میں مصر میں چھپی ہے۔

(۲) حزب نشاء الخیرات - اسکندریہ میں چھپی ہے۔

(۳) الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ کشف الظنون میں حاجی

خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔

(۴) سر الاسرار - علم تصوف سے متعلق ہے۔ مدرسہ قادریہ

میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۵) رد الرافضہ - مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۶) تفسیر قرآن عظیم دو جلد کتب خانہ رشید کٹر ابلس میں موجود ہے۔

(۷) علم ریاضی سے متعلق ۶۲۲ء کی لکھی ہوئی مگر نامکمل موجود ہے۔

مندرجہ ثبات کتابوں کے علاوہ علاؤ الدین طاہر نے یہ بھی تحریر کیا ہے

کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے ۶۹ کتابوں کی تصنیف فرمائی ہیں لیکن میرے اپنے نزدیک ان سب

کتابوں اور ۶۹ تصانیف کی تعداد شدت تحقیق

تحقیقی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ سرکار

ذوق شاعری | غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر و

شاعری کا خاصا ذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے عربی قصیدہ لایمہ کو قصیدہ

غوثیہ کے نام سے دنیائے اسلام میں بڑی شہرت اور عام مقبولیت حاصل

ہے۔ اسکے علاوہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور عربی قصیدہ بقصیدہ بائٹہ کے نام

سے نقل کیا ہے گو کہ قصیدہ بائٹہ۔ قصیدہ لایمہ کی طرح عام طور پر زبانِ اردو

اور مشہور تو نہیں ہے لیکن بلاشبہ یہ حضرت غوث اعظم ہی کا کلام بلاغت
نظام ہے اور اسمیں بھی وہی امتیازی شان اور خصوصیت پائی جاتی ہے۔
جو قصیدہ لایمہ کی جان ہے۔

قصیدہ بایئہ اور قصیدہ لایمہ میں جنہیں اس جگہ حصول سعادت اور
برکت کے پیش نظر نقل کیا جا رہا ہے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسمیں الباز
الاشہب کا ذکر ہے جو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم عالیہ کے ساتھ
متصف ہے اور جسے آقے از خود اپنے لئے پسند بھی فرمایا ہے۔

زبان فارسی میں ایک مرتب اور مدون
دیوان غوث اعظم | دیوان بھی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے جو کچھ دونوں پیشتر غالباً چھپ کر شائع
بھی ہو چکا ہے لیکن میرے پاس اسکی کوئی تحقیق فراہم نہیں ہو سکی ہے
کہ یہ حضرت ہی کے کلاموں کا مجموعہ ہے کیونکہ جن پڑانی اور معتبر کتابوں میں
سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زندگی کے حالات علمی فضل
وکمالات اور تصنیفات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان میں فارسی دیوان کا کوئی
نشان نہیں ملتا ہے نہ ہی کسی نے آپ کا فارسی کلام نقل کیا ہے۔

بہر کیف سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادبی شعرو
شاعری کی شان لطافت اور آہستے پُر مغز کلام کی فصاحت و عسرفان
حاصل کرنے کیلئے قصائد بایئہ اور قصائد لایمہ ہی بہت کافی ہیں۔

طریقت و معرفت کی کتابوں میں قصیدہ غوثیہ کو بہت اونچا

مقام حاصل ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالباقی صاحب دفرنگی محلی تذکرۃ
الکرام میں لکھتے ہیں کہ قییدہ غوثیہ عالمیہ و جدوسرور کی ایک آواز سے جس سے
قلوب راحت محسوس کرتے ہیں۔

اس قییدہ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
اعلیٰ و ارفع مقامات روحانی کا تذکرہ کیا ہے اور یہ ذکر تحدیث نعمت کے
طور پر ہے۔ فتوح الغیب کے حاشیہ پر لکھائے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ
جس وقت قییدہ غوثیہ کے بعض اشعار پڑھتے تھے تو آخر میں فرماتے تھے۔
وَلَا فَخْرَ وَ هَلْ مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ

حضرت مولانا سید بہاء الدین صاحب جیلانی شہ المدنی نے غنیۃ
الطالبین کے حاشیہ پر لکھائے کہ جو سالکان طریقت معمولاً اس قییدہ کو سوج
سمجھ کر پڑھتے ہیں ان کے روحانی مراتب میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے خون
وہراس کے مواقع پر یہ قییدہ پڑھا جائے تو سکون دل کی نعمت حاصل ہوتی
ہے اور خوف و ہراس کے بادل بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔

اب عام فہم اردو ترجمہ کے ساتھ پہلے قییدہ بایئہ غوثیہ اور پھر قییدہ
لایئہ غوثیہ ملاحظہ فرمائیے اور روحانی کیف حاصل کیجئے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فضیدہ غوثیہ

مَا فِي الصَّبَابَةِ مَهْلٌ مُسْتَعْدَبٌ

إِلَّا دَوِي فِيهِ الْأَلَدُ الْأَطْيَبُ!

عشق و محبت کی کوئی بھی ایسی شراب نہیں جس کا سب سے خوشگوار

اور عمدہ جام میرا نہ ہو۔

أَوْ فِي الْوَصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ

إِلَّا وَمَنْزِلَتِي أَعَزُّ وَأَقْرَبُ

اور وصال محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری منزلت سب

پر فائق اور سب سے قریب تر نہ ہو

وَهَبْتُ لِي الْأَيَّامَ رَوْتُهَا

فَحَلَّتْ مَنَا هَلْهَاءَ طَابَ الْمَشْرَبُ

زمانہ نے اپنی ہر پاکیزگی اور خوبی مجھے بطور نذر پیش کر دی ہے اور اس کا

ہر گھاٹ میرے لئے مبارک اور پانی میرے لئے خوشگوار ہے۔

وَعَدْتُ فَنُحْطُوبًا لِكُلِّ كَرَمِيَّةٍ

لَا يَهْتَدِي فِيْنَا اللَّيْتُ وَيَخْطُبُ

ہر وہ عالی قدر کمال مجھ سے وابستہ کر دیا گیا ہے جسکو صاحب استعداد لوگ

بھی مایل نہیں کر سکتے بلکہ وہ اس کے حاصل کرنے میں بھٹک کر رہ جاتے ہیں۔

اَنَا مِنْ رَجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسَهُمْ

رَبِيبِ النَّمَانِ وَلَا يَدْرِي مَا يَرُوهَبُ

میں ان افراد میں سے ہوں جنکے پاس بیٹھنے والا زمانہ کے حوادث
سے گھبراہٹ اور نہ کسی ڈراؤنی شے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رَتَبَةٌ

عُلُوبَتًا وَيَكُلُّ جَيْشٌ مَرَكَبًا

وہ ایسے افراد ہیں کہ ہر عزت و شرف میں ان کا بلند مرتبہ ہے اور ہر
جماعت میں انھیں امتیاز خاص حاصل ہے۔

اَنَا بُلْبُلٌ الْأَفْرَاحِ أَمِلْتُ حَوْضَهَا

طَرَبًا وَفِي الْعُلَيَاءِ بَارِئُ أَشْهَبُ

میں عندلیبِ مسرت ہوں کہ باغِ طرب میں مستانہ وار چھپاتا رہا ہوں اور
عالمِ ملکوت میں بازا شہب ہوں (جو طاقب پرواز اور تیز رفتاری میں مشہور ہے)

أَضْحَيْتُ جِيُوسَ الْحُبِّ تَحْتَ مَشْيِئَتِي

طَوْعًا وَمَهْذَارُ مَنِّي لَا يَعْزُبُ

عشق و محبت کی تمام قوتیں اپنی خوشی سے میری مطیع ہو گئی ہیں اور جس
وقت بھی میں اسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اسکو اپنے سے دور نہیں پاتا۔

أَصْبَحْتُ لَا أَمَلًا وَلَا أُمْنِيَةً

أَرْجُوا وَلَا مَوْعُودَةً أَتَرَ قَبْ

اب میں کسی بات کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ کسی مقرر وعدہ کا منتظر

رہتا ہوں (یعنی میری خواہشیں پوری ہو گئیں)

مَا زِلْتُ أَسْرَعُ مَعِي مَيَادِينِ الرِّضَىٰ

حَتَّىٰ وَهَبْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

میں رضامندی اور قرب الہی کے سبزہ زاروں سے اول دن سے ہی مستفید

ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا۔

أَخْلَعِي الزَّمَانَ كَحُلَّةٍ مَرُوقَةٍ

تَزْهُو وَتُخَنُّ لَدَى الطَّرَازِ الْمَذْهَبِ

زمانہ اپنے عمدہ مزین اور منقش لباس پر ناز کر رہا ہے اور ہم ہی اس کے

نقش و نگار کے جوہرِ حسن ہیں۔

أَفَلَتِ شُمُوسُ الْوَالَيْنِ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَىٰ فَلَكَ الْعُصْلِ لَا تَعْرُبُ

اگلے لوگوں کا آفتاب ڈوب چکا ہے۔ ہمارا آفتاب آسمانِ رفعت پر

درخشاں ہے جو کبھی غروب نہ ہوگا۔

فَيْسُدُهُ غَوِثٌ لَّائِمٌ

سَقَانِي الْحُبِّ كَأَسَابِ الْوَصَالِ

فَقُلْتُ لِحَمْرَتِي مَخْوِي تَعَالَى

عشق نے مجھے پیالے وصال کے پلائے۔ پس میں نے کہا میری

شراب میرے پاس آ۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِيَجُودِي فِي كُودِي

فَهَسَتْ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِدِ

پس وہ میری طرف چلی اور کاسوں میں آگئی پس میں حیران ہو گیا۔
اپنے نشہ سے میں سمجھا دوستوں میں ہوں۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْأَقْطَابِ لُؤْدَا

يَحَالِي وَادْخُلُوا أَنْتُمْ دِيرَ جَالِ

پس میں نے تمام دوستوں کو مژدہ دیا کہ تم بھی میرے ہی رنگ میں آؤ
کیونکہ تم لوگ بھی مرد راہ حق ہو۔

وَهَمُّوا وَاشْتَبَى بُوَا أَنْتُمْ جُنُودِي

فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَا فِي مَسَلَالِ

اور تمہیں باندھ کر پیو۔ کیونکہ تم میرے لشکر ہو کیونکہ ساقی قوم نے میرے
جام شراب سے بناب بھر دیئے۔

شَبَى بَتَمُ فَضْلَتِي مِنْ بَعْدِ سُكْرِي

وَلَا بِلَتَمُ عَلُوِّي وَاتِّصَالِ

تم نے میری بچی شراب پی ہے جب مجھے نشہ ہو چکا اور نہ پہونچنے
تم میری بلندی مرتبہ اور اتصال کو۔

مَقَامُكُمْ الْعُلَى جَمْعًا وَلِئِنْ

مَقَامِي فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِ

گو تم سب لوگوں کا مقام بلندی ہے۔ لیکن میرا مقام تم سب سے بلند
ہے اور یہ بلندی جا نہیں سکتی۔

أَنَا فِي حَضْرَةِ التَّقْرِيبِ وَحْدِي

يُصَرِّفُنِي وَحَسْبِي ذُو الْجَلَالِ

میں درگاہِ خداوندی میں تقریب اور نزدیکی رکھتا ہوں کہ پھیر دیا ہے

میرے حال کو اس نے اور میرے لئے ذوالجلال کافی ہے۔

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ

وَمَنْ زَانِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِ

میں بازو اہتب ہوں ہر شیخ کے لئے اور کون سے میرے مانند مردوں

میں جس کا مرتبہ ایسا ہو۔

كَسَانِي خَلْقًا بَطَرًا زَعَزَمِ

وَتَوَجَّيْتُ بِبَيْتِ جَانِ الْكَسَالِ

بہنایا مجھ کو خلعت اور جامہ علم و ارادت کا اور سر پر تاج

رکھاتا جہائے کمال کا۔

وَأَطْلَعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمِ

وَقَلَّدَنِي وَأَعْطَانِي سُؤَالَ

اور واقف کیا مجھ کو قدیم پیر اور گردن بند ڈالا

میری گردن میں اور دیا مجھے جو مانگا۔

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

فَحَكِيمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالِ

اور حاکم کیا مجھ کو تمام اقطاب یعنی جملہ اولیاء پر، پس حکم جاری

ہے میرا ہر حال میں۔

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي مَحَارِ مُ

لَعَارَ الْكُلِّ غَوْرًا فِي النَّوَابِ!

اور اگر ڈالوں میں اپنا راز دریاؤں میں تو کل دریا بیٹھ جائیں اس طرح کہ پھر نہ عود

کریں۔ وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالِ

لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

اور اگر ڈالوں میں اپنا راز پہاڑوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور

چھپیں پہاڑیاں پہاڑوں میں۔

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ نَابِ

لَحَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ

اور اگر ڈالوں میں اپنا راز آگ پر بجھ جائے اور خاک ہو جائیں سکے شرابے

وَلَوْ أَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتِ

لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْتِ لَا تَعَالِ

اور اگر ڈالوں میں اپنا راز مرے پر اٹھ کھڑا ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ دُهُورٌ

تَمُرٌّ وَتَنْقُضُ إِلَّا آثَا لِي

اور جو کچھ بھی اس نے خلق کیا مہینے اور زمانے گزرتا ہے اور گزرا کر آیا میرے پاس

اجازت لینے۔

وَتَخْبِرُنِي بِمَا يَأْتِي وَيَجْرِي

وَتَعْلِمُنِي فَأَقْصِرُ عَنْ جِدَالِ

اور خبر دی مجھ کو ہر اس چیز کی کہ آئی اور جاری ہونے والی تھی۔

اور آگاہ کیا مجھ کو پس کم کر جلال اپنا۔

هِيَ يَدِيْ هُمْ وَطِبُّ وَاشْطِیْ وَغَنِيْ

وَافْعِلْ مَا تَشَاءُ بِالْاِسْمِ عَالِ

اے مریدو! میرے لئے دل سے قصد کرو اور خوش ہو بیباک و غنی

ہو اور جو میں کہوں وہ کرو میرا نام بزرگ ہے۔

هِيَ يَدِيْ لَا تَخَفُ اللّٰهُ رَبِّيْ

عَطَانِيْ رُفْعَةً نِّلْتُ الْمُنَابِ

اے مرید میرے نہ ڈرا اللہ مالک ہے میرا مجھے خدا نے رفعت دی

میں میں مراتب عالیہ پر فائز ہوا۔

مُطْبُوْنِيْ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ رُقَّتْ

وَشَاءَ وَسُ السَّعَادَةِ تَدْبَدَالِ

میرے نام کے آسمانوں اور زمینوں میں ڈنکے بج رہے ہیں اور خبر

پہونچانے والی میری نیکیوں کی ظاہر ہو رہی ہے۔

بَلَا دِ اللّٰهِ مُلْكِيْ تَحْتَ حُكْمِيْ

وَوَقَّتِيْ قَبْلَ قَلْبِيْ قَدْ صَفَالِ

شہزائے خدا میرا ملک ہے اور میرے زیر حکم ہیں اور میرا وقت

مجھ سے بہت پہلے صاف تھا۔

نَزَلْتُ اِلَى بَلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا

كَخَرْدَلِيَّةٍ عَلَى الْحُكْمِ اتَّصَالِ

میں نے دیکھا تمام شہزادے خدا کو مثلِ رائی کے دانے کے حکم اتصال سے نظر آئے

وَكُلُّ وَاِیَّیْ لَنَا قَدَمٌ وَاِیَّیْ

عَلٰی وَتَدْرِیْ النَّبِیُّ بَدْرَ الْكَمَالِ

اور کل اولیاء اللہ میرے قدم بقدم ہیں اور میں قدم بقدم پیغمبر خدا

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہوں جو بدرِ کمال ہیں۔

مِیْ یَدِیْ لَا تَخْفُ وَ اِیْشِ فَاِیْیْ

عَزُوْمٌ وَاَسَلْتُ عِنْدَ الْیَقْتَالِ

اے میرے مرید نہ ڈر باتیں بنانے والے سے۔ سخت ارادہ کے ہوئے

ہوں ہلاک کرنے والا ہوں نزدیک جنگ کے۔

دَسَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلى الْمَوَالِیْ

بڑھا میں نے علم یہاں تک کہ ہوا میں قطب اور پہونچا میں بہتری

کو پروردگارِ عالم کی طرف سے۔

فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ مِثْلِیْ

وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِ

پس کون ہے اولیاء خدا میں مثلِ میرے! اور کون ہے علم اور تصرفِ حال میں

كَذَٰلِكَ ابْنُ الرَّفَاعِیْ كَمَا مَنِیْ

فَیَسْلُکْ فِی طَرِیْقِیْ وَ الشُّبَّغَالِیْ!

اسی طرح ابنِ رفاعی بھی مجھ سے ہے کہ میرے ہی شغل اور طبیعت پر
چلتا ہے۔

أَنَا الْمُحْسَنِيُّ وَالْمَجْدَعُ مَقَامِي

وَأَقْدَامِي عَلَى عَنَقِ السَّرَجَالِ

میں حسنی ہوں اور مجدع میرا مقام ہے اور قدم میرا کل آدمیوں کی گردن پر ہے۔

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُودِ إِسْمِي

وَجَلَدِي صَاحِبِ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور عبد القادر مشہور میرا نام ہے اور داد میرے عین الکمال ہیں۔

بُئِيَ هَاشِمِيٌّ مَكِيٌّ جَبَّازِيٌّ

هُوَ جَدِّي بِهَانِلَتِ الْمَقَالِ

وہ نبی ہاشمی مکی جہازی ہے جدِ میرے جدِ میرے دو جہاں کی دولتیں میں نے حاصل کیں

أَنَا الْجَيْلِيُّ مُسْحَى الدِّينِ إِسْمِي

وَأَعْلَامِي عَلَى سَرَّاسِ الْجُبَالِ

میں گیلان کا رہنے والا ہوں۔ محی الدین میرا نام ہے اور میری نشانیاں

پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں۔ اِفْتَاء

ایک مدت دراز تک افتاء کے مشاغل جاری رہے۔ دور دور

سے استفعتے آتے رہتے تھے۔ اہم سے اہم ترین اور سخت سے سخت

استفتوں کے جوابات دینے کے لئے کبھی بھی کتاب دیکھنے کی حاجت

پیش نہ آتی تھی بلکہ فی الفور آپ جوابات لکھ دیا کرتے تھے۔

فقہیہ مذہب حضرت قاضی ابوسعید محمزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقہی مذہب حنبلی تھا اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام علم فقہ اور عقائد خصوصیت کیساتھ حضرت قاضی ابوسعید محمزی ہی سے پڑھا۔ لہذا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ غالباً اسی وجہ سے آپ نے بھی حنبلی مذہب اختیار فرمایا

غنیۃ الطالبین میں متعدد مقامات پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال اس طرح نقل کئے ہیں کہ ہمارے امام احمد بن حنبل اس طرح فرماتے تھے۔ آپ کے اس انداز تحریر سے تائید ہو جاتی ہے کہ آپ کا رجحان مسلک حنبلی کی طرف زیادہ تھا۔

بعض مسائل میں جمہور سے اختلاف

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقہی مذہب حنبلی تھا۔ تذکرہ نگاروں کا اس امر پر مکمل اتفاق ہے کہ آپ حنبلی مذہب کی مطابق مسائل میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ تاہم عقائد و کلام کے بعض مسائل میں آپ کا مسلک بعض حنابلہ کے مسلک کے عین مطابق ہوا کرتا۔ مثلاً مسئلہ جہت و استوی وغیرہ میں۔ لیکن امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آخر میں تو آپ بالکل جمہور اہلسنت و جماعت کے ہم خیال ہو گئے تھے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اقوال

سے بھی اس روایت کی تائید کی ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

کثرتِ عبادت

کثرتِ عبادت کا اندازہ ان روایتوں

کے ذریعہ آسانی کیساتھ کیا جاسکتا ہے کہ چالیس سال تک پابندی کیساتھ عشاء کے وضو سے آپ فجر کی نماز ادا فرماتے رہے۔ پندرہ سال تک آپ کے معمولات میں عشاء کی نماز کے بعد پورا قرآن عظیم ختم فرمانا شامل رہا۔ پچیس سال تک جنگلوں میں اس تنہائی کے ساتھ زندگی گزارتے رہے کہ کسی بشر کی صورت تک دیکھنے میں نہ آئی ظاہر ہے کہ جو شخص دنیا والوں سے اس قدر نئے نئے ساز ہو گیا ہو اور اس یحتمالی کے ساتھ زندگی بسر کی ہو۔ اس کا شغل عبادت الہی و ریاضت کے سوا اور کیا رہا ہوگا؟

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مجاہدہ و ریاضت

مکمل طور پر علوم ظاہری حاصل کرنے کے

بعد علوم باطنی کے حصول کی ابتداء کی اور مجاہدہ و ریاضت کی انتہائی مشکل و پُر خار راہوں میں قدم رکھا۔ چنانچہ آپ شہر چھوڑ کر عراق کے ویران وادیوں میں یکتا و یگانہ زندگی بسر کرنے لگے تاکہ کامل یکسوئی ملے جیسے ہی آیتنے اپنی مجاہدانہ زندگی کا آغاز کیا۔ بفضل الہی جو ابتدا ہی سے آپ کے ساتھ رہا ہے۔

حضرت خضر علیہ التحیتہ والثناء بھی آیتنے ہم سفر ہو گئے۔ مگر بشیت

ربانی ہنوز آیتنے انھیں نہیں پہچانا۔ بالآخر سیدنا خضر علیہ التحیتہ والثناء نے خود اپنے آپ کو ظاہر فرما کر وعدہ لیا کہ آپ ان کی مخالفت نہ فرمائیں گے۔ وعدہ کے

ساتھ ساتھ حضرت خضر علیہ التیمۃ والنسار نے فرمایا کہ اسی جگہ آپ بیٹھ جائیے اور
تا وقتیکہ میں واپس نہ آ جاؤں اسی مقام پر بیٹھے رہئے گا اتنا فرما کر سیدنا خضر
علیہ التیمۃ والنسار چل دیئے اور ایک سال کے بعد واپس لوٹے دوبارہ پھر یہی تاکید
کی اور بتلے گئے۔ اس عالم میں آتے تین سال گزارے۔ سیدنا خضر علیہ التیمۃ والنسار
ہر سال تشریف لاتے تھے اور یہی ہدف فرما کر لوٹ جایا کرتے تھے اس طویل مدت میں دنیا کی بیشمار خواہشات حسین و نکش
انداز میں آپ کو اپنی جانب متوجہ کرتی رہیں مگر اللہ کے فضل نے نہایت سے دنیا اور
دنیا کی حسین و پرکشش چیزیں آپ کو اپنی طرف مائل نہ کر سکیں۔

تین سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد آتے اپنے نفس کو انتہائی
مشقت و جانفشانی کی بھٹی میں ڈال دیا اور ایک سال تک آتے نے قطعی پانی ہی
نہ پیا۔ صرف جنگلی ساگ و پات پر قناعت فرماتے رہے پھر ایک سال تک فقط پانی
پر گزارا کیا۔ کھانا قطعی ترک فرما دیا۔ تیسرے سال کھانا پینا سونا ہر شے سے نفس کو محروم کر دیا۔
جس زمانہ میں تاجدار جیلانی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس کے دشوار
گزار مراحل طے فرما رہے تھے شیطان کی فتنہ پر دازیاں چراغ سحری کی مانند
پھر بھڑکیں۔ اب تک ہر موڑ پر شیطان آپ سے شکستیں کھا چکا تھا اور اپنے کسی
فریب میں آپ کو نہ لاسکا تھا حتیٰ کہ آپ روحانیت کے مقام ارفع و اعلیٰ پر گامزن
ہوتے جا رہے تھے۔ رفعت و بندگی کی انتہائی منازل تک آپ کی رسائی شیطان
سے دیکھی نہ جاسکی اور ایک دن پر اگندہ صورت بنائے بدبودار لباس اوڑھے ہوئے
آپ کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ میں ابلیس ہوں میری جماعت کے تمام افراد کو آتے نے

عاجز و ناکام کر دیا سے اتنے سارے ہتھکنڈے استعمال کر چکا۔ مگر آپ کے پائے ثبات میں لغزش تک نہ آئی۔ لہذا میں نے ہار مان لی۔ اور اب آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ظالم میں تو کسی طرح تجھ سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ تیری باتیں سراپا فتنہ ہیں جس میں تو مجھے ملوث کرنا چاہتا ہے۔ ابھی آپ کا جواب ختم بھی نہ ہوا تھا کہ پردہ عجب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس شدت کے ساتھ ابلیس کے سر پر پڑا کہ زمین کے اندر دھنستا ہوا غائب ہو گیا۔

دوبارہ ابلیس آگ کے شعلہ لے کر آپ کے قریب آیا آتے اس تیاری کے ساتھ حملہ آور دیکھا تو تعوز کیا اور وہ چلا گیا لیکن چند ہی لمحہ بعد پھر پلٹ کر آیا اور فی الفور آپ کے اوپر حملہ آور ہو گیا مگر ایک سوار نمودار ہوا اور شیخ جیلانی کے ہاتھ میں ایک تلوار دیدی جسے دیکھ کر ابلیس غائب ہو گیا۔ سہ بارہ ابلیس مکر و فریب کے نئے جال کے ساتھ آیا۔ آتے دیکھا کہ آپ سے دور پریشان حال آفت زدہ غائب و خاسر کی سی صورت بنائے بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ آپ کی نظر پڑی تو کہنے لگا اب آپ مجھ کو کیا دیکھ رہے ہیں اب تو میں قطعی آتے سے ناامید ہو گیا ہوں۔ سرکار جیلانی نے پھر تعوز کیا اور فرمایا کہ میں تجھ سے کسی حال میں مطمئن نہیں ہوں۔ سرکار جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ثبات قدمی دیکھ کر ابلیس نے شرک خفی کے بیشمار جال آپ کے سامنے بچھا دیئے لیکن قدرت کو آپ کی حفاظت منظور تھی پورے ایک سال گزر گئے

اور آپ ان میں سے کسی ایک کی جانب ملقت نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اسکے تمام
بچھائے ہوئے جال رائگاں ہو گئے یہ دیکھا تو ابلیس نے مخلوق کی محبت اور
دنوی رشتوں کے تعلقاتی جال بچھا دیئے۔ مگر فضیل ربانی سے حضرت عنوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قطعی التفات نہ کیا۔ آخر ایک سال بعد تمام دنیوی
رشتوں اور محبتوں کے جال بھی تار تار ہو گئے۔ اور سرکار جیلانی اس کٹھن منزل
سے بھی تمام و کمال گذر گئے۔

حضرت عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور طالب علمی ہی سے عبادت
ویرانوں میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حال وارد ہوتا تو جگر سوز
نالے بلند کرتے تھے کتابوں کے اندر سرکار جیلانی کو ابلیس کی جانب سے بہکانے
کا ایک عجیب واقعہ ملتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ ایک ایسے جنگل میں تشریف لگے جہاں
کھانے پینے کی چیزوں کا دور دور تک نشان نہ ملتا تھا مسلسل کئی دنوں تک
مصروف عبادت و ریاضت رہنے کے بعد بھوک و پیاس کا غلبہ ہوا ایک سبک
دیکھتے ہی دیکھتے ابر چھا گیا اور خوب بارش ہوئی آتنے جی بھر کے پانی پیا۔
تھوڑی دیر بعد بڑی تیز روشنی ہوئی اور آسمان کے کنارے کنارے پھیل گئی
اسمیں سے آواز آئی شروع ہوئی۔

”عبدالقادر میں تمہارا خدا ہوں آج سے میں نے تمہارے لئے حرام

چیزیں بھی حلال اور نماز صاف کر دی۔“

آتنے یہ سنتے ہی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور لا حول

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کا ورد فرمایا فوراً وہ روشنی زائل ہو گئی۔
اور اسکی جگہ پردھواں پھیل گیا۔ پھر آواز آئی

”عبد القادر تم کو تمہارے علم نے بچایا ورنہ میں تم جیسے نہ جانے

کتنے عابد و زاہد کو اس تاریک وادی میں گمراہ کر چکا ہوں۔“

آئنے جواب دیا کبخت شیطان مجھ کو میرے علم نے نہیں فضل رب نے بچا
لیا ہے۔ یہ سکر شیطان نے ٹھنڈی سانس لی اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ تم پھر
بھی بچ گئے۔ ان خطرناک منازل سے سلامتی کے ساتھ گزرنے کے بعد
خداوند قدوس نے آپ کے اوپر آپ کا باطن ظاہر فرمایا۔

سو آئنے اتنے سخت ترین مجاہدات کرنے کے باوجود آئنے اب

بھی آئنے باطن کو بہت سی آلودگیوں سے ملوث پایا۔ یہ صرن انسانی
ارادے و اختیار کی آلودگیاں تھیں چنانچہ بہت دنوں تک آئنے ارادے
و اختیارات کی خلائن آپ پر سر پیکار سے یہاں تک کہ ماسوا اللہ کی یہ آہنی
زنجیریں بھی کٹ گئیں اور آپ کی ذات میں ارادے و اختیارات کا تصور تک
ناپید ہو گیا۔ بعدہ خدائے قدیم نے آپ کے اوپر نفس کی کیفیت ظاہر فرمائی
تو آئنے محسوس کیا کہ ہنوز اس کے اندر حیات کی جھلک باقی ہے۔ اس میں
روحانی بیماریوں کا وجود ہے۔ اس کی اشتہا و میں زندگی ہے اس کا شیطان
سرکش ہے پھر آپ نے ایک سالہ بامشقت و روح فرسار یا صنت فرمائی اور
نفس سے زبردست جہاد کیا۔ رب تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اس پر بھی ظفر مندی
عطا فرمائی اسکی ساری بیماریاں جاتی رہیں۔ اسکی خواہشات مٹ گئیں۔

اور عظیم کامیابی حاصل ہوئی کس کا شیطان بھی مسلمان ہو گیا۔ اس قسم کے بڑے بڑے مجاہدات و ریاضات کرنے کے بعد آپ کو احساس ہوا کہ اب اسکے اندر امر ربی کے علاوہ کسی شے کا وجود نہیں رہا۔ اس وقت آپ اپنی ہستی سے علیحدہ ہو چکے تھے اور آپ کی ہستی آپ سے علیحدہ ہو چکی تھی۔ اب آپ مرد منفرد بنکر اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ ان منازل سے تمام و کمال گذر کر آپ نے منزل فقر میں قدم رکھا جسے رب کریم نے آپ کے لئے آسان فرما دیا۔ یہاں تک کہ دنیا سے فقر کی آپ کو سلطنت عطا کی گئی۔ دربار الہی سے آپ کو روحانیات کے خزانوں کی بیشمار فتوحات حاصل ہوئیں۔ علوم روحانیت مقامات بعدیت کے شرف و اعزاز سے آپ نوازے گئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ساری منزلیں طے فرماتے۔ اور وہ انوں کی خلوت نشینیوں و صحرائوں و دیوں کے بعد جب بغداد مقدس میں قیام پذیر ہوئے تو ماحول کی ناسازگاری فتنہ و فساد کی گرم بازاری طبیعت کیلئے اس قدر گراں باری کا سبب بنی کہ بغداد مقدس سے چلے جانے کا ارادہ فرمایا۔ پچانچہ ایک دن گلی میں قرآن کریم حائل کر کے محلہ حلب کے دروازے سے نکل پڑے۔ فوراً صدائے عینیں جو ہر آن آپ کی رہنمائی کرتی رہی اس خیال سے باز رکھنے کے لئے حرکت میں آئی۔ آتے آتے کانوں سے سنا واپس جاؤ تمہاری ذات سے مخلوق کو بغداد ہی میں فائدہ پہونچے گا۔ آتے جوا بآ کہا مخلوق کا بچہ کیا حق ہے کہ میں اسکی خاطر اس دیار فتنہ و فساد میں رہوں میں تو یہاں اسلئے جانا چاہتا ہوں تاکہ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کر سکوں۔

پھر صدائے غیبی نے پکار کر کہا۔ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّيَةٍ اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ مخلوق کا تمہارے اوپر
(پارہ ۴، رکو ۳۴)
بہت بڑا حق ہے اسکو ہدایت دینا تمہاری ذمہ داری ہے تم اسی جگہ پر
رہو۔ خدائے قادر و توانا تمہارے دین و ایمان کی حفاظت فرمائیگا۔ سرکار
جہنم نے عالم قدس کے فرمان کی اطاعت کرتے ہوئے مستقل قیام
کا عزم فرمایا اور باطنیان قلب اسوقت کا انتظار کرنے لگے جس میں آپ کی ذات
عالیہ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عام فائدہ پہونچنا تھا۔ آخر وہ مبارک
ساعت آہی گئی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوپہر
کے وقت کھانا کھانے کے بعد مسجد ہی کے ایک کمرہ میں قیلولہ فرماتے تھے۔
عالم خواب میں جد امجد سرکار رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے
الامال ہوئے سرکار نے ارشاد فرمایا یہ شاہزادے بعد القادر لوگوں کو تم وعظ و
نصیحت کیوں نہیں کرتے؟

بعد ادب و احترام آتے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں۔ نصیحتیں عرب
کیسا نے کیونکر بکثائی کروں۔ مدنیۃ العلم مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ابھادور اپنا منہ تو کھولو۔ شیخ جیلانی نے تمیل نبوی میں اپنا منہ کھول دیا۔
سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات مرتبہ آپ کے منہ میں لعاب
دہن ڈالا اور فرمایا اٹھو قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور لوگوں کو دین الہی کی طرف
بلاؤ۔ انتہائی خوشی کے عالم میں بیدار ہوئے اور کیفیت و سرور میں ڈوبے

ہوئے آیتنے اسی مسجد میں نماز ظہر ادا فرمائی فرائعت نماز کے بعد خود بخود لوگوں کی ایک بڑی جماعت خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بیخوف و خطر مجاہدانہ انداز میں انھیں وعظ و نصیحت فرمائی۔

اسی طرح ایک کتاب باب العلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بھی حالت خواب میں زیارت کی۔ باب العلم نے بھی وہی سوال فرمایا جو سرکار رسالتاب نے دریافت فرمایا تھا۔ آپ نے پوری کیفیت بیان فرمائی۔ سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا اچھا منہ کھولو آیتنے تعمیل کی اور اپنا منہ کھول دیا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بھی شیخ جیلانی کے منہ میں بچھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا۔ آیتنے ادب کے ساتھ فرمایا یہ چھ مرتبہ کس مصلحت سے؟ سیدنا علی مرتضیٰ نے فرمایا احترام نبوت کے پیش نظر تعداد میں ایک مرتبہ کم۔ یہ واقعہ ۵۲ھ کا ہے اسکے بعد تو قلب غوثیت مآب میں وہ انشاء ہوا کہ رشد و ہدایت کی تاریخ میں ایک عظیم الشان باب کا اضافہ ہو گیا۔ پہلی مرتبہ جس وقت سرکار جیلانی منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ تو گو کہ چند ہی کلمات طیبات ارشاد فرمائے تھے لیکن سننے والوں کا عجیب حال تھا وجد و حال سے لوگ بیتاب ہوئے جارہے تھے اور اسکے بعد تو آپ کی تاثیر تقریر و وعظ کی یہ کیفیت تھی کہ ساٹھ ساٹھ ستر ستر ہزار آدمی محفل وعظ و تقریر میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ان نوزانی محفلوں میں اکثر لوگوں کے دل ناابت الی اللہ کی دولت سے مالا مال ہو جایا کرتے تھے۔

سرکار جیلانی کے وعظ و تقریر میں بھلا یہ تاثیر کیونکر پیدا ہوتی

جبکہ آپ علوم دینیہ میں بہارت تامہ و کمال تبحر حاصل کر لیا تھا۔ علوم و فنون کی وافر تحصیل کی تھی۔ عبادت و ریاضت کے ذریعہ تزکیہ و اصلاح نفس فرمائی تھی۔ زہد و تقویٰ۔ روحانی تقدس و بے ریا اعمال صالحہ جیسے صفات عایسہ سے مزین ہو چکے تھے۔

علاوہ ازیں مدینہ العلم و باب العلم کی نظر میں شفقت و رحمت اور سرپرستی شامل حال تھی ان معنوی علمی و عملی اور روحانی فیضان کے ساتھ آتنے و عطا و نصیحت اور ہدایت خلق کا عظیم الشان تبلیغی کام شروع کیا تھا۔

اسلامی رہبر و رہنما بننے کیلئے سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ شرائط بیان فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں جو علوم دینیہ کا حصول رکھتا ہو۔ روز تقون و معرفت سے واقف ہو بلکہ ان کا مشاہدہ و تجربہ بھی ہو۔ ان خصوصیات کے ساتھ اسلام کا سراپا علم و عمل ہو اسی کیلئے خلق اللہ کی رشد و ہدایت کا کام کرنا موزوں و درست ہے۔

جیلانی تاجدار نے ان شرائط کے بیان فرمانے کے بعد مقتدا و اولیاء حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مبارک قول بھی نقل فرمایا ہے۔ ہماری زندگی قرآن و حدیث کے دائرہ قانون میں محصور ہے۔ جو شخص کلام الہی و احادیث نبوی کا عالم ہو دینی فہم و فراست رکھتا ہو۔

—————

۱۵ مدینہ العلم سے معلم کائنات روحی فدائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی

مراد ہے۔ ۱۲

۱۵ باب العلم سے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔ ۱۳

شاہکار خلوص عمل و رموز تصوف و معرفت سے باخبر ہو۔ نیز ان تمام مراحل سے گزر چکا ہو۔ صرف اسی کو دینی رہبر و پیشوا کی مسند زریب دے سکتی تھی۔ ان اوصاف و کمالات روحانی فیوض و برکات ربانی سے دامنِ قادریت کو لہریز کئے ہوئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے تھے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدابِ طریقت و صوفیت

خرقہ ارادت و جانشینی
و تعلیم و سلوک محمد بن مسلم الدباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ ان کے علاوہ وقت کے دوسرے مرشدین کرام سے بھی آئینے فیوض و برکات حاصل کئے۔ دورانِ تعلیم میں جس قدر آپ کو ریاضتیں و مشقتیں کرنی پڑی ہیں اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ غرض کہ ایک قابلِ لحاظ مدت گزرنے کے بعد آپ کو خرقہ ارادت و جانشینی حاصل ہوئی۔ یہ خرقہ جن بزرگ سے آپ کو ملا ان کا نام نامی حضرت قاضی ابوسعید مبارک محرمی بتایا جاتا ہے جو فقہ حنبلی کے ممتاز پیشوا مانے گئے ہیں۔ شجرہ سلسلہ طریقت۔ منبع روحانیت روحی فداہ محمد رسول اللہ صلی اللہ

سے سرکار غوث اعظم اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات گرامی ان حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو نہ مولوی ہیں نہ عالم اور بے دریغ علوم دینیہ کا حصول کئے بغیر منبر و عطا و تقریر پر رونق افروز ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ شریعت سے کورے ہو کر حقیقت و معرفت کی جھوٹی نمائش کر کے عوام کو شریعت سے دور کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت ہی اصل ہے۔

علیہ وسلم تک حسب ذیل ہے۔

شیخ جیلانی نے خرقہ ارادت و جانشینی اپنے پیر و مرشد عارف باللہ شیخ
ابوسعید محرمی مبارک محرمی سے حاصل کیا اور انھوں نے اپنے شیخ ابوالحسن علی بن
یوسف القرشی الہنکاری سے اور انھوں نے عارف باللہ شیخ ابوالفرح طوسی سے
اور انھوں نے شیخ ابوبکر شلی سے اور انھوں نے شیخ ابوالقاسم بنید بغدادی سے اور انھوں نے شیخ تبری سقطلی اور انھوں
نے شیخ معروف کرخی سے اور انھوں نے شیخ داؤد طالی سے اور انھوں نے شیخ
جیب عجمی سے اور انھوں نے سیدنا شیخ حضرت حسن بصری سے اور ان کو
امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پہنایا تھا اور علی
مرتضیٰ کو سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خرقہ مبارکہ عطا فرمایا تھا۔
اس طرح بارہ واسطوں کے ذریعہ شیخ جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ
کو وہ خرقہ ارادت حاصل ہوا جو ایک مرشد کامل اپنے پیچھے ملے مرید خاص
کو صرف اسلئے عطا کرتا ہے کہ اسکے بعد مرشد کے وعظ و ارشادات کی تمام تر
ذمہ داریاں اب اس کے سپرد ہیں اور وہی اس کا روحانی جانشین ہے۔
سرکار عنایت اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح معنوی و روحانی طور
پر بارہ واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم و فیض سے
وابستہ ہیں اسی طرح نسبی طور پر بھی حضرت شیخ جیلانی بارہ ہی واسطوں
کے ذریعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ انبیت میں منسلک
ہو جاتے ہیں۔

آئیے اسم گرامی کی نسبت سے سلسلہ
سلسلہ قادریہ کا اجراء

دریائے فیض کی روانی سے آسمان کے ستاروں کی طرح ساری دنیا میں
پھیل گیا۔ تاجدار ولایت ہونے کے سبب سلسلہ عالیہ قادریہ کو اتنی مقبولیت
حاصل ہوئی کہ دوسرے سلسلوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ ہندوستان
ہی میں نہیں بلکہ عرب و عجم کے تمام ممالک میں سلسلہ قادریہ کے لاتعداد
حلقہ مگوش پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ کی امتیازی شان یہ ہے
کہ دوسرے مختلف سلسلوں میں اس کا دخول ہے مگر خود اس میں کسی ”سرے
سلسلہ کا شمول نہیں ہے۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ارشاد فرماتے ہیں۔

مسلك تصوف

”جب بندہ کا دل حقیقت میں مالک بے نیاز سے وابستہ
ہو جائے تو کوئی شے اس سے جدا نہیں ہوتی اور نہ ہی
اس سے باہر نکلتی ہے۔“

آپ اپنی نے نظیر تصنیف (مخزن تصوف) فتوح الغیب میں ایک
مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

”تم فضل ربانی اور نعمت یزدانی سے اسلئے محروم ہو کہ تم
اتنے طاقت باز و کا بھروسہ کرتے ہو۔ مخلوق سے اُمید کی وابستگی
تمہیں سنون اکتساب معاش سے روک دیتی ہے۔ اگر تم نے

مخلوق کے دروازوں پر سائل بنکر ہاتھ پٹا را تو گویا تم نے
خدائے وحدہ لا شریک کے ساتھ شرک کیا اور حلال روزی
نہ ہونے کے سبب تم عذاب الہی میں مبتلا رہو گے۔ اور اگر
تم خلق اللہ کی داد و دہش سے بے نیاز ہو کر کسب معاش
کرتے ہوئے خالق کائنات کی رزاقیت پر متوکل رہو گے۔
اور اس کو رزاق حقیقی جانو گے تو تمہارے اور رب العالمین
کے درمیان جو حجاب ہے وہ ہٹ جائے گا اور اللہ تعالیٰ
پر وہ غیب سے تمہیں رزق عطا فرما بیگا۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”شرک کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہر اور باطن۔ شرک ظاہر تو

غیر خدا کی پرستش ہے۔ اور شرک باطن غیر خدا پر بھروسہ ہے۔“

ان تمام تعلیمات پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذاتی عمل

تھا اور حضرت کی مقدس زندگی اس آیت ربانی کی مکمل آئینہ دار ہے۔

اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (میری نماز

(پارہ ۸، برگ ۸۸)

اور قربانی میری زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے عالم کا پالنے

والا ہے۔

آگے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جس مسجد میں منیت

وَعِظُوْا بِبَلٰغٍ | العلم سرکار رسالت اب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

و باب العلم علی مرتضیٰ تحریر اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے آپ کو وعظ و تبلیغ کا حکم

دیا تھا شروع شروع آیتنے اسی مسجد سے تبلیغ کا آغاز کیا تھا۔ لیکن چند ہی دنوں بعد آیتکے پُر خلوص و عطا و تبلیغ کو اس قدر شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی کہ خود بخود لوگوں کے قلوب میتابی کے ساتھ آپکی جانب کھینچنے لگے۔ دور دراز کے لوگ بکثرت آپکی مجلس و عطا میں آکر شامل ہوتے تھے حقائق و معرفت کے اس دریائے ناپید اکبار سے فیضیاب ہونے کیلئے اتنا عظیم اثر دہام ہونے لگا کہ مسجد کی تمام جگہ ناکافی ہو گئی تو د عطا کے لئے شہر سے باہر وسیع ترین عید گاہ کا انتخاب ہوا۔ چنانچہ ساٹھ ساٹھ ستر ستر ہزار افراد پر مشتمل اجتماع یک وقت آیت سے عطا و تبلیغ سماعت کرتا تھا۔ پھر بھی عید گاہ کی وسیع ترین جگہ تنگ نظر آتی تھی۔

روایات کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ محفل و عطا میں کم و بیش چار سو افراد آیتکے ارشادات مبارکہ کے لعل و گہر کو صفحہ و قرطاس پر منقش کرنے کیلئے مامور تھے۔ اس طرح اکثر تقریریں دامن حفاظت میں لے لی گئیں۔ ہماری اہتہائی فیروز بختی ہے کہ ہم اگر چاہیں تو آج بھی ان میں سے اکثر روح پرور مواعظ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں جو فتوح الغیب۔ غنیۃ الطالبین۔ بحاس ستین وغیرہ وغیرہ کے نام سے چھپ کر عام ہو چکی ہیں۔

ہر ماہ آیتکے عطا و تقریر کی چار نشستیں ہوا کرتی تھیں۔ بے پناہ تاثیر ہونے کے سبب حاضرین پر ایسا سکوت طاری ہو جاتا تھا کہ کسی کو جسم و جان تک خبر باقی نہ رہتی تھی۔ ان کثیر الاثر دہام مجالس میں دنیا و اسلام کے خواص و عوام اور بندگان مقدس کے علماء و مسلمان کرام بڑی تعداد میں شریک

ہوتے تھے جو دربارِ غوثیت مآب سے واپس ہو کر خود مخلوق کی ہدایت میں مصروف ہو جایا کرتے تھے۔ اس طرح ایک شمع ہدایت سے ہزاروں چراغ فروزاں ہوئے جسکی روشنی سے ساری دنیا تابناک ہو گئی اور انشا اللہ تعالیٰ صبحِ قیامت تک یہ فیض جاری رہے گا۔

آپ کے وعظ کی کوئی نشست ایسی نہ ہوتی تھی کہ جیسے صدام اللہ تعالیٰ کے بندے دامنِ ہوش و خرد نہ کھو بیٹھتے رہے ہوں کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ جسم و جان تک کی خبر باقی نہ رہتی تھی۔ کوئی گریہ آہ و بکا کرنے لگتا کوئی دریائے تحیر میں مستغرق ہو جاتا۔ کوئی مضطرب اور سبقتار ہو کر دامنِ تار مار کے بیچنے لگتا۔ کسی کا یہ حال ہوتا کہ آپ کے کلمات طیبات اس کے حجابِ قلب کو ہٹا کر فی الحقیقت عاشقِ ربانی بنا دیتے۔ اور اس کے قلب و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ بالآخر وہ لذتِ کیفیت و سرور سے مست ہو کر ابدی و سرمدی نیند سو جاتا۔ آپ کے بڑے شاہزادے حضرت عبدالرزاق کا بیان ہے کہ آپ کی ہر مجلس وعظ و تقریر میں دو چار آدمی تو ضرور ہی خدائے ذوالجلال کے خوف سے واصلِ بحق ہو جاتے تھے۔ روایت کی شہادت موجود ہے۔

کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس وعظ میں مذہبِ مسیحی کا ایک عالم آیا اور غوثیت مآب کی مجلس میں حاضر ہو کر بھرے مجمع میں آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ اسکے بعد اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ از خود میرے دل میں لگن پیدا ہوئی کہ میں مسلمان ہو جاؤں جذبہ ایمانی کے تحت میں نے ارادہ کیا کہ سرزمینِ یمن پر جو افضل ترین مسلمان

ہوا اسکے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ اسی جستجو میں تھا کہ فیروز بختی سے ایک رات کو میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آتے فرمایا سنان تم بغداد جا کر شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ اسلئے کہ دور حاضر میں وہ نہ صرف بغداد بلکہ روئے عالم کے جملہ افراد کو افضل و بہترین حضرت شیخ عمر کیمیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ نقل فرمانے کے بعد آنکھوں دیکھا ایک دوسرا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس میں تیرہ افراد پر مشتمل ایک جماعت حاضر ہوئی اور آتے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ ان سبھوں نے خود اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب ہیں ہم سب نے قبول اسلام کا قصد کیا تو ہمیں حالت خواب میں کسی رہنمائے کاہل نے نشان دہی کی کہ تم سب کے سب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جا کر اسلام قبول کرو۔ کیونکہ تمہیں جس قدر فیض شیخ جیلانی کے دربار گہر بار سے حاصل ہوگا کسی دوسری جگہ سے ممکن ہی نہیں ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں بہت خواہش کرتا ہوں کہ پہلے جیسا دیر انوں جنگلوں میں رہا کروں تاکہ نہ میں مخلوق کو دیکھوں اور نہ مخلوق مجھ کو دیکھ سکے۔ لیکن احکم الحاکمین کا حکم ہے کہ میں مخلوق کو نفع رسانی کرتا رہوں اور زیادہ سے زیادہ اسلام کی تبلیغ کروں۔ اسی لئے میں اس قدر دعوت و تبلیغ میں مصروف رہتا ہوں کہ خواب و بیداری ہر حال میں میرے اوپر جذبہ تبلیغ طاری رہتا ہے حتیٰ کہ مجھ کو گمان ہوتا ہے کہ اگر میں اپنی زبان تبلیغ سے بند

کروں تو میرا گلا گھونٹ دیا جائے گا میں اپنی زبان بند کرنے پر قطعی
قادر نہیں ہوں۔

یہ خنا پنچہ خدائے قادر و توانا نے میری زبان میں تاثیر بھی عطا کی ہے
میرے ہاتھ پر کلمہ ہمیشہ پانچ ہزار یہودیوں و نصرانیوں نے اسلام قبول کیا۔
لاکھوں سے زیادہ تعداد میں رہزن و مفسد بد کردار و بد اعتقاد گمراہوں اور مجرموں
نے توبہ کی اور دین حق پر انھیں ثبات قدمی میسر ہو گئی ہے۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تبلیغی سلسلہ ۵۲۱ھ سے شروع
ہوا اور ۵۶۱ھ تک مسلسل جاری رہا۔ اس طرح سے مکمل چالیس سال تک
برابر آپ کی ذات سراپا فیوض برکات سے دنیا کو فائدہ پہنچتا رہا۔

وعظ و تبلیغ کا یہ نئے مثال تاریخی کارنامہ ریاضت و مجاہدانہ زندگی کا
شمرہ ہے۔ پچیس سال تک تو آئینہ عراق کی سنان وادیوں میں یکتا و تنہا
زبردست نفس کشی کی تھی عقل و فہم سے ماوریٰ مجاہدات و ریاضات کے
سنگلاخ صحراؤں سے گزرنے کے بعد کہیں آپ کو یہ رفعت و بلندی بخشی گئی
تھی۔ یہی وہ مجاہدات و ریاضات ہیں جن کے حصول کرنے میں ہر ولی کامل
اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔

بشری احساسات و جذبات، فطری خواہشات حتیٰ کہ خود اپنی ہستی
کو بھی فنا کر دیتا ہے ان کے اندر اگر کوئی شے باقی رہ جاتی ہے تو وہ صرف اور
صرف امر زنی و عشق رسالت پناہی ہے۔ بس اسی عالم میں جیسلمانی تاجدار
کی ذات گرامی سے ان عظیم الشان کارناموں کا صدور ہوا جسے دنیا اپنی آنکھوں

سے دیکھ کر متحیر و متعجب ہو کر رہ جاتی ہے اور بمشکل تمام باور کرنے پر تیار ہوتی ہے۔ یہ انھیں علوم ظاہری و باطنی ریاضات و مجاہدات اور نسبت توحید و رسالت کا خصوصی اثر ہے کہ سیکڑوں برس گزر کر بمشکل حجابات حائل ہونے کے باوجود سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر لطیف اپنی بھرپور عظمتوں کے ساتھ آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے اور لاتعداد انسانوں کے دل برہمابرس کے بعد ہوتے ہوئے بھی جیلانی تاجدار کے احترام و عقیدت سے لبریز ہیں۔ یہ آپ کی دلی محبت الہی و عشق محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضان ہے۔

آپ نے مکمل زندگی ماسوا اللہ سے اپنا علاقہ جدا کرنے میں گزاری آپ کے پیش نظر مقصد زندگی صرف ذات خداوندی رہی توحید کامل و توقیر نبی کے خاص مقام پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر خوش عقیدہ مسلمان ان کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نذر کرتا ہے۔

انھیں صفات عالیہ کی بنیاد پر اس قسم کی مقدس زندگیاں دنیا کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً لائق تقلید و مینارہ نور ہوا کرتی ہیں، خدایا ہم خوش عقیدہ مسلمانوں کی طرف سرکار غوث اعظم کے مزار انور پر ہزار ہزار رحمتوں کے پھول برسار۔ (آمین)

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم
حیات مقدسہ پر محققانہ تبصرہ

المرتبت روحانی پیشوا، علوم نبوی کے سچے وارث، جلیل القدر عالم دین

ہونے کیساتھ ساتھ ایک عظیم الشان دینی مبلغ، عدیم المثال مصلح اور میاں
 قائم بھی تھے۔ آپ انتہائی حق گو و حق پسند تھے۔ جو بات کہنی ہوتی بڑی
 صفائی و دلیری اور بیخونی کے ساتھ فرمادیتے تھے۔ منہیات سے لوگوں کو روکنا
 اور امور خیر کی جانب مؤثر طریقہ پر لوگوں کے ذہنوں کو مبذول کرنا آپ کی مقدس
 زندگی کا اہم ترین جزو تھا۔ ہزار باد کردارانِ انوس کو آپ کی تبلیغ و ہدایت
 اور علاء کلمت الحق کی بدولت جذبہ دینداری، تقویٰ و پرہیزگاری
 کی سعادت حاصل ہو گئی۔ آپ ہر کسی کو اس کی اپنی غلط کاری و بے راہ
 روی پر سختی کے ساتھ روکنے اور تنبیہ کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل
 نہیں فرماتے تھے خواہ وہ دنیوی اعتبار سے کتنے ہی جاہ و جلال اور عزت
 و جاہ کا مالک کیوں نہ ہو۔ آپ کی حیات طیبہ میں ایسی نئے شمار مشالیں
 پائی جاتی ہیں کہ آئینے اپنی اعلیٰ ترین روحانی طاقت و حکمت عملی سے
 کام لیکر اُس دور کے بہتیرے مغرور و متکبر ظالم و جاہل سرمایہ داروں کی اکرٹی
 ہوئی گردنیں سدھی فرمادیں اور انھیں اسلام و بانی اسلام کی
 جناب میں سرعاً جزانہ خم کرنا ہی پڑا۔

تاریخ شاہد ہے کہ پانچویں صدی ہجری کا وہ آخری زمانہ تھا۔
 جس میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد مقدس کی سرزمین پر
 تشریف فرما تھے خاندان عباسیہ کے آخری حکمرانوں کا دور تھا جس میں
 عوام تو عوام خواص کا بھی اخلاقی و دینی معیار روز بروز انحطاط پذیر
 ہوتا جا رہا تھا۔

ایک طرف دولت و سرمایہ کی فراوانی اور اخلاقیات کی کمزوری نے عیش پرستی و تن آسانی کا خوگر بنادیا تھا دوسری جانب دینی و روحانی نئے سہ و سامانی نے جادہ اعتدال و صراطِ مستقیم سے انھیں دور کر دیا تھا۔ بالخصوص اُمراء، دولت و سرمایہ کے نشے میں چور شرابِ انانیت سے مخمور تھے۔ مذہب کے نام پر بھی باہمی جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم تھا۔ کہیں بات بات پر مناظر ہوتے تھے تو کہیں خلقِ قرآن کے فتنے اٹھائے جاتے تھے۔

احکامِ شرعیہ کی جانب سے بالعموم لاپرواہی برقی جارہی تھی۔ طریقت میراث کی شکل میں نااہلوں کی جاگیر ہو چلی تھی۔ مبتدعین و معتزلہ شدت سے سرا بھاری چلے تھے۔ اصول و مغز کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر کے سطحی و فروعی بحثوں میں نبرد آزما کی جارہی تھی ایسے پر اگندہ ماحول و انقلابی دور میں کسی مصلح کا میل، عنوث اعظم، مجدد و پیکرِ رشد و ہدایت کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی جو اپنی نئے پایاں روحانی طاقتوں کے ذریعہ مخلوق کو تعمیرِ مذلت و گمراہی سے بچا کر شاہراہِ اسلام پر لاکھڑا کر دے جسکے لئے خدائے حکیم دانا، قادر و توانا نے ہم سب کے مرکزِ عقیدت جیلانی تاجدار سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا اور یہ اہم ترین خدمت آپ ہی کے سپرد کی گئی۔ آئینے اس خدمت جلیل کو جس خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ تاریخ میں اصلاح و تبلیغ و احیاء دین کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

بد مذہبوں کی سرکوبی | اوپر یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ اس دور میں فتنہ مبتدعین یعنی خوارج

دروافض اور معتزلہ وغیرہ زوروں کے ساتھ سرا بھار چکا تھا۔ نیز وقت کے دوسرے بد مذہب و گمراہ کن طبقے بھی خاموش نہ تھے بلکہ سادہ لوح و سیدھے سادے مسلمانوں کو دین سے دور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیگانہ کرنے کیلئے خطرناک اسکیمیں چلا رہے تھے۔ نتیجہ کے طور پر گمراہی بڑی تیز رفتاری سے پھیل رہی تھی۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بلند پایہ ہمت اور خداداد صلاحیتوں سے انتہائی بیخونی و بیباکی کے ساتھ جرأت مندانہ اقدام کر کے ہر فرقہ باطلہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جملہ بد مذہبوں کی سرکوبی و تردید فرما کر ہمیشہ کے لئے سرکچل دیا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حق آشنا، توحید و رسالت کا پتھا پرستار، اویسا د کرام و بزرگان دین کا گرویدہ و عقیدت گزار بنا دیا۔

اے مَالِکِ خے نیاز ہم عقیدت
کیشوں کی جانب سے ہمارے مہر کن
عقیدت سے عنوئیت مآبے کی خوابگاہ پر
ہزار ہا رحمتوں کے پھولے برسار (آمین)

خطبات

سیدنا عوث اعظم رضی اللہ عنہ

سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات و تقریرات بلاشبہ مسلمانوں کے واسطے اپنی زندگی اسلام کی روحانی تعلیمات کو سنوارنے کیلئے بیش بہا سامان ہیں اور ان کے ذریعہ طریقت و معرفت کے راہروں کو حقیقت میں نشان منزل مل سکتا ہے جنہیں اہل علم اردو ترجمہ کر کے کتابوں کی شکل میں مختلف ناموں سے پیش کر چکے ہیں۔ بلابالغہ اگر آپ کے چہند ہی مہینوں کے خطبات و مواعظ پیش کئے جائیں تو وہ بجائے خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے اس لئے بخون طوالت میں اس طرف سے نظر انصراف کرنا چاہرہا تھا مگر چونکہ یہ بھی آپ کی زندگی کا ایک تاریخی کا زما رہے اسلئے بہت بڑی کمی رہ جاتی۔ لہذا اس کتاب کی افادیت کے لئے چند خطبے بھی پیش کئے جا رہے ہیں خداوند ا تیری شان کریں پر کامل بھر دے رکھتا ہوا التجا کر رہا ہوں کہ دین کے مسیحا عوث زماں تاجدار جیلاں کے مقدس پیغامات سے ہم تمام مسلمانوں کی دنیائے ایمانی و روحانی

میں زندگی کی سرمدی لہر پیدا فرما دے۔ آمین

خطبہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہ مقام مدرسہ محمودہ

۱۵ اشوال المکرم ۱۳۷۷ھ بروز جمعہ

- اولیاء اللہ کے دل پاک و صاف ہوتے ہیں وہ مخلوق کو بھولتے ہیں خالق کو یاد رکھتے ہیں۔ دنیا کو بھولتے ہیں آخرت کو یاد رکھتے ہیں۔ تم اپنی دنیوی مصروفیتوں کی بناء پر ان کے شانِ تمکنت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے تمہارے اور ان کے بیچ ایک زبردست خلیج حائل ہے۔
- اگر کوئی مومن تجھے نصیحت کرے تو سن کے مخالفت نہ کر۔ کیونکہ وہ تیرے اندر وہ باتیں دیکھتا ہے جو تو خود نہیں دیکھ سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے مومن اپنے بھائی مومن کو جسکے دل سے نصیحت کرتا ہے اس میں کیا عیوب ہیں کیا خوبیاں ہیں صاف صاف بیان کر دیتا ہے۔
- پاک ہے وہ ذاتِ ذوالجلال جس نے میرے دل میں بھی اپنے مومن بھائیوں کے نصیحت و خیر خواہی کی آمادگی پیدا کر دی۔ اب یہی میرا دلچسپ مشغلہ ہے کہ میں تم کو وہ سچی سچی باتیں کہتا جاؤں اور بتلاتا چلا جاؤں جو میں سمجھتا ہوں اس کا کوئی دنیوی بدلہ میں نہیں چاہتا۔ نہ

آخر دی بدلہ۔ بدلہ تو میرا محبوب خود ہونا چاہئے اور یہی میرا مدعا ہے حقیقی ہے۔ ہاں مجھے اپنی قوم کی فلاح و کامرانی سے خوشی ہوتی ہے ان کی تباہی میرے دل پر تیریں چلاتی ہیں اگر میں کسی مرید صادق کو کامیاب با مراد دیکھتا ہوں تو میرا دل اپنے خالق کائنات کے آگے سر ت بے پایاں کے ساتھ سر بسجود ہو جاتا ہے۔

اے غلام! میں تیری اصلاح کو اپنا مقصد سمجھتا ہوں۔ اپنی ذاتی نفع اندوزی کو نہیں میں نے اس مرحلہ کو طے کر لیا ہے۔ ہاں میں تجھے اس راستہ میں افتاں و خیزاں دیکھ کر تیری دستگیری کرنا چاہتا ہوں تو مجھ سے مدد لے اور کامیابی کی راہ پر تیزی کے ساتھ روانہ ہو۔ تم کو عز و اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں زیب دے سکتا ہے نہ مخلوق کے مقابلے میں بلکہ تم کو اپنی حیثیت پہچاننا چاہئے تم کیا تھے؟ ایک حقیر نطفہ ایک سیال پانی کے قطروں کی طرح بیجان تمہارا انجام کیا ہو گا۔ ایک مردار لاش جس کو کپڑے اور کتے کھانے نیکلے بیتاب رہیں گے اس لئے جو تمہیں دنیا کی لالچ و حرص کے لئے دنیا کے مغرور بادشاہوں کی جو گھٹ پر جبہ سالی سکھاتا ہے تاکہ تمہیں سونے چاندی کے کچھ ٹکے مل جائیں جسکو تم اپنی قسمت کے حقیقی اور جائز ٹکڑوں سے زائد سمجھ رہے ہو وہ تمہیں سخت گمراہی میں ڈالنے والا شیطان ہے۔ یاد رکھو! تمہارے لئے اس حرص و طمع کا نتیجہ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خدا کے پاس وہ

بندہ زیادہ سزا کے لائق ہے جو اتنے مقصوم سے بڑھ کر رزق چاہتا ہے۔
اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ دنیا کے یہ بندے تم کو اتنی وافر عطا دے سکیں گے کہ
حقیقی طلب کا احاطہ ہو جائیگا تو تم تقدیر کے فیصلوں سے غافل ہو۔
یہ دوسرے تمہارے دل میں شیطان کا ڈالا ہوا ہے۔ تم خدا کے بندے
نہیں اپنے نفس و ہوس کے بندے ہو۔ شیطان کے اسیر ہو۔ درہم و دینار
سے مسحور ہو کوشش کرو کہ اس قید سے تم کو رہائی ملے۔ رہائی حاصل کرنے
کیلئے تمہیں کسی رہنما کی ضرورت ہے۔

اسلئے رہنما کی تلاش کرو۔ لیکن ایسا رہنما ظاہری آنکھوں کے
ذریعہ ٹھونسنے سے نہیں ملتا۔ دل اور باطن کی آنکھوں کے ذریعہ ڈھونڈھنے سے
مل سکتا ہے۔ اس تلاش کے لئے ایمان ضروری ہے جب ایمان نہ ہو
بعصرت بھی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

”فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ

الَّتِي فِي الصُّدُورِ“ پارہ

ایمان کا فتنہ ان ظاہری آنکھوں کو اندھا نہیں بناتا ہے بلکہ
ان دلوں کو بے بصیر بنا دیتا ہے جو سینوں میں ہیں۔ لالچ اور خوشامد
کے ذریعہ دنیا حاصل کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے سونا ہموزن دے کر
گھاس لی جائے۔ گھاس تھوڑی دیر میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے گی
اور سونا بھی ہاتھ سے گیا۔

اگر تمہارا ایمان ناقص ہے تو لوگوں سے میل جول رکھ کر کچھ دنیا ضرور

ضرور حاصل کرو۔ اس کا نام معیشت ہے مگر جس قدر جلد ہو سکے اپنی معیشت کی ایسی اصلاح کر لو کہ تم اعلیٰ درجہ کے اصول مقاصد پر آ جاؤ۔ جب تمہارا ایمان قوی ہو جائے گا تو اب تم تو کُل پیدا کر لو اور اسباب سے بے نیاز ہو جاؤ۔ دنیا والوں سے اختلاط و صحبت کم ہوتے ہوتے آخر کار تم میں وہ روحانی ایقان پیدا ہو جانا چاہئے کہ گویا اب تم ملک الموت کو روح حوالے کرنے کے لئے تیار کھڑے ہو۔

اس بحر حیات میں تقنا و قدر کی موجیں جہاں تمہیں لیجاؤ اسی طرف تمہاری توجہ بھی ہونی چاہئے۔ اب اسباب کے تخیلات تمہیں کاٹنے نہیں آئیں گے۔ معیشت دنیوی کے تفکرات تمہاری روح میں ذرہ برابر بھی اضطراب پیدا نہ کر سکیں گے۔

اے شخص یہ میری تجھ کو نصیحت ہے اس پر عمل تیری روح کو اعلیٰ درجہ کی بلندی پر پہنچانے کا ذمہ دار ہے اگر تو اس پر کامل طور پر عمل نہیں کر سکتا تو جزوی طور پر ہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”لوگو! جتنا بھی تم سے ہو سکے دنیا کی فکر سے نجات حاصل کرو۔“

(اے غلام) جس قدر جلد غنیم روزگار سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ کر لے۔ اتنے دل کو اس رحمت نامتناہی کے ایک کنارے سے باندھ لے جو تیرے دل کی ناؤ کو اطمینان حقیقی کے ساحل مراد پر پہنچا دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر چیز کا عالم ہے اس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس سے مانگو۔

یہ پہلے اپنے دل کی ہمارت مانگو۔ ایمان و معرفت مانگو۔ علم مانگو اور دل میں شان
استغناء مانگو۔ یقین کی روشنی مانگو۔ اسی ذات سے محبت و انسیت مانگو۔
پھر سب کچھ اس سے مانگو جب یہ چیزیں مل جائیں تو سب کچھ مل سکتا ہے
غیر کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہی نہیں تمہارا حقیقی معاملہ اس سے ہے
مغرور و مخلوق کے در پر پیشانی رگڑنے کی ضرورت نہیں۔

اے غلام! اگر تو نے صرف زبان سے کلمہ شہادت ادا کر لیا ہے
اور دل نے عمل کے ذریعہ اس کا اثر اپنے اندر نہیں کیا ہے تو سمجھ لے کہ تو ایک
قدم بھی خدا کی طرف نہیں بڑھا ہے۔ روانگی اصلی تو دل کی رفت پر موقوف
ہے۔ قربت اصلی تو روح کی قربت کا نام ہے۔ عمل وہ ہے جسکے اندر روح
ہو یعنی اخلاص ہو۔ یہ اخلاص اعضا و ظاہری کے حدود و شریعت کا تحفظ
کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہی اس کا پیمانہ ہے اللہ کے نیک بندوں کی
خدمت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا جو اپنی ذات کی زندگی کو اس کا میسر
بنائے تو یہ جھوٹا میسر ہے۔

لوگوں کو دکھانے کی خاطر عمل عمل نہیں ہے۔ اعمال تو خلوت
میں ہوتے ہیں۔ جلوت کے امثال وہ صرف مزائین ہوتے ہیں جن کا اظہار
لازمی ہے اعمال کی اساس توحید و اخلاص ہے اگر توحید و اخلاص نہیں
تو اعمال کی عمارت کھوکھلی بنیاد پر ہے وہ جلد زمین پر ڈھیر بن جائے گی۔
یہ پہلے اس بنیاد کو مضبوط کر لو تو پھر عمل کی بلند و بالا عمارت بھی بنانا سزاوار ہو۔
خدا نے چاہا تو یہ کبھی نہیں گریں گی۔ اسی کی قوت اس کی بنیاد کا راز ہے۔

توحید ہی کی وجہ سے تمہارا عمل آسان صداقت پر چاند بن کر چمکنے لگے گا اور
سورج کی طرح روشنی دے گا

خطبہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہ مقام مدرسہ ممورہ

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ روز سہ شنبہ بوقت شام

ریاکار کا ظاہر تو صاف مگر دل گندہ ہوتا ہے وہ شرعی بیابان چیزوں سے
بھی زہد کرتا ہے کسب حلال سے اجتناب کرتا ہے ہاں مذہب کو اپنی
روٹی کا ذریعہ بناتا ہے اس کی حقیقت گو عوام کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی
ہے مگر خاص لوگ اس کو برابر دیکھتے رہتے ہیں اس کی ساری زہد و طاعت
بناوٹی ہوتی ہے اس کا باطن خراب ہوتا ہے

افسوسناک ہوگا اگر تم نہ سمجھو کہ اللہ کی اطاعت دل سے ہوتی ہے
نہ کہ جسم سے یہ ساری چیزیں عبادت کی دل سے باطن سے اور معافی سے تعلق
رکھتی ہیں تو اس نعمت ظاہری کی کسوٹیوں سے عریاں ہو جاتا کہ نعمت باطنی کی
نے بہا خلعت سے سرفراز ہو جائے اس لباس مکر کو اتار دے تاکہ وہ تجھے
حقیقت کا ملبوس زیب تن کرادے اس لباس کاہلی کو اتار دے۔ اس لباس
خوشامد و نفاق کو اتار کر پھینک دے۔

ان شہوتوں رعونہوں اور عجب و نفاق کے بھرپور پوشاک کو اتار کر

خاکستر بنادے تاکہ تیرے لئے حقیقی محبت کا لباس وناخرہ حقیقی عظمت کا حلقہ بہشتی اس قادر مطلق کی طرف سے انعام میں مل جائے۔

غرض کہ تو دنیا کا لباس اتار دے اور آخرت کا لباس پہن لے۔ اپنی طاقت اتنے وجود اتنے کس بل یا مخلوق کی قوتوں پر گھمنڈ چھوڑ دے۔ اس گھمنڈ سے عاری ہو کر اس کے دربار میں آ جا تو تجھے اس کے الطاف نے پایاں اپنی آغوش میں لے لیں گے۔

اس کی رحمت نے کراں تجھے اپنے دامن میں پناہ دے گی۔ بلکہ تو اپنے وجود سے بھی غریاں ہو کر اتنے آقا کے سامنے آ جا۔ تو اس کا ہو جائے گا۔ تو وہ تیرا ہو جائے گا اسکی وسیع اور نے پایاں رحمت و عنایت کے سایہ میں تیری آرام گاہ ہوگی۔ تیرے سہم کے لئے وہی تریاق ہے۔ تیری شکستگی کے لئے وہی مویسانی ہے۔ تیرے ہر درد کا علاج اسی کے پاس ہے۔ تیرے ہر دکھ کا مداوا وہی کر سکتا ہے۔ تو اپنے کو اس کے لئے توڑے گا تو وہی اسے جسد جوڑے گا تو اس کے لئے کٹ جائے گا تو آخر کار وہی تجھ سے جڑ جائے گا۔

اب اس سے بڑھ کر تیرے لئے کون سی نعمت چاہئے جب وہ تیرے ٹوٹے کو جوڑے گا تیرے درد کا خود مداوا ہوگا تو ساری دنیا مل کر بھی تجھے ضرر نہ پہنچا سکے گی اگر وہ تیرا دوست ہو جائے گا تو دنیا کی ساری بلاؤں کے مقابلے میں بھی تیرے لئے بہرہ رہیگا

جو تو حید کو زندہ کر کے کمزور مخلوق کی ناروا محبت کو منکر دیتا ہے جو زندہ کو زندہ کر کے دنیا کی طمع کو مردہ کرتا ہے۔ اتنے خالق کی رغبت کو اپنے

دل میں زندہ کر کے ماسوا کی لعنتی محبت کو ٹھکرا دیتا ہے تو وہی ہے جو صلاہ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اپنی فلاح و کامرانی کی ضمانت حاصل کر لی۔ دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کا راز اس نے معلوم کر لیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں موت آنے سے پہلے یہ موت اتنے اوپر طاری کر لو۔ جو کہ نفس کی موت ہے اور ہوس کی موت ہے تمہارے شیطان لعین کی موت ہے۔ یہ خاص موت ہے وہ موت جسے عرف عام میں موت کہتے ہیں عام موت ہے۔

اے قوم میری اس تدعا کو قبول کر لو۔ کیونکہ میں تم کو خدا کے راستہ کی طرف بلارہا ہوں۔ اس کی اطاعت کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں تم کو اپنے نفس کی طرف تو نہیں بلارہا ہوں۔ منافق، لوگوں کو اللہ کی طرف نہیں بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔ وہ طالبِ حظوظ ہے۔ وہ طالبِ دنیا ہے۔

اے جاہل! تو بزرگوں کی نصیحتوں سے پنہ برگوش ہو جاتا ہے کیونکہ حرمِ توحید میں مستکف رہنے سے عار آتا ہے۔ ہاں، تو صنم خانہ کا دیرنشین بننا چاہتا ہے تاکہ تو اس پر اپنی آزادی صنیعہ کو بھیجتے چڑھائے مگر یہ تیرے لئے سامانِ ہلاکت ہے۔ اس لئے میری ہمدردانہ نصیحت یہ ہے کہ تو بزرگوں کی صحبت اختیار کر۔ پسردانا کے نقش قدم پر چل۔ نفسِ خبیث کے پھندے سے گلو خلاصی کر لے۔ مرشدوں کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔

ہاں ، اگر تجھ میں کمال پیدا ہو جائے تو ان سے الگ اپنی ایک
مستقل شان حاصل کر سکتا ہے تاکہ دوسرے دلوں کے اندھیرے میں اپنی
تابناکی سے اُجالا پیدا کرے۔ روحانی معالج بنکر دوسرے کے دلوں کا
درمان کر لے۔

اگر زہد و تقویٰ کی تعریفیں ہی زبان پر رہیں۔ مگر دل فسق و فجور
میں مبتلا ہو تو ایسی صورت میں انسان ظاہری مسلمان ہے۔ مگر باطن
میں کافر ہے ظاہر میں موقد ہے مگر باطن میں مشرک ہے۔ مومن باطن کی
نقیر سے ابتدا کرتا ہے تو پھر ظاہر کی نقیر کرتا ہے۔ جیسے کوئی ہوشیار مہندس
گھر کی نقیر عمدگی سے کرتا ہے تو پھر دروازہ بھی اچھا بناتا ہے۔

خطبہ عموث اعظم

بہ مقام مدرسہ بغداد بوقت عشاء

۱۳ رجب المرجب ۱۲۵۲ھ شنبہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من حسن
الاسلام ترکہ ما لا یقبیہ اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں
کو چھوڑنا سکھلاتا ہے جو بے مقصد و بے معنی ہیں جس شخص نے اتنے اچھے
اسلام کا ثبوت دیا وہ مقصدی کام کرتا ہے اور غیر مقصدی کاموں سے
دور ہوتا ہے کیونکہ جن کاموں کا کوئی اصولی مقصد نہ ہو وہ بے کاروں اور
بواہوسوں کے کاروبار ہیں وہ شخص رضائے مولا سے محروم ہے جو ایسے کام
نہیں کرتا جن کا حکم دیا گیا ہے اور وہ کام کرتا ہے جن کا حکم نہیں یہ یقیناً
محرومی ہے بلکہ یہ تو موت ہے اور ایک قسم کی دہربے دوری ہے۔
دنیا کے کاموں میں مصروفیت کے لئے نیت صالح شرط ہے ورنہ تباہی
ہے پہلے تو تم دل کی صفائی کا کام کرو۔ کیونکہ یہ تو فرض ہے پھر کہیں
معرفت کی طرف جانا۔ اگر تم جڑ ہی کھودو تو بھلا ڈالیوں سے کیا ملے گا؟
دل نجس ہو اعضاء ظاہر ہوں تو فائدہ؟ اعضاء بھی اسی وقت پاک ہونگے
جبکہ تم کتاب و سنت پر عامل ہو گے۔ دل محفوظ تو اعضاء بھی محفوظ رہیں گے
برتن میں جو ہوتا ہے وہی نکلتا ہے دل میں تمہارے جو ہو گا وہی ^{تمہارے}

اعضاء سے صادر ہوگا۔ ہوشیار ہو! یہ عمل اس کا نہیں جو موت کا یقین رکھتا ہے۔ یہ عمل اس کا نہیں جو بقائے الہی پر ایمان رکھتا ہے اور روزِ حساب سے ڈرتا ہے۔ قلب صحیح تو وہ ہے جس کے اندر توحید و توکل و یقین و توفیق و علم و ایمان و قرب الہی کی شراب ہو اور ساری مخلوق کو وہ اسکے آگے عاجز و ذلیل و فقیر سمجھے۔ اسکے باوجود ایک چھوٹے بچے کے مقابل بھی عزور نہ کرے۔ جب کفار و منافقین اور خدا کے نامزمانوں سے مقابلہ ہو تو شیر کی طرح ڈٹ جائے مگر رضائے الہی کے سامنے کٹے ہوئے گوشت کی طرح گر جائے۔ صالح و متقی اور اربابِ ورع کے مقابل منکسر اور ذلیل بن جائے۔ ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

امْتَدَّ اَعْنَ عَلَى الْكَفَّارِ رَحْمَةً بَيِّنَةً (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲)

”کافروں کے مقابلہ میں سخت آپس میں جھل“

مگر افسوس ہے بچہ پر اسے بدعتی۔ خدا کے سوا کس کی بجا ہے کہ اتنے آپ کو اللہ رب العالمین بولے ہمارا رب کلام کرتا ہے وہ گونگا نہیں ہے اس نے موسیٰ سے باتیں کی تھیں۔ ”وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا“ اس کا کلام سنا جاتا ہے سمجھا جاتا ہے۔ اس نے موسیٰ سے کہا یا موسیٰ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ موسیٰ میں خدا ہوں پر دُعا سے جہانوں کا یعنی اس نے یہ بتلادیا یہ نہ سمجھو میں کوئی فرشتہ ہوں یا جن ہوں یا آدمی ہوں۔ نہیں نہیں میں رب العالمین ہوں۔ گویا اس نے فرعون کو جھٹلایا۔ جس نے کہا ”اَنَا رَبُّکُمْ اِلٰہِی“ میں تمہارا بلند پروردگار ہوں۔ خدا کوئی نہیں

میرے سوائے اس لئے موسیٰ کو خدا نے بتلادیا کہ میں ہوں خدا، فرعون نہیں نہ کوئی اور۔ حضرت موسیٰ یہ سن رے تھے اور بڑی پریشانی تھی ان کو۔ اس وقت اندھیری رات تھی۔ منکروں کا ہجوم ہے۔ ایک طرف حاملہ بی بی درد زہ میں مبتلا ہے۔ مگر اس تاریکی میں نور کا جلوہ ہوا۔ جو باری تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔

انہوں نے بیوی کو اسباب سمیت وہیں بٹھرا دیا یہ کہتے ہوئے کہ اُمْلِكُوْا اِلَیَّ النَّسْتُ نَاسًا ذُرًّا یُّبْطِرُوْا (پارہ ۶۵، ۱۰۷) مجھے ایک روشنی دکھائی دے رہی ہے وہ روشنی جو میرے دل میں، میری روح میں، میری روح کی گہرائی میں اثر کر رہی ہے میرے اندر ہدایت کی چمک پیدا کر رہی ہے جس کی وجہ سے میں ساری دنیا میں مستغنی ہو رہا ہوں۔

یہ میرے لئے ولایت و خلافت کا پیغام ہے اس میں میرے لئے اصلی زندگی ہے جس نے میری فرعی زندگی کو رخصت کر دیا۔ اس نے مجھے وہ حاکم دیا جس نے مجھے محکوم سے بے نیاز کر دیا۔ اب خوف و ہراس میرے دل سے رخصت ہو رہا ہے۔ اب یہی خوف میرے دشمن (فرعون) کے دل میں گھر کر لے گا۔ موسیٰ نے یہ کہا اور اپنی بیوی کو جو اس وقت متاع زندگی تھی رب کی حفاظت میں دے کر آگے بڑھ گئے۔ لامحالہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رب ہی نے انکی حفاظت کا ذمہ لیا۔ اسی طرح مومن جب اللہ کے قریب ہونا چاہتا ہے اور خدا اس کو باب قربت کی دعوت دے رہا ہے

تو وہ چوکنہ ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگتا ہے اس کی ظاہری نظروں میں ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ہر جہت مسدود ہے بس ایک جہت کھلی ہے جو اس کے مولا کی ہے اتنے ظاہری تعلقات کی بیوی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے اِنِّی اَنْتُ نَارًا مَادِیْکُوْہُ مجھے روشنی نظر آرہی ہے اب میں ادھر جا رہا ہوں تمہارا حصارِ جانِظ اگر سے سمت میں لوٹنا تو لوٹ ہی جاؤں گا ورنہ تم ادھر اور ہم ادھر۔ اس طرح وہ دنیا و مافیہا کو وداع کہہ دیتا ہے مصنوعات کو چھوڑ کر وہ صانع کے درمیں کی طرف پلک جاتا ہے۔ اب جب وہ مل جاتا ہے تو اسکو سب کچھ مل جاتا ہے۔ بیوی بھی، بچے بھی، مال و اسباب بھی سب محفوظ ہو جاتا ہے۔ احوال کی باتیں دور والوں سے چھپائی جاتی ہیں نزدیک والوں سے نہیں چھپائی جاتی ہیں۔ دوستوں سے نہیں دشمنوں سے چھپائی جاتی ہیں۔ خاص لوگوں سے نہیں عوام سے چھپائی جاتی ہیں۔ یہ دل تو وہ ہے جب اسکے اندر صحت اور صفائی پسند کی جاتی ہے تو شش جہت سے مولا ہی کی آوازیں اس کے کانوں میں آنے لگتی ہیں۔ ہر نبی ہر ولی، ہر صدیق کی آوازیں اسے سنائی دینے لگتی ہیں اسوقت وہ مولا سے قریب ہو جاتا ہے اب اس کے حق میں اس کا قرب زندگی ہے اس سے دوری موت ہے۔ مناجات میں اسکو تسکین ملتی ہے۔ اس کے درد میں اسکو راحت، دنیا ہاتھ سے نکل جائے اس کی بلا سے بھوک پیاس اور دنیا کی سختیاں اپنی ڈراؤنی شکل اس کے آگے پیش کریں وہ خوفزدہ نہ ہو وہ مرید ہے۔ اس کی مسرت کا سرمایہ طاعت ہے وہ عارف ہے اس کی مراد اسکے قریب ہے بس اس سے بڑھ کر کیا کرنا۔

مگر تو اے بناؤٹی شیخ کیا یہ نعمت تجھے حاصل ہے؟ کیا دن بھر روزہ رکھ لینے
رات بھر نمازیں پڑھ لینے، صوفیوں کا لباس پہن لینے سے تجھے یہ درجہ حاصل
ہوگا؟ کہاں سے حاصل ہوگا جبکہ تو نے اتنے نفس و ہوس ہی کو نہیں ٹھکرایا
اپنی طبیعت اور عادت کو تو نے رام نہیں کیا۔

حالات و صحبت خلق ہی میں رہا۔ نہیں یہ نعمت تیرے لئے نہیں ہے
لیکن اگر لینا ہے تو توبہ کر لے، خلوص و صدق کو دعوت دے تجھے بھی رتبہ
مل جائیگا۔ قرب و وصال کی دولت سے تو بھی مالا مال ہو جائے گا۔ ہمت
بلند کر لے اور ج بلند تیری منتظر ہے۔ اسلام پیدا کر لے سلامتی تیری آغوش
میں ہے۔ اس سے راضی ہو جاوہ بھی تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ کام شروع
کرنا بس تیرا کام ہے اسکو تمام کر دینا اس کا کام ہے۔

اے اللہ تو دنیا و آخرت میں ہمارا کارساز ہو جا۔ ہم کو اپنی مخلوق
کے ہاتھ میں نہ دے۔ اتنے ہاتھ میں رکھ لے۔ خود ہم کو ہمارے ہاتھ سے
بچا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ
جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے۔ جبریل فلاں آدمی کو آرام سے سلا دو۔
فلاں شخص کو اٹھا دو۔ کس کو اس کو جس نے محبت کا دعویٰ کیا ہے۔ اب
میرا اس سے مقابلہ ہے میں اس کو آزمادوں گا اس کو چین نہیں لینے دوں گا۔
سلا دو اس کو جس نے میری محبت کا ثبوت دیدیا اس نے پوری محنت اٹھائی
اب اس کے دل میں میرے سوا کسی کا وجود نہیں اس کی دوستی مجھ سے متحد

ہو گئی۔ وہ اپنی وفاداری میں پکا نکلا اب وہ میرے گھر میں بہانے سے میرا کام لے کر اس کی مدارات کروں۔

بہانہ کو کوئی تکلیف نہیں دی جاتی ہے وہ میری مہربانی کر کے گہوارہ میں سوئے گا میرے فضل کے دسترخوان پر سے نعمتیں کھائے گا۔ میرے انس کے قریب ہوگا۔ غنم کی نظروں سے اس کو چھپایا جائے گا۔ وہ سچا محبوب جس نے محبت کو سچ کر دکھایا اس کی تکلیف دور ہو گئی۔

دشمن کی آواز سے مجھے نفرت ہے دوست کی آواز میرے لئے نغمہ شیریں ہے کون ہے یہ دوست جس نے دل کو صاف کر لیا ماسوا اللہ کو یہاں سے آزاد کر دیا۔ اسی سے توحید و توکل و معرفت میں کمال پیدا ہوتا ہے اور وہی دوست ہو جاتا ہے اسی کو شفاء حاصل ہوتی ہے ہر مرض سے۔ کوئی شخص جو دنیا کے کسی بادشاہ کا دوست بن گیا تو کیا تکلیفیں اسکے ملنے کے لئے اٹھاتا ہے اسکے لئے گھر چھوڑ کر نکل جائے تاکہ اسکے شہر کو پہنچے۔ دن کو دن نہیں رات کو رات نہ سمجھ کر لگاتار چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ در محبوب پر پہنچ جائے گا اسکے بغیر اسے کھانا اچھتا لگے نہ پینا۔

ادھر بادشاہ کو بھی اسکے حال سے خبر ملتی ہے کہ فلاں شخص دور سے یہاں آ رہا ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟ اتنے خادموں کو اس کے استقبال کے لئے بھیجتا ہے خوش آمدید کہتے ہوئے اسے محل میں لایا جاتا ہے جس کو وہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے اس سے سیٹھی سیٹھی باتیں کرتا

ہے۔ مزاج پوچھتا ہے۔ حسین و جمیل لونڈیاں اس کے نکاح میں دیتا ہے
ملک کا ایک حصہ انعام میں دیتا ہے۔ اب کیا اس کا خون یا تکان باقی
ہے؟ کیا اتنے وطن کو لوٹنے کی دھن ہے۔ ایسے ولی نعمت کی جس دائی
وہ کیسے چائے گا۔ اس کے پاس تو وہ اب مکین امین کا رتبہ حاصل کر چکا
ہے۔ یہی وہ تمھارا دل ہے جو عاشق کا رتبہ حاصل کر چکا ہے اور اس بادشاہ
کو طلب کرتے ہوئے آگے بڑھ سکتا ہے۔ جب وہ اس سے وصال حاصل کر سکتا
ہے تو اس کو اتنا مل جاتا ہے کہ اب اسے اس دیس لوٹنے کی کوئی تمنا
نہیں رہتی۔

عاشق کا اس رتبہ تک پہنچنا اور الیٰٰ فرض کے بغیر ممکن نہیں۔ نہ
شہوت حرام سے پرہیز کئے بغیر ممکن ہے بلکہ اس کے لئے تو ان مباحات کو بھی
ترک کرنا پڑیگا جو ہوا و ہوس کے دائرہ میں ہیں اور اتنے وجود سے بھی دست
بردار ہونا پڑے گا۔

عزضکہ زہد و روع ترک ماسواء مخالفت نفس و شیطان کے امتحان
میں کامیاب ہونا پڑے گا اس صنم (خلق) کی محبت سے دل کو خالی کر دینا
پڑے گا۔ اس درجہ پر پہنچ جانا جہاں مدح و ذم برابر ہو جائیں مخلوق کے منع
و عطایا یکساں ہو جائیں۔ سونا اور پتھر ایک ہی نظر سے دیکھے جائیں جس کا دل
صحیح ہو گیا۔ اسکے پاس ہیرا اور کسکرا ایک ہی ہیں۔ دنیا کے اقبال و اوبار اس
کے پاس ایک ہی سطح پر ہیں جس کو یہ کمال حاصل ہو گیا اس کا دشمن زیر ہو گیا
دنیا اور اہل دنیا اس کی نظروں میں پتھر ہو گئے پھر آخرت اور اس کے الگ اسکی

نظروں میں چھپنے لگے۔ مگر اسکے بعد تو وہ درجہ آتا ہے کہ آخرت بھی اسکی نظر میں
 پہنچ ہو جاتی ہے اسکے دل میں مولایں مولے رہ جاتے اور ختم شد۔ اسطرح
 وہ مخلوق کی صفوں کو چیرتا ہوا اپنے مولا تک پہنچ جاتا ہے اور یہ صفیں اسے راستہ
 بھی دیدیتی ہیں وہ اسکی صدق کی آگ اور باطن کی ہیبت سے بھاگ جاتے
 ہیں جسکے اندر یہ بات پکی ہو گئی تو پھر کوئی اسکی ترقی کو روک نہیں سکتا اس کا
 جہنم ڈانچا نہیں ہو سکتا اس کی فوج شکست نہیں کھا سکتی۔

وہ ایک پرندے سے چھپتا رہے گا وہ ایک شمشیر کا مالک ہے جو کئی نہیں
 ہوگی۔ اس کے اخلاص کے قدم تھکنے کا نام نہیں ملتے اس کا مقصد اٹل ہے۔
 اسکے محبوب کے دروازے پر کوئی پاسبان اس کے لئے نہیں۔ وہاں کوئی
 قفل اسکے لئے نہیں۔ دروازے خود بخود اسکے لئے کھل جائیں گے۔ قفل
 خود بخود گر جائیں گے۔ اسطرح مشوق کے اور اس کے درمیان کوئی چیز آڑ نہیں
 بن سکتی ہے نہ سنے گی وہ اس کو اپنی محبت کی گود میں سلا لے گا۔ اور وہیں اسکو
 تسکین ملے گی وہ اس کے فضل و اُنس کا دعوتی ہے اسکے کھانے دینے کی وہ نعمتیں
 حاضر ہیں کہ لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ نَاشِرٍ۔

جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کی لذت کسی کان نے سنی نہ ان کا تصور کسی انسانی
 دل پر آسکا۔ یہ بندہ پھر مخلوق کی طرف رجوع بھی ہوگا تو ان کی ہدایت کے
 مقصد سے تاکہ دوسرے کھوئے ہوئے کو بھی اس در تک لے آ سکے اور اس دربار
 کا قاصد بن کر ان کی رہنمائی کا فرض انجام دے۔

اسطرح عالم ملکوت میں اسکی عظمت کا ڈنکا بج گیا اس کے دل کی

حکومت کے سایہ میں سارا جہان آگیا مگر تو اسے مدعی ولایت کی جھوٹی شہنی بگھار رہا ہے۔ ابھی تیرے لئے دلی دور ہے ابھی تو تیرے دل پر نفس چھایا ہوا ہے مخلوق چھائی ہوئی ہے دنیا کا تجھ پر قبضہ ہے۔ دنیا کی فکریں پاس ہیں اللہ کی یاد سے بڑی ہیں ابھی تو ان بزرگوں کی صفت میں نہیں آسکتا۔

اگر تیرا دل واقعی چاہتا ہے اس رتبہ پر آنا تو آدھ کو طہا ہر کر لے ماسواہ کی جڑ پیسٹروں سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ احکام رب کے سامنے گردن خم کر دے۔ تقدیر الہی کے آگے ہتھیار رکھ دے اس کے بعد آ۔ اب تو مجھ سے منہ لگانے کے قابل ہے تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہاں کیا بات ہے۔ جب تو ایسا کرے گا تو اب تیرے من کی مراد مل جائے گی۔ اس سے قبل باتیں تیری بکو اس ہیں۔

مگر افسوس تیری تو یہ حالت ہے کہ ذرا اسی باتیں تجھے، برہم کر دیتی ہیں تو آتے سے باہر ہو جاتا ہے تجھ کو اپنے اوپر قابو نہیں رہتا۔ ایک لغت تیرا کم ہو جائے ایک پیسہ تیرا کم ہو جائے تیری جھوٹی عزت میں ذرا سا بال آجائے تو تیرے ہوش ٹھکانے نہیں رہتے۔ غصہ سے تیرے من میں جھاگ لگنے لگتا ہے کبھی بیوی پر ہاتھ چلانے لگتا ہے تو کبھی بیٹے پر۔ کبھی مذہب کو کوٹنے لگتا ہے تو نفوذِ بائبل کبھی بائیبل مذہب پر امتداد کرنے لگتا ہے اگر تجھے ہوش ہو تو تیرے حواس درست ہوتے تو کیا ایسے پاگل پن کی حرکتیں کرتا بلکہ تو تو اسکے آگے اپنے کو گم سم پاتا۔ اس کے کاموں کو اپنے حق میں نعمت سمجھتا کوئی جھگڑا نہ کرتا۔ بجائے مومن ہونے کے کافر نہ بنو۔ تاکہ

تاکہ شکر گزار ہوتا۔ بجائے غضب آلود ہونے کے راضی برضا ہوتا۔ بجائے آہ و نغصاں کے تیرے لبوں پر مہر سکوت ہوتا کیونکہ تجھے تو کہا گیا۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا۔ کیا اللہ اتنے بندے کیلئے کافی نہیں؟“ اسے جلد باز صبر کر۔ تجھے وہ ملے گا تیرے تیری باچھیں کھل جائیں گی تو کیا جانتا ہے اللہ کو اگر جانتا ہوتا تو یوں گلے شکوے نہ کرتا۔ اگر جانتا ہوتا صَدِّ بَكُمُ۔ بجاتا۔ تڑپ تڑپ کے مانگنا تو کجا مانگتا ہی نہیں اور مانگنے کی تجھے ضرورت ہی کیا ہے تجھے بس صبر کرنا چاہئے اور ہوش میں رہنا چاہئے کہ اس کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں وہ تو تجھے تپا تپا کر دیکھ رہا ہے کہ تو کھراہو بھی یا نہیں وہ دیکھ رہا ہے کہ تجھے اس کے وجود کا اس کی نظروں کا یقین ہے یا نہیں۔ تجھے معلوم نہیں کہ مزدور اگر قصر شاہی میں کام کر رہا ہے تو اس کا کام کر کے مزدوری مانگنا پر لے درجہ کی حماقت ہے بلکہ اگر ایسا کرے گا تو ممکن ہے محل سے باہر کر دیا جائے کیونکہ اسے مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہے بادشاہ کو خود خیرا ہے مومن کا ایمان جب ہی کامل ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں حرص و طمع کی آگ بجھ جائے۔ مخلوق سے خوف ورجاء ختم ہو جائے۔ اس کے لئے فکر و ایم کی اور اصول و فرع پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

انبیاء و صالحین کے حالات معلوم کرنے سے معلوم ہوگا کہ خداستقائے نے کس طرح ان کو دشمنوں کے چنگل سے نجات دی کس طرح نصرت غیبی ہو کر انکی زندگی فرحت و انبساط سے معمور ہو گئی۔ فکر و صیغ سے توکل بھی صیغ ہوتا ہے اور دنیا دل سے نکل جاتی ہے۔ جن دانش فرشتہ سب بھول جاتے ہیں۔ صرف یاد خدا دل میں آجاتی ہے۔ یہ قلب ایسا بن جاتا ہے گویا کہ اسکے سوا کوئی مخلوق ہی نہیں

گویا ساری مخلوق میں سے وہی اطاعت پر مسمور ہے۔ اسی پر اس کے انعامات ہوئے ہیں اور ساری تکالیف کا بوجھ اسی کی گردن پر ہے مختلف قسم کی تکلیفوں کو پہاڑوں کو وہ خداوند کے پیغمبر سمجھ کر اٹھالیتا ہے۔ اس طرح اپنی سچی بندگی کا ثبوت دیتا ہے۔ مخلوق کا بار اٹھالیتا ہے خدا اس کا بار اٹھالیتا ہے۔ اور مخلوق کا طیب بنتا ہے خدا تعالیٰ اس کا طیب بنتا ہے۔ یہ مخلوق کو خدا کے در تک پہنچانے کے لئے سفیر بن جاتا ہے۔ وہ ایسا سورج بن جاتا ہے جس سے اس راہ میں سب ستارے کسب ضیا کرتے ہیں وہ مخلوق کا آب و دانہ بن جاتا ہے اور ان سے الگ نہیں ہوتا اسکی ساری توجہ مخلوق کے فائدہ پر رہتی ہے وہ اپنی ذات کو بھلا دیتا ہے گویا اس کو نفس ہی نہیں اس راہ میں وہ کھانا پینا بھول جاتا ہے۔ ہاں وہ نفس کو بھول جاتا ہے اسکی ساری جستجو مخلوق کو نفع پہنچانے کیلئے ہوتی ہے اس نے اپنی ذات کو قضاء الہی کے ہاتھوں سوپ دیا اور اپنی ذات سے الگ تھلگ ہو گیا۔

یہ ہے تعریف اس قائم کی جو در حق تک مخلوق کو لے آنے کا مشن انجام دیتا ہے۔ مگر تو اسے بوالہوس اللہ سے ناواقف۔ اس کے رسولوں سے ناواقف۔ اس کے ولیوں کے مرتبہ کو بھولا ہوا، مخلوق کی حقیقت و ماہیت سے بیخبر ہے اور اسپر زہد کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ دل میں دنیا بھر کے حرص کا انبار لگا ہوا ہے۔ تیرا یہ زہد سنگڑا ہے۔ اس کے پاؤں نثار دیں۔ تجھے شوق تو ساری دنیا کا ہے یا مخلوق کا ہے۔ تجھے رب سے ملنے کا شوق ہی کب ہے؟ تھوڑی دیر میرے

حسن ظن و ادب کیساتھ ٹھہر تو یہی تو میں بتلا دوں۔ مجھے کہ رب کا راستہ کون
 ہے۔ اماں پھینک یہ شہنی کا لباس، وہ لباس پہن جس میں شان نہ نظر آئے، ذلیل
 بن تو عزت ملے گی۔ پیٹھے اتر آ تو اوپر کیا جائے گا۔ جس حالت میں کہ تو ہے وہ تو
 سراپا ہو س ہے۔ اس طرح تو اللہ تعالیٰ کی نظر ہی نہیں پڑتی۔ یہ رب بند
 نقطہ مادی زندگی میں ڈونے رسنے سے نہیں مل سکتا۔ اسکے لئے تو روحانی اعمال
 کی ضرورت ہے پھر کہیں جسم کے کام کرنا۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں زہد یہاں، تقویٰ یہاں، اخلاص
 یہاں ہے۔ یہ آئینے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

جو فلاح چاہتا ہے اسکو شاخ کے قدموں تلے خاک منسا چائے مگر کون
 سے شاخ جو تارک دنیا و خلائی ہوں جنھوں نے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک ساری
 کائنات کو الوداع کہہ دیا ہو۔ جنھوں نے اپنی ذات اور اتنے وجود کو بھی الوداع کہہ
 دیا ہو۔ اب ہر حال میں انکا وجود رب تعالیٰ کے ساتھ ہے جو شخص رب کو طلب
 کرتا اور وجود ذات کا بھی طالب ہے تو وہ دو متناقض چیزوں کو طلب کر رہا ہے
 جو سراسر حماقت ہے۔

بناؤنی زاہد اکثر و بیشتر تو وہ ہیں جو مخلوق کے بجاری ہیں انھیں شرک
 کہنا بجائے اسباب پر تکیہ کرنا مخلوق پر سارا اعتماد رکھنا کیا ہے؟ شرک ہی
 تو ہے یہی تو خدا کے غضب کا نشانہ بناتا ہے مسبب الاسباب پر تمھاری
 نظر نہیں جو ان سارے اسباب کی چوٹی اتنے ہاتھ رکھتا ہے اور اس کا
 خالق ہے جو کتاب و سنت کو لے رہا ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ تلوار بھی

بالطبع قاطع نہیں۔ آگ بھی بالطبع جلانے والی نہیں بلکہ خدا نے یہ صفت اسکے اندر رکھی ہے کھانا _____ پیٹ نہیں بھرتا بلکہ خدا کے حکم سے پیٹ بھرتا ہے پانی سے پیاس نہیں بھیتی بلکہ خدا کا حکم تمھاری پیاس بجھاتا ہے اسی طرح سارے اسباب ہیں۔ جنس و ماہیت سب کی مختلف ہے مگر حقیقت سب کا اصلی تصرف سب کے اندر خدا کا ہے۔ یہ اشیاء آلات ہیں ذرائع ہیں جو اسکے ہاتھ میں ہیں۔ فاعل حقیقی تو وہ ہے پھر تمھارا ادھر ادھر دیکھنا بیکار ہے کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھنا یا کسی اور کو ملزم ٹھہرانا باطل ہے تو یہ اسی کا نام ہے کہ ہر چیز میں اسی کو مقتدر مانا جائے۔ یہ اتنی کھلی بات ہے کہ ہر دانا اس سے متفق ہے مثل مشہور ہے ”عاقِل را اِشَاءَ کافی ست“ نادان را عصا باید ”عقل مند کو اشارہ کافی ست۔ ہاں بیوقوف کو لاشی سے سمجھانے کی ضرورت ہے۔

بہر حال اطاعت کرو کہ اسی میں عزت ہے نافرمانی چھوڑو کہ اس میں ذلت ہے۔ نعمت و مدد وہی دیتا ہے۔ رسوا و نامراد تم کو وہی کرتا ہے
وَلَعِنُ مَنْ لَشَاءُ وَيَزِلُّ مَنْ لَشَاءُ ط

قرب عطا کرتا ہے تو عزت ہوتی ہے دور کرتا ہے تو ذلت ہو جاتی ہے۔



تَعْلِیْمَاتُ سیدنا عنوث اعظم رضی اللہ عنہ

زہد و ورع | سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زہد و ورع یہ ہے کہ آدمی تمام چیزوں سے پرہیز کرنے لگے۔ شریعت مطہرہ جس چیز اور جس کام کی اجازت دے اسے اختیار کرے اور جن کاموں اور جن چیزوں سے روکے اسے چھوڑ دے۔ زہد و ورع کے تین درجے ہوتے ہیں۔

ورع عوام • ورع خواص • ورع خواص النخوص

• عوام کا زہد یہ ہے کہ حرام و مشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

• خواص کا زہد یہ ہے کہ خواہشات نفسانی کی تمام چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

• خواص النخوص کا زہد یہ ہے کہ بندہ ہر اس شے سے جس کا وہ قصد کر سکتا ہے پرہیز کرتا رہے۔

ورع کی دو قسمیں ہیں۔ ورع ظاہری۔ ورع باطنی

• ظاہری ورع تو یہ ہے کہ امراہی کے سوا کوئی کام اور کوئی بات نہ کرے۔

• باطنی ورع یہ ہے کہ قلب کے اوپر سوا پروردگار عالم کے کسی دوسرے کا خیال بھی نہ گذرے۔

جس شخص کے پیش نظر ورع کی یہ باریکیاں نہیں ہیں وہ ان مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ زہد و ورع کی پہلی منزل سے جسے قناعت کہ رخصا کی منزل اولیٰ ہے۔ ورع کا دائرہ اثر اتنا وسیع ہے کہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے تمام چیزوں سے متعلق ہے۔ چنانچہ متقیوں کا کھانا پینا بھی عام انسانوں کے کھانے پینے کے برعکس ہوتا ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

حصول ورع | اس وقت تک ورع کامل نہیں ہو سکتا جب تک اپنے

لئے ان دس صفات جلیلہ کی پابندی ضروری نہ قرار دے لی جائے۔ زبان کو قابو میں رکھنا۔ غیبت سے احتراز کرنا اللہ کا فرمان ہے وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمُ بَعْضًا۔ کوئی تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کسی بھی آدمی کو اپنے سے حقیر نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ (پارہ ۲۶۵، رکوع ۱۳) ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے کہ شاید وہ اس سے بہتر ہو۔ محارم پر نظر نہ ڈالے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْنَ أَبْصَارَهُمْ (پارہ ۱۸۵، رکوع ۱۰)

کہہ دیجئے پینے پرست مسلمانوں سے اپنی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

۵۔ پہچانی اللہ کا فرمان ہے وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْبُدُونَا جب تم کوئی بات (پارہ ۸۵)

کہو تو پس اور انصاف کی کہو۔ انعامات و احسانات الہی کا اعتراف کرتا رہے

تاکہ نفس عجب و عزور میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے اللہ کا فرمان بَلِ اللّٰهُ

بِمَنِّ عَلَيْنَا أَن هَدَىٰ كُمُ لِلْإِيمَانِ ط اللہ ہی نے تمہارے اوپر یہ احسان (پارہ ۲۶۵، سورہ حجرات)

فرمایا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔ ہمارے اوپر اللہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں دولت ایمان بخشی۔ مال و متاع راہِ خدا میں صرف کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا (پارہ ۱۹ رکوع ۴) ”وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں۔ وہ اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں خرچ کرتے۔ البتہ نیک راستہ میں خرچ کرنے سے باز نہیں رہتے“ اپنی ہی ذات کے لئے بھلائی کا خواہاں نہ رہے اور کبر و عزور سے پاک رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا (پارہ ۲ رکوع ۱۲) ”جنت میں انہیں لوگوں کو جگہ دوں گا جو دنیا میں اپنی برتری کے خواہاں نہیں ہوتے اور فساد کرنے والے کام نہیں کرتے۔“

پنجوقتہ نماز کی پابندی کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (پارہ ۲ رکوع ۱۵) ”نمازوں کی حفاظت کرو۔ خاص کر نماز عصر کی اور کمال عاجزی کے ساتھ رب کی بارگاہ میں کھڑا ہوا کرے۔ سنت نبوی اور اجماعِ مسلمین کا احترام کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَإِنْ هَذَا إِصْرًا طِيًّا مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ بِشَكٍّ يَمِينٍ سِدِّصِي رَاهُ مِمَّا تَمَّ اسْکِ پیروی کرتے رہو۔“

سرکارِ عنوتِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سب صفات ورع کے کامل ہونے کے بیان فرمائے ہیں۔ یہی وہ اہم صفات ہیں جن پر اسلامی تقویٰ کی مستحکم بنیاد قائم ہے جن کے حاصل ہو جانے کے بعد ایک انسان

انسانِ کامل بن جاتا ہے۔ خداوندِ اودھ حاضر کے صوفیاء و کرام کو توفیق عطا فرما کہ ان ہدایات پر عمل کر کے اپنے زہد و ورع کو مکمل فرمالیں۔

پیرِ کامل وہ ہے جو اپنے سامنے تمھیں

بیتِ مرکامیل | خاطر جمع اور اپنی غیبت میں تمھیں محفوظ رکھے

اور اپنے آداب و اخلاق کے ذریعہ تمھاری تربیت کرتا رہے نیز تمھارے باطن کو روشن کرے۔ مرید وہ ہے جو ہر حال میں تواضع اختیار کرے فقراء کے ساتھ انس رکھے۔ صوفیاء و کرام کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے، علماء و اسلام کے ساتھ تعمیل ارشاد سے، اہل معرفت کیساتھ سکون و قرار و اہل مقامات کے ساتھ توجہ سے پیش آئے۔

سرکارِ عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد

فرماتے ہیں جو وجدِ مشاہدہ وے خالی ہو وہ کذب

وحدِ حقیقی

و دروغ ہے۔ واجدین کی روحیں نہایت پاکیزہ و لطیف ہوتی ہیں ان کا کلام مردہ دلوں کو زندہ اور عقل کو زیادہ کر دیتا ہے۔ مکانات متعدد وہ کو مکان واحد و ایمان مختلفہ کو عین واحد بنا دیتا ہے۔ وجد کی ابتدا حجابات کا اٹھ جانا ہے۔ وجد کرنے والے کو جمالِ حق کا مشاہدہ و اسرارِ غیب کا ملاحظہ میسر ہوتا ہے۔ وجد یہ ہے کہ اس کے سبب اوصاف بشریت منقطع ہو جائیں جس وجد سے بشریت کا فقدان نہ ہو وہ وجد نہیں ہے۔

وجد کے دو مقام ہیں (۱) مقامِ ناظر (۲) مقامِ منظور الیہ۔ مقام

ناظر سے مقامِ مشاہدہ مراد ہے۔ مقامِ منظور الیہ سے مقامِ غیب مراد ہے۔

معرفت اور محبت ربانی

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب

محبت الہی پی لیتا ہے اس کا نشہ مشاہدہ محبوب کے بغیر نہیں اترتا۔
گویا محبت الہی ایک ایسی شب ہے جسکی صبح مشاہدہ جمال محبوبی
جیسے صدق ایک ایسا درخت ہے جس کا پھل مجاہدہ و ریاضت ہے۔
محبت کے تین اصول ہیں وفاء، ادب، مروت۔ وفاء یہ ہے کہ
اللہ کی وحدانیت میں مشغول رہے اپنے دل کو سب سے جدا کر لے
اور صرف اسی کے نور ازل سے دل مانوس ہو جائے۔

ادب یہ ہے کہ حفظ اوقات و ماسویٰ سے انقطاع کرتا رہے
مروت یہ ہے کہ قولاً و فعلاً صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر قائم ہو جائے
ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر لے جب بندہ میں یہ تینوں خصلتیں جمع
ہو جاتی ہیں تو لذت وصال پانے لگتا ہے اور اس کے اندر آتش شوق بھڑک
اٹھتی ہے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فکر معرفت الہی ذات و صفات الہی کی معرفت کا راستہ ہے عقل
منہم میں ذات الہی کی کنہ (حقیقت)، دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں ہے
رب ذوالجلال کی قدرتی و حکمتی اگر متناہی و محدود ہوتیں اور انسان کے علم
و عقل و منہم میں سا سکتیں تو یہ عظمت الہی و قدرت ربانی کا بہت بڑا
نقص ہوتا جس سے وہ پاک و برائے تعالیٰ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام مخلوق
الہی از فرش تا عرش معرفت الہی کے راستہ کی علامتیں اور اسکی قدرت و

عظمت کی مضبوط دلیلیں ہیں پوری کائنات بزبان حال اللہ رب العزت کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے سارا عالم معرفت کا سبق ہے اس سبق کو صرف وہی لوگ پڑھ سکتے ہیں جنہیں بصیرت عطا ہوئی ہے۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرب حق کی ابتدا و انتہا فرماتے ہیں کہ خواب میں مجھ سے

ایک بوڑھے شخص نے سوال کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعہ بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے قریب ہو جائے میں نے جواب دیا اسکی ابتداء و انتہا، ابتدا تقویٰ و پرہیزگاری ہے انتہا رضا و تسلیم و توکل ہے۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ مومن کئے

ضروری ہے کہ پہلے فرائض میں مشغول ہو جب اس سے فارغ ہو جائے تو سنتوں میں مشغول ہو۔ اس کے بعد نوافل و فضائل میں مشغول ہو۔ جب تک فرائض سے فارغ نہ ہو سنتوں میں مشغول ہونا حماقت و رعوت ہے۔ اگر فرائض سے پہلے سنن و نوافل میں مشغول ہوگا تو یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔ اور وہ ذلیل کیا جائے گا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جس کو بادشاہ نے اپنی خدمت کے لئے بلایا ہو۔ لیکن وہ بادشاہ کی طرف آنے کے بجائے اس امیر کی خدمت میں جا کر کھڑا ہو جائے جو بادشاہ کا غلام و خادم ہے اور بادشاہ کی قدرت و ولایت کے تحت میں ہے۔

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نفل پڑھنے والا

جس پر ابھی فرض باقی ہے اس کی مثال اس حاملہ عورت کی ہے جس کی مدت حمل پوری ہو چکی ہو نفاس کا وقت آگیا ہے اور اسقاط حمل کر دے اب تو وہ صاحب حمل رہی اور نہ ہی صاحب اولاد۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس نمازی کے نوافل قبول نہیں فرماتا۔ جب تک وہ فرائض نہ ادا کرے۔ نمازی ایک تاجر کی طرح ہے۔ جب تک تاجر اس مال نہیں حاصل کر لیتا۔ اُسے نفع نہیں ملتا۔ اسی طرح نوافل کا بڑھنے والا بھی ہے کہ اسکی عبادت نوافل قبول نہیں کی جاتی جب تک وہ فرائض نہ ادا کر لے

ایسے ہی وہ شخص بھی ہے جو سنتوں کو چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہو گیا فرائض میں سے یہ ہے کہ حرام چھوڑ دے۔ خدا کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک کرنے، اسکی قضا و قدر پر اعتراض کرنے۔ اللہ تعالیٰ کے امر و اطاعت سے اعراض کو ترک کر دے کہ یہ سب کے سب فرائض ہیں باقی نوافل ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی تابعداری جائز نہیں ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواب اور بیداری

نے فرمایا ہے بیداری کے مقابلہ میں جو

ہوشیاری و آگاہی کا سب سے جس شخص نے نیند کو اختیار کیا اس نے ناقص و ادنیٰ شے کو اختیار کیا وہ مردوں سے جا بجا مصاریع خیر سے اس نے غفلت برتی۔ نیند موت کی بہن ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے لئے خواب جائز نہیں

مانا گیا۔ اسی طرح فرشتوں سے بھی نیند دور ہے کیونکہ وہ اللہ کے قریب ہیں اسی طرح اہل جنت سے بھی نیند دور کر دی گئی ہے اسی لئے تو تمام بھلائیوں میں بہتر بھلائی شب بیداری میں ہے اور تمام بُرائیوں میں بدترین برائی سو جانے اور نیک کاموں سے غفلت برتنے میں ہے۔

جو شخص خواہشات نفس کی بنا پر کھائے گناہتے گا وہی سوئے گا۔ اسکی بہت سی بھلائیاں دنیا کی فوٹ ہو جائیں گی جس شخص نے حرام غذا میں سے قدر قلیل بھی کھایا اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ہوائے نفس سے مباح چیز زیادہ کھالی کیونکہ حرام غذا نور ایمان کو ڈھانک لیتی ہے اور دل کو تاریک کر دیتی ہے۔ جیسے شراب عقل کو ڈھانک لیتی ہے اور اسے تاریک کر دیتی ہے۔ جب ایمان ہی تاریک ہو گیا تو پھر نہ نماز ہے نہ عبادت اور نہ اخلاص۔ جس نے امر الہی کے ساتھ حلال غذا میں سے تھوڑا کھایا اور اس لئے کھایا کہ عبادت میں ذوق اور قوت پائے اسے ایک نور ملا۔ حرام غذا ظلمتوں میں سے ایک ظلمت ہے۔ حرام میں نہ کوئی نیکی ہے نہ بھلائی نہ خیر۔ پھر امر الہی کے بنیہ خواہش نفس سے اکل حلال بھی حرام کی مانند ہے اس لئے کہ یہ بھی نیند لانے والا ہے پس اسمیں بھی کوئی بھلائی و خیر نہیں رہ جاتی۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
قرب خدا کا راستہ فرمایا ہے تمہارا معاملہ دو طرح سے خالی

نہیں ہے یا تو اللہ عزوجل سے تم دور ہو گے یا اللہ تعالیٰ سے قریب ہو گے اگر تم اللہ تعالیٰ سے غائب و دور ہو تو پھر کیا وجہ ہے دین و دنیا کی نعمت،

دائمی عزت۔ نفع عظیم۔ عافیت کبریٰ سلامتی و تونگری حاصل کرنے میں تمھاری
سستی کرنے کا؛

تم فوراً اٹھو اور اللہ کی طرف جلد پر واز کرو۔ ایک باز و حرام مباح
لذات و شہوات اور آسائش سب کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسرا باز و مکروہات و
تکالیف کو برداشت کرتا ہے۔ شرافِ نفس کا ادا کرنا۔ عمل میں سختی اٹھانی
خواہش نفس و ارادہ دنیا و آخرت سے نکل جانا ہے۔

یہاں تک کہ تم وصول الی اللہ کے معرکہ میں فتیاب و ظفر مندر ہو جاؤ۔
پھر اس وقت جس شے کی تمنا کرو گے اسے حاصل کر لو گے اور تمھیں کرامت عظمیٰ
و عزت کبریٰ حاصل ہوگی اور ممکن ہے کہ تم ان مقربین دو اصلین میں شامل
ہو جاؤ جنکو عنایت ربانی نے پایا ہے۔ مہربانی حق جن کے شامل حال
ہو گئی ہے محبت الہی نے جنھیں کھینچ لیا ہے اور اسکی رحمت و بخشش نے جن کو
گھیر لیا ہے تم نے خواہش و ارادہ اختیار و تدبیر سے جس چیز کو چھوڑ دیا ہے اسکی
طرف مائل نہ ہو قلب کی حفاظت کرو۔ بلا نازل ہونے کے وقت صبر و رضا اور
موافقت حق کو نہ چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تم گیند کی طرح بن جاؤ۔
غنا کیسا نے مڑے کی طرح بن جاؤ اور ماں و دایہ کی گود میں شیر خوار
بچہ کی طرح بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے سب سے اندھے ہو جاؤ ضرر و نفع عطا
و منع کے معاملہ میں حق کے سوا کسی کو نہ دیکھو۔ تکلیف و بلا کے ہنگام میں تمام
مخاوف اور اسباب کو اللہ تعالیٰ کا تازیانہ سمجھو جس تازیانہ سے وہ تمھیں مارتا، ہکاؤ
نعمت

و عطا کیوقت ان ہی اسباب سے ہمیں اللہ تعالیٰ اس طرح کھلاتا ہے جسے کہ اتنے ہاتھ سے تمہیں لقمہ کھلا رہا ہے ۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زاہدین کی فیصلت

نے فرمایا ہے کہ زاہدین کو دوسرے

ثواب دیا جائیگا اوّل تو دنیا کو ترک کرنے کی وجہ سے ۔ اسلئے کہ وہ اپنی خواہش سے دنیا کو قبول نہیں کرتے ، بلکہ محض اسے حکم خدا سے لیتے ہیں زاہدین سے جب اپنے نفس کی دشمنی و خواہش کی مخالفت ثابت ہو جاتی ہے اور وہ محققین و اہل ولایت میں شمار کر لئے جاتے ہیں زمرہ ابدال اور عارفین باللہ میں وہ داخل ہو جاتے ہیں تو زاہدین کو ان اقسام نعم کو لینے اور ان سے تعلقات قائم کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس لئے کہ اب اس حال میں ان کے لئے نعمتوں کے حصے ضروری ہیں ۔ کیونکہ وہ ان کے سوا کسی غیر کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں ۔ زاہدین جب قبولِ نعم کے اس حکم کو بجا لاتے ہیں اور ان نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں ان سے تعلقات پیدا کر لیتے ہیں بغیر اس کے کہ اس میں ان کے ارادے و خواہش و ہمت کا کوئی لگاؤ ہو تو زاہدین کو اس بلا قصد و ارادہ لینے کے سبب دوسرا ثواب دیا جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ اس حال میں فعلِ حق کی موافقت و امرِ حق کی بجا آوری کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب انہیں محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے اور انہیں اپنی نعمتوں کے سایہ تلے رکھتا ہے اپنے لطف و مہربانی و رحمت الٰہیہ حساب بخشش سے پرورش کرتا ہے اسلئے کہ انہوں نے اپنی

ذاتِ یکلے جَلْبِ منفعت و دفع مضرت کرنے سے دنیا میں اتنے ہاتھ روک لئے ہیں۔ وہ شیرخوار بچوں کی طرح ہو گئے ہیں جس میں نفس کی مصلحتوں کیلئے کوئی جنبش نہیں ہے جیسے خدا کے فضل اور ماں باپ کے ہاتھوں پہنچنے والے رزق کے ساتھ ناز و نعم میں لکھا گیا ہے اور ماں باپ خدا کی طرف سے اس بچے کے وکیل و ضامن بن گئے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے ان زاہدین کو نفس کی خواہشوں سے نئے نیاز اور یکسو کر دیتا ہے تو مخلوق کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دیتا ہے ان پر خلوق کو بہرین کرتا ہے اور ان کیلئے لوگوں کے قلوب میں رحمت و شفقت پیدا کر دیتا ہے ہر شخص ان کے اوپر بہرین کرتا ہے اور ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے ان کے ساتھ احسان ہی کرتا ہے۔ ہر اس شخص کی یہی حالت ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے فانی ہو گیا جسے اللہ تعالیٰ کے امر و منل کے سوا کوئی بھی حرکت و جنبش نہیں کر سکتا۔ یہ بندے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصل ہو جاتے ہیں اور دونوں عالم میں ناز و نعم کے ساتھ رکھے جاتے ہیں ان سے تمام تکالیف دور کر دی جاتی ہیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ ان کا کفیل ہو جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر سے ارشاد فرمایا ہے کہ کہہ دیجئے اللہ میرا دو گار ہے جس نے قرآن کو نازل فرمایا اور صالحین کو دوست رکھتا ہے

وجہ نزول بلا | سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

میں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مومنین میں سے ایک گروہ کو جواہل ولایت و معرفت میں سے ہوتے ہیں بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے مگر اس لئے کہ ان کو بلا کی وجہ سے سوال و دعا کی جانب متوجہ کرے پھر جب وہ سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سوال کو پسند فرماتا ہے اور ان کے سوال کے بعد ان کے سوال کی قبولیت کو دوست رکھتا ہے تاکہ ان پر کامل طور پر جو دو حرم کی بارش فرمائے۔ کیونکہ مومن اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے تو جو دو حرم خود اللہ تعالیٰ سے قبولیت و دعائے مومن کی استعداد کرتے ہیں۔

بندہ کو چاہئے کہ نزولِ بلا کے وقت ادب الہی کو ملحوظ رکھے۔

ترکِ ادا و امر و ارتکابِ نواہی کے ظاہری و باطنی گناہوں کو سوچے! اس لئے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ کے سبب بلا میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اگر وہ بلا دور ہو گئی تو مقصود حاصل ہو گیا۔ ورنہ چاہئے کہ دعا و تضرع اور عذر خواہی میں ہمیشہ مشغول رہے اس پر مداومت کرے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا ابتلا اسی لئے ہو کہ خدا سے سوال کرتا رہے۔ قبولیت دعا میں تاخیر ہونے پر ایسا نہ کرے کہ خدا پر ہمت لگائے جیسا ہم نے ذکر کیا بلکہ قبولیت دعا کا ایتدوار رہے کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔

راحتِ کبریٰ اور حنبتِ عالیہ | سرکارِ عنوتِ اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رضا با لقصا طلب کرو۔ کہ راحتِ کبریٰ۔ جنتِ عالیہ اور قربِ الہی کا یہی باب عالی ہے۔

بندہ مومن کے لئے جی بہت الہی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا دوست بنالیتا ہے دنیا و آخرت میں اس پر عذاب نہ فرمائے گا۔

رضا و فدا کیا ہے؛ خدا سے لانا خدا کی طرف پہنچنا خدا کے ذکر سے آرام پانا ان نعمتوں کی تلاش میں مشغول مت ہو جاؤ جو یا تو تمہارے لئے تقسیم ہی نہیں کی گئیں ہیں یا تقسیم کر دی گئی ہیں اور ان میں تمہارا حصہ رکھ دیا گیا ہو اور اگر تمہارے لئے تقسیم نہیں گئیں تو ان کی تلاش میں مشغول ہونا حماقت و جہالت ہے جیسا اور عقوبات میں سے یہ بھی ایک سخت ترین عذاب ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ عذابوں میں سے سخت عذاب اس چیز کی طلب ہے جو تمہارے مقصود میں نہیں ہے۔ اگر وہ نعمتیں تمہارے لئے ہیں بھی تو انکی تلاش و طلب میں مشغول ہو جانا سراسر لالچ و حرص ہے جو عبودیت و محبت اور حقیقت کے مرتبہ میں شرک ہے اس لئے کہ یہ ماسوی اللہ ہو اور اللہ کے ماسوی میں مشغول ہونا شرک ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اعمالِ صالحہ ہے جو بندہ اپنے مالک حقیقی سے سچائی

در استبازی اختیار کر کے تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اسکے ماسوا سے بیزار رہتا ہے۔ میرے دوستو! جو بات تمہارے اندر نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔ خدا کو ایک جانو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ جس شخص کا راہ خدا میں کچھ تلف ہو جاتا ہے۔ خدا نے کریم اس کا نعم البدل ضرور دیتا ہے۔ یاد رکھو دل کی کدورت نہیں جاسکتی تا وقتیکہ نفس کی کدورت

نہ چلو، جائے۔ جب تک نفس اصحاب کہف کے کتے کی مانند باب رضا پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی نہیں پیدا ہو سکتی اس وقت ہمیں یہ خطاب ملے گا۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْشِبَةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً**۔ اے نفس مطمئنہ لوٹ جا اپنے رب کی طرف خوشی و رضا کے ساتھ " اسی وقت وہ بارگاہ قدس میں بھی باریاب ہوگا اور مقام اعلیٰ سے اُسے یہ بینام سنائی دینے لگا **يَا عِبَادِي أَنْتَ لِي وَ أَنَا لَكَ** " اے میرے بندے تو میرے لئے ہے

اور میں تیرے لئے ہوں۔ " جب اس حال میں مدت تک اے قرب الہی حاصل رہے گا تو خاصانِ خدا میں شامل ہو جائے گا۔ خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق ہوگا اب یہ خدا کا امین ہوگا۔

خدا نے تعالیٰ نے اے دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ درماتے معصیت میں ڈونسنے والوں کو غرق ہونے سے بچائے۔ گمراہی کے بیابانوں میں راہ حق سے گشتہ لوگوں کو راہ حق پر لگائے۔ پھر اگر کسی مردہ دل پر اسکی نظر پڑ جاتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے۔ اور اگر کسی گنہگار انسان پر اسکی توجہ ہوتی ہے تو اسے نصیحت کرتا ہے اور بد بخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔

سرکار عوٰث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

مقام فنا ہے تم خدا کو مد نظر رکھ کر مخلوقات سے صُرف نظر

کر لو۔ تو اس وقت تم علم الہی کے لائق ہو سکو گے۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ اس سے تمہارا تعلق بالکل منقطع ہو جائے اس کے نفع

سے ایسے وار اور اسکے ضرر سے بے خوف ہو جاؤ اور خود اپنی ہستی اتنے نفس خواہش سے منقطع ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دفع کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھا لو اور سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کر دو اور سمجھ لو کہ جس ذات الہی نے اولاً ہم میں تمام امور کا تصرف کیا ہے وہی ہم میں اب بھی تصرف فرمانے والا ہے اتنے ارادہ سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ مشیت الہی کے سامنے تمہارا ارادہ کچھ بھی نہ ہو بلکہ اس کا فعل تمہارے اندر جاری رہے تمہارے اعضاء جس کے حکم سے خاموش ہوں اور دل مطمئن و خوش رہے ذرا بھی منفعن نہ ہو تمہارا باطن فورے معمور اور تمام باتوں سے مستثنیٰ رہے اور تم قدرت الہیہ کے ہاتھ میں آ جاؤ جو کچھ بھی وہ تم پر اپنا تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تمہیں پکارے گی علم لدنی تمہیں حاصل ہو گا تم نور جمال الہی کا لباس پہن لو گے اور جب ارادہ الہی کے سوا تمہارے اندر کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات اور خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں گے مگر یہ بھی ظاہر میں ہے ورنہ درحقیقت وہ فعل الہی ہو گا۔

اس وقت اپنے دل میں جب تم کوئی ارادہ پاؤ تو خدا کی عظمت و بزرگی کا خیال کرو اور اتنے وجود کو حقیر جانو۔ یہاں تک کہ تمہارے وجود پر قضائے الہی وارد ہو اس وقت تمہیں بقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے اور وہ یہ کہ صرف خدا ہی تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق پیدا کرنے سے پہلے بھی وہی تنہا تھا یہی حالت فنا ہے جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے

تو کہا جائیگا۔ رَحِمَكَ اللهُ تَعَالٰی وَحَيَاكَ خدایتعالیٰ پیرا بنی رحمت نازل کرے اور حقیقی زندگی نصیب ہو اور اسی وقت حقیقی زندگی نصیب ہوگی۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

صداقت اور پیمائی | میں پیمائی دراستبازی اختیار کرو۔ اگر

یہ دونوں صفیتیں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو بھی قرب الہی حاصل نہ ہوتا۔ اگر اخلاص و راستبازی کا عصائے موسوی تمہارے دل کے پتھر پر مار دیا جائے تو اس سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں۔ عارف اسی اخلاص و پیمائی کے بازو سے عالم کون و فساد کے قفس سے نکل کر فضاۃ نور قدس میں پہنچ سکتا ہے اور مقام اعلیٰ پر بیٹھ سکتا ہے۔ جس کسی کے دل پر بھی نور صدق و یقین ظاہر ہو جاتا ہے۔ عالم کمون میں فرشتے اس کا نام پکارتے ہیں۔ اور قیامت کے دن وہ صدیقین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ یاد رکھو خواہشا نفسانی سے اجتناب کرنا آتش عشق کے شعلوں کو صاف کرتا ہے کہ اغیار کے قرب سے کسی طرح بھی لذت نہیں حاصل ہو سکتی وہ عاشقوں کے دل کی وحشت سے جو انھیں محبت کے بیاباں میں لئے پھرتی ہے۔

یاد رکھو! راہ حق پر آنا صدق و پیمائی کے بغیر ناممکن ہے اور جب

عارف کی نظر عالی ہو جاتی ہے تو اس کے مقام سر پر تجلیات و انوار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تشریح ربانی | اللہ تعالیٰ ہم سے قریب و خالق کل ہے اس نے

اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیتے ہیں اس کا علم ساری چیزوں پر
 حاوی ہے اسکی رحمت سب پر عام ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ لوگ
 جھوٹے ہیں جو اسکی مخلوقات میں کسی کو بھی اس کے برابر سمجھتے ہیں کسی کو اس کا
 شریک جانتے ہیں یا کسی کو بھی اس کا شعیبہ و نظیر ٹھہراتے ہیں سُبْحَانَ اللہ عَمَّا
 یَعِیْفُونَ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک و برتر و بالات ہے وہ مالک علی
 الاطلاق ہے تمام عیوب سے مبرا ہے سب پر غالب ہے سب سے
 زیادہ حکمت والا ہے وہی تہنک سے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی کو پیدا
 ہوا اور نہ اس کوئی پیدا ہوا اور اس کا کوئی ہمسر ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہَا شَیْءٌ وَہُوَ السَّمِیْعُ البَصِیْرُ
 کوئی بھی شے اس جیسی نہیں ہے وہ سب کی سناتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے
 نہ اس کا کوئی معاون و مددگار ہے نہ کوئی وزیر و نائب ہے وہ کوئی شے نہیں
 ہے جسے کوئی چھو سکے نہ جو ہرے کہ جلا پائے اور نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے
 نہ ذی ترکیب و تالیف ہے نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے نہ وہ طالع
 میں سے کوئی طبیعت ہے نہ طلوع ہو نیوالی چیزوں میں سے کوئی طالع چیز ہو
 تمام چیزیں اسکے علم میں حاضر ہیں وہ سب کو دیکھ رہا ہے وہی سب کا معبود
 ہے ہمیشہ سے زندہ ہے ہمیشہ زندہ رہے گا نہ اسے موت ہے نہ فنا ہے۔ وہ
 حاکم ہے۔ عادل ہے۔ بندوں کے عیب سے چشم پوشی کرنے والا ہے اور
 خالق و رازق ہے۔ اسی کی سلطنت ابدی ہے اسکی عظمت و جلالت اُمّی
 ہے نہ وہ کسی کے وہم و خیال میں آسکتا ہے اور نہ کسی کے وہم و خیال میں
 سا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حقیقت معلوم کرنے سے ساری دنیا عاجز ہے اور اذہان اسکی
بکثرت معلوم کرنے سے قاصر ہیں نہ وہ تشبیہ دیا جاسکتا ہے نہ کسی شے کی طرف
منسوب کیا جاسکتا ہے تمام سانسوں کے شمار میں ہیں اور سب کے اعمال و
افعال اسکو گنتی میں ہیں وہ کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا وہ سب کو روزی دیتا
ہے خود اسے روزی کی حاجت نہیں وہ جو چاہے کرے اس سے کوئی پوچھنے والا
نہیں ہے اس نے بلا کسی نظیر و مثال محض اتنے ارادہ سے یہ ساری مخلوق
پیدا کی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرماتا ہے ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَالٌ لِّسَا
مِیْرَتِیْط بزرگ و برتر عرش والا ہے پس جو چاہتا ہے کرتا ہے جو کچھ اس
نے مقدر کر دیا ہے وقت معینہ پر اسے جاری فرماتا ہے۔ اس کی تدبیر مملکت
میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں وہ عالم الغیب ہے۔ قادر مطلق ہے
اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں وہ مدبر اس کا کوئی ارادہ ناقص نہیں
ہے وہ یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

تخلیق انسانی

میں سبحان اللہ اس خالق کون و مکان نے
انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں پیدا کیا اس ضعیف البیان کے وجود میں
اپنی کیا کیا حکمتیں دکھلائی ہیں۔ اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے
کی عادت نہ ہو تو وہ اپنی فعیلت کی وجہ سے بہت ہی اکمل و اعلیٰ ہے۔ اگر
انسان میں کثافت طبعی نہ ہوتی تو وہ ایک ایسا خسرانہ ہے جس میں

لہ حقیقت

اسرار و غائب اور جمیع اصناف کمالات و دہیت کے گئے ہیں اس کا وجود ایک مکان ہے جو نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے۔ فرشتوں پر اسکی فضیلت نے اسے لَقَدْ کَرَّمَ مَنَابِتِیْ اِذْ مَرَّ کَا بَسَاسٍ پھنایا ہے اس کے جسم کا صدف روحانی موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ وجود کے دریا میں علم کی کشتیاں لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت و مجاہدہ کی طرف جاری ہیں۔ اس کے میدانِ جہنم میں سلطان عقل سلطان نفس کے اوپر کھڑا ہوا ہے اور دونوں لشکرِ فضاے صدر میں بڑی جواں مردی سے ایک دوسرے کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ سلطان نفس کے لشکر کا سردار شیطان ہے۔ اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ ان دونوں لشکروں کی تیساری کے بعد حکم الہی کے مؤذن نے پکار کر کہہ دیا ہے۔ اے لشکر الہی کے جو امزدو آگے بڑھو اور اے لشکر سلطان نفس کے بہادر سامنے آؤ پھر لڑائی شروع کر دو یہ حکم الہی صادر ہونے کے بعد دونوں لشکر لڑنے لگے ہیں اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح کے مکر و جملے کئے جاتے ہیں۔ اسی وقت توفیق الہی بھی زبانِ حال سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہلا دیتی ہے کہ میں جسکی مدد کروں گی۔ فتح کا میدان اسی کے ہاتھ ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سید کہلائے گا۔

مسلمانو! عقل کی پیروی کرو تاکہ تمہیں سعادتِ ابدی حاصل ہو۔ نفس کی پیروی کو چھوڑ دو اور قدرتِ الہی پر غور کرو۔ کہ جسم کے ساتھ روح جو سماوی اور عالمِ شہود سے آئی ہے یکجا کر دیا ہے۔ تمہیں ایسی زندگی بسر

کرنی چاہئے کہ روح کا یہ طاہر لطیف عنایت الہی کے بازوؤں سے اڑتا ہوا
جسم کے پنجہ کشف کو چھوڑ کر شجرہ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ
بنالے اور تقریب الہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسان شوق سے چہمائے معارف
کے میدان سے جواہرات حقائق تھمنے اور جسم کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے
وے پھر جسم خاکی منت ہوا جائے گا اور اسرار قلب ظاہر ہونے لگیں گے اگر
توفیق الہی ایک لمحہ بھی تمہارے شامل حال ہو جائے تو اسکی ایک نظر
توجہ ہی تمہیں مقام عرش تک پہنچا دے اور تمہارے دل میں حقائق
علوم بھر کر اسے اسرار معرفت کا خزانہ بنا دے، اسوقت تمہیں دل کی آنکھوں
سے جلال ازل نظر آئے گا۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اسم اعظم

فرمایا ہے اسم اللہ ہی اسم اعظم ہے مگر اس کا

اثر اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ پڑھنے والے دل میں بجز اللہ کے اور کچھ
نہ ہو۔ عارف کی بسم اللہ بمنزلہ حکم کن کے ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی شے
کو موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے کن (ہو جا، پس وہ موجود
ہو جاتی ہے۔ یہاں حال عارف کی بسم اللہ کا ہے۔

اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان اور ہر عزم کو دور کر دیتا ہے یہ
وہ کلمہ ہے جو زہر کے اثر کو بھی زائل کر دیتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جس کا نور عام
ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ مظہر البجائِب ہے اللہ کی سلطنت
تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تمام بندوں کے حالات سے

باخبر اور ان کے دلی بھید سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو بہت
کرنی والا تمام زبردستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے
اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں ہے جو اللہ کا ہے وہ اللہ کی حفاظت میں ہے
جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا جو اللہ کی راہ میں
قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے اور اسکے سایہ رحمت میں زندگی
بسر کرتا ہے جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ کے ساتھ انس رکھتا ہے
جو اغیار کو چھوڑ دیتا ہے اسکے اوقات خدا کے ساتھ گزرتے ہیں وہ خدا ہی کے
در پر اسی سے البتہ کرتا ہے خدائے تعالیٰ سے بھاگنے والو اب بھی خدا کی
طرف آؤ۔ تم اس کا نام اسکی عظمت اس سرائے فانی میں سن رہے ہو تو
عالم باقی میں اسکے جہاں کا کیا حال ہوگا۔ دارالمنّت میں تمہارے لئے یہ
سب کچھ ہے تو دارالمنّت میں کیا کچھ نہ ہوگا؟ خدا کا نام لو اور اس کے در پر
آکر اسے پکارو اور جب حجاب اٹھ جائے تو دیکھو گے کہ تم شاہدہ میں رہو گے
اور وصال کے دریا تمہارے اوپر سے بہہ رہے ہوں گے۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ہے کہ پہلے علم حاصل کرو پھر گوشہ نشین

علم اور عمل

بنو۔ جو علم دین کے بغیر عبادت الہی میں مشغول ہو جاتا ہے اسکے جملہ کام نہایت
سُدھرنیکے زیادہ بگڑ جاتے ہیں پہلے اپنے ساتھ شریعت الہی کا چراغ لے لو
پھر عبادت الہی کرو جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدایتعالیٰ اسکے علم
کو وسیع کر دیتا ہے اور اسے علم لدنی عطا فرماتا ہے تم اسباب اور تمام مخلوق

منقطع ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے گا۔ عبادت و
پرہیزگاری کی طرف دل میں میلان پیدا ہو جائیگا ماسوا اللہ سے جدا رہو اور
اپنی رُوح کے چراغ گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔
چالیس دن اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہے تو تمہارے دل سے زبان کی راہ
حکمت کے چشمتے پھوٹ نکلیں گے۔ اور تمہارا دل اس وقت موسیٰ علیہ السلام
کی طرح آتشِ محبت الہی میں دھکنے لگے گا۔ آتشِ محبت دیکھ کر تمہارا نفس مہربانی
خواہش، تمہارا شیطان، تمہاری طبیعت تمہارے اسباب کہنے لگیں گے ٹھہراؤ
میں نے آگ دیکھی ہے اور مقامِ ستر سے ندا ہوگی میں ہوں تیرا رب تو میرے
غیر سے تعلق نہ رکھ مجھے پہچان لے اور ماسوا کو بھول جا مجھ ہی سے علاقہ رکھ
اور سب سے علاقہ توڑ دے۔ میرا ہی طالب بنارہ اور باقی سب اعراس
کھلے۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب بقا تمام ہو جائے گی، تو
تمہیں بہت کچھ حاصل ہوگا۔ اور جو کچھ حاصل ہوگا اہام ہوگا۔ حجابات ٹھ جائیگے کدورت دور
ہو جائیگی۔ نفس بھی ساکن ہو جائیگا اور الطافِ کریمانہ ہونے لگیں گے اور تم
سے خطاب ہوگا اے قلبِ فرعون نفس و خواہش شیطان کے پاس جاؤ اور
انہیں میرے پاس لے آؤ۔ میں انہیں ہدایت کروں گا اور ان سے کہنا تم میری
پیروی کرو۔ میں تمہیں نیک راہ دکھلاؤں گا۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اتباعِ سُنّت | اے کہ سنت کی پیروی کرو۔ دین الہی میں گمراہی

والی بدعت نہ نکالو۔ خدا اور اس کے رسول کے ہر قول پر عمل کرو۔ خدا کو ایک جانو

اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ خدا کو جملہ عیوب و نقائص سے پاک جانو اسکے
 اوپر کسی قسم کی ہمت نہ لگاؤ دین اسلام کو بچا دین جانو اس میں کوئی شک
 نہ کرو۔ مصیبتوں میں صبر کرو۔ بے صبری کی راہ نہ اختیار کرو۔ اپنی جگہ پر
 ثابت قدم رہو۔ بھاگو مت خدا کا فضل مانگو اور مانگنے میں غناک نہ ہو
 اپنے مطلب کے پورا ہونے کا انتظار کرو۔ امیدوار ہو، نا امید نہ ہو۔ ایک دوسرے کے بھائی
 بنو۔ آپسی دشمنی نہ رکھو۔ اکٹھے ہو تو آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ باہمی محبت پیدا کرو۔
 ایک دوسرے کو اپنی خواہشات کی بنا بر دشمن نہ بناؤ۔

گناہوں سے پاک رہو۔ معصیت سے آلودہ نہ ہو۔ اتنے رب کی طاعت
 کے ساتھ زینت و آراستگی حاصل کرو۔ اور توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
 ترک دنیا کا غلط مفہوم | الفاظ کے سر پر اڑتے نہیں معنی
 الفاظ کے سینے میں اتر کر دیکھو

کا عجیب عالم ہے لوگ معنی سے زیادہ ظاہری الفاظ اور مغز سے زیادہ
 پھلکے یا بالفاظ دیگر حقیقت سے زیادہ خیال کے پرستار ہیں بہت کم لوگ
 ایسے ملیں گے جو حقیقت شناس و نکتہ رس دماغ کے مالک اور صاحب نظر
 مستقیم ہوں۔ اگر حقیقت بینی و نکتہ رسی عادت بن جاتی تو علم و عمل کی
 اس پستی سے ہرگز انھیں دو چار نہ ہونا پڑتا اور کبھی بھی ذلت و رسوائی
 نہ ہوتی۔ ہماری جملہ کمزوریوں اور پستیوں کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم
 حقیقت میں مزاج اسلام سے نا آشنا ہیں خود اپنی کم مہنی غلط روی جہل
 و غفلت شعاری کی وجہ سے اسلام کو بازیچہ اطفال بنا ڈالا ہے اسلام

کے اندر منجملہ ان عقائد کے جو مسلمانوں کی عظمت و جہالت کا تحت و مشق
نے ایک عقیدہ ترک دنیا کا بھی ہے بالعموم ترک دنیا کا یہ مفہوم تصور کیا
جاتا ہے کہ انسان جائز لذتوں اور خواہشوں کو چھوڑ کر دنیا سے قطعی علیحدہ
ہو جائے اور دنیا کی ہر شے سے اپنا تعلق ختم کر دے نام نہاد صوفیاء
اور داعیین نے ترک دنیا کا مفہوم سمجھے بغیر ہی ترک دنیا کی تعلیم اور وعظ
شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں سطحی نظر رکھنے والوں کی نظر میں اسی کو بزرگ و ولی
سمجھا جانے لگا جو معاملات دنیا سے علیحدگی اختیار کر لے اور ہر لمحہ تسبیح کے دانے
پھراتا رہے اور شادی بیاہ خاندان و برادری سے کوئی رابطہ نہ رکھے لیکن اگر
ترک دنیا کا یہی معنی ہے تو اس میعار پر بڑے بڑے صوفیاء بھی ولی نہیں
ثابت کئے جاسکتے۔ اور تو اور ہیں خود معلم کائنات بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا جائے گا جن کا ہر قول و فعل مسلمانوں کے لئے
مکمل قانون اور نمونہ عمل ہے آپ کے دامن کرم کے سایہ میں تو گیارہ بیویاں
تھیں اور دنیا کے بہت سے امور و معاملات سے بھی آپ کا تعلق رہا۔

ترک دنیا کا صحیح مفہوم | زہد و ترک دنیا کی وہ تعلیم جو اسلام
نے دی ہے اور تمام صوفیاء و کرام میں

پائی جاتی ہے اس میں دنیا سے مراد دنیا کے تعلقات کا منقطع کر دینا نہیں ہے
بلکہ اس سے ہر وہ چیز مراد ہے جو خدا سے غافل کر دیں اور اگر کسی ولی نے غلبہ
حال کے سبب دنیا کو ترک کر دیا ہے تو یہ اسکی خدا طلبی کا کمال ہے۔ لیکن
یہ فعل دوسروں کے لئے دلیل یا قانون نہیں ہے دراصل زہد اور ترک دنیا سے

مقصود یہ ہے کہ سالک اپنے دل سے ماسویٰ اللہ کی محبت نکال دے اور نفس سرکش کو مغلوب کر لیا جائے۔ اگر دنیوی تعلقات رکھتے ہوئے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے بڑھ کر کمال اور کیا ہو سکتا ہے؟ بجائے اسکے کہ دنیوی تعلقات کو ختم کر کے منزل سلوک طے کیا جائے اس سے بدرجہا بہتر اور کمال یہ ہے کہ دنیوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے معبود حقیقی کا قرب وصال حاصل کیا جائے اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ترک دنیا میں حقیقت و معرفت کا وہ راز یہاں ہے جو روحانی زندگی کا قیمتی جوہر ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ دنیا اور دین کی ہر کامیابی کا راز نفس کشی میں مضمر ہے آرزو مندی اور خواہشات ہی انسان کو دنیا میں ذلیل و خوار کرتی ہیں۔ مطالب دین کے حصول میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں اور دنیا کو ہزار ہا پریشانیوں اور رنج و الم کا گہوارہ بنا دیتی ہیں۔ دنیا کی جس چیز کی طرف آپ کا دل راعب ہو اور اس رغبت کو آپ اپنے دلیں جگہ دے لیں تو بس یہی ناکامی کی بنیاد بن جاتی ہے کیونکہ جب اپنی محبوب چیز یا مطلوب ذات نہیں ملتی یا مل کر جدائی اختیار کر لیتی ہے تو دل میں غم و الم کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں لیکن بخلاف اسکے جس چیز کی آرزو ہو اور اس سے استغناء برتا جائے تو دنیا میں کسی قسم کے رنج و غم کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اسکے سامنے ہفت اقلیم کی شہنشاہی کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ جہاد نفس اور ترک دنیا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپکو بھوک لگے مگر کھانا نہ کھائیں۔ پیاس معلوم ہو اور پانی نہ پیئیں۔ سردی لگے مگر کپڑے نہ پہنیں نکاح کی طاقت و خواہش ہوتے ہوئے شادی نہ کریں۔

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس دنیا میں قناعت صبر و شکر اور محنت و برداشت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ دین کے مسحا امت کے روحانی پیشوا سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مفہوم کا درس زہد اور نفس کشی کے متعلق دیا ہے اس ضروری اور مناسب ہتھیار کے بعد اب ہم سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح اور گھریلو زندگی کے مختصر حالات پیش کریں گے۔

نکاح ازواج مطہرات عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتابوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص نے سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے نکاح کیوں کر کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نکاح نہیں کرتا تھا لیکن جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم نکاح کرو۔ چنانچہ اس ارشاد کے مطابق میں نے نکاح کیا ہے۔ میں اس خیال سے از خود نکاح کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ کہیں میرے اوقات میں کدورت نہ پیدا ہو جائے مگر جب یہ وقت آیا تو خدا نے قدر نے مجھے اپنے فضل و کرم سے چار بیویاں عطا کیں۔ جنہیں ہر ایک مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ تاہم پہلے سے عبادت و ریاضت کے جو اوقات تھے ان میں کوئی کمی اور تکدر پیدا نہ ہوا۔ یعنی جس طرح حالت تہجد میں آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے۔ ٹھیک ویسے ہی نکاح کرنے کے بعد بھی عبادت اور ریاضت کے بلند مقام پر آپ قائم رہے اور یہی راہ سلوک کا سب سے بڑا کمال ہے کہ دنیوی تعلقات سے پورے طور پر وابستہ رہنے کے باوجود

ان سے نے تعلق رہے۔

یہ لوں تو آپکی تمام بیویاں تقویٰ و طہارت کی مجسمہ تھیں جن کے تقدس سے گھر کے در و دیوار جگمگا رہے تھے۔ مگر آٹکے شاہزادے حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ میری والدہ جب کسی تارکک جگہ میں جاتی تھیں تو وہ جگہ فوراً روشن ہو جاتا کرتی تھی۔

ایک مرتبہ ایسے ہی موقع پر میرے والد محترم بھی تشریف لے رہے ہو گئے اور جوہنی اس روشنی کے اوپر آپکی نظر پڑی بس وہ روشنی معدوم ہو گئی اسکے بعد آٹکے والدہ محترمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی ابھی نہیں تھی اسلئے میں نے اسکو معدوم کر دیا اور اب اسے ابھی روشنی میں تبدیل کئے دیتا ہوں اسکے بعد سے جب کبھی میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے یا تارکک مکان میں تشریف لے جاتی تھیں تو وہ روشنی چاند کی طرح معلوم ہوتی تھی۔

سہ کار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاہزادے سیدنا عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد ماجد کی کل اولاد انچاس تھیں جن میں سے سٹائیس لڑکے تھے اور بائیس لڑکیا تھیں۔

حضرت عبد اللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں

کہ ہمارے شیخ سرکار عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب میرے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا ہوں پھر اگر وہ مر بھی جاتا ہے تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔

پہنچا بچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عین مجلس وعظ کے وقت آپ کے ایک بچہ کا انتقال ہو گیا مگر اس وقت بھی آپ کے معمول میں قطعی فرق نہیں آنے پایا اور آپ بدستور مجلس میں وعظ فرماتے رہے اور جب بچے کو غسل و کفن دیکر آپ کے پاس لایا گیا تو خود آپ نے بچے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ ہے ترک دنیا کا حقیقی مفہوم۔ آپ کثیر الاولاد تھے لیکن اولاد کی محبت کسی حال میں خدا کی محبت پر غالب نہ آ سکی آپ کے سفر راہ سلوک میں چار بیویاں اور انچاس اولاد نے کوئی خلل نہ کیا۔ اب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے مختصر حالات پیش کئے جاتے ہیں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سب سے بڑے شاہزادے سید شیخ

عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماہ

سیدنا شیخ عبد الوہاب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شعبان المعظم ۵۲۳ھ میں بغداد مقدس کی سرزمین پر پیدا ہوئے اور پچیس

شعبان المعظم ۵۹۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور بغداد ہی میں مدفون ہوئے آپ نے

علم فقہ و علم حدیث اتنے والد ماجد ہی سے حاصل کیا علم طب کیلئے آپ نے بلاد عجم

کا بھی سفر کیا۔ ۵۴۳ھ میں جبکہ آپ کی عمر شریف بیس سال سے تجاوز تھی

اپنے والد محترم کیسے سامنے ہی نیابت درس و تدریس کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد وعظ فرماتے رہے فتاویٰ دیتے رہے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم و فضل بھی حاصل کیا۔ آپ کے تمام بھائیوں میں علوم ظاہری و باطنی اور فضل و کمال میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں ہوا گویا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ ہی حقیقی جانشین تھے۔ آپ اس پر بامروت کریم النفس صاحب جود و سخا اور بااخلاق تھے کہ خلیفہ ناصر الدین نے آپ کو ستم رسیدہ اور مظلوموں کی معاونت اور فریاد رسی پر مامور کیا تھا آپ نے اس عظیم الشان و عظیم المرتبت خدمت کو اس حد تک مناسب طور پر انجام دیا کہ آپ کو عام مقبولیت، حاصل ہو گئی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ بڑے زبردست فاضل و متین ادیب اور شیریں کلام و اعظم تھے۔ تصوف میں آپ نے دو کتابیں جو اہل الاسرار اور لطائف الانوار تصنیف فرمائی ہیں ان کے علاوہ اور بھی آپ کی تصنیفات پائی جاتی ہیں۔

آپ نے بھی اپنے والد بزرگوار حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی علوم کا حصول کیا اور حدیثیں بھی سنا

سیدنا شیخ علیہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرمائی آپ نے درس بھی دیا ہے اور حدیث بھی بیان فرمائی ہیں فتاویٰ بھی دیتے رہے اور وعظ و نصیحت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ علم تصوف میں کئی کتابیں آپ نے لکھی ہیں آپ مصر بھی تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو فیض پہنچایا۔ آپ کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔

آپ نے بھی اپنے والد ماجد ہی سے

علم حاصل کیا اور آپ ہی سے

مدینہ میں بھی سماعت فرمائی آپ

سیدنا شیخ عبدالحجبت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بڑے زبردست درویش تھے ہمیشہ فقر ادا کی صحبت میں رہتے تھے۔ آپ

اعلیٰ درجہ کے خوشنویس بھی تھے۔ عین عالم شباب میں ۹ رزی الحجہ ۵۰۵ھ میں

آپ کا انتقال ہوا اور مقام جلعہ میں اپنے والد محترم کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے۔

۱۸ رزی قعدہ ۵۰۵ھ میں رات کے

وقت آپ کی ولادت ہوئی اور، رشوال

المکرم ۵۱۳ھ کو سینچہ کے دن بغداد مقدس

سیدنا شیخ عبد الرزاق

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

میں وفات ہوئی اور باب حرب میں دفن کئے گئے جب آپ کی نماز جنازہ کا

اعلان ہوا تو مخلوق کا اتنا زبردست اثر و بام ہو گیا کہ شہر کے باہر لیجا کر نماز جنازہ

پڑھائی گئی۔ اسکے بعد آپ کا جنازہ جاموہ رصافہ میں لیجا یا گیا اور یہاں پر

بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس طرح متعدد جگہوں پر آپ کی نماز جنازہ ادا کی

گئی۔ آپ نے بھی اپنے والد گرامی سے علم حاصل کیا اور حدیثیں سنیں۔ علوم و فنون

کے درس کے علاوہ آپ مناظرہ کا بھی مشغلہ رکھتے تھے۔

آپ حافظ حدیث اور جید فقیہ تھے۔ آپ کی صداقت و ثقاہت

تواضع و انکساری صبر و شکر اور اخلاق حسنہ کی جگہ جگہ شہرت تھی۔ زیادہ تر

آپ عوام سے کنارہ کش رہتے تھے۔ مگر علوم دینیہ کے طلبہ سے نئے پناہ

اُٹس و محبت رکھتے تھے۔

آپ ۲۸ شوال المکرم ۱۲۶۶ھ میں پیدا

ہوئے اور ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

میں مقام جبال میں آپکی وفات ہوئی

سیدنا شیخ ابوبکر

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ بہت بڑے عابد و زاہد محدث و فقیہ بہترین و اعظا اور صاحب

فعل و کمال تھے بہت سے علماء و فضلاء آپ سے مستفید ہوئے۔

آپ نے ۱۲۶۶ھ میں جبال جا کر سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہیں آپکی

وفات ہوئی۔ اب تک وہاں پر آپکی نسل موجود ہے۔

آپ نے بھی اپنے والد محترم سرکار

عنوت اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علوم

و فنون سیکھا اور حدیثیں سنیں۔ آپ واسط

سیدنا شیخ ابراہیم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پہلے گئے اور وہیں پر ۱۲۹۶ھ میں آپکی وفات ہوئی۔

سیدنا شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کئی

ایک حیرت انگیز کرامت

ہمارے والد محترم بہت علیل ہو گئے تھے کہ آپکی صحت کی امید منقطع ہو گئی

ہم لوگ آپکے ارد گرد بیٹھے آبدیدہ ہوئے تھے کہ اچانک آپ کو قدرے افات

ہوا اور آپ نے اطمینان دلایا کہ گھبراؤ مت میں ابھی نہیں مروں گا۔ میری

پشت میں ابھی تھیں باقی ہے اس کا پید ا ہونا ضروری ہے۔ اس وقت تو

ہملوگوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ بیہوشی کے عالم میں ایسا منہ مارے

مگر واقعاً آپ صحتیاب ہو گئے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

آپ ﷺ میں اپنے والد ماجد کی وفات
سے گیارہ سال پیشتر پیدا ہوئے۔
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
میں اپنے برادر محرم حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

سرکارِ عنوتِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ جیدہ و اخلاقِ حسنہ

عادت مبارکہ خلیفہ وقت یا کسی صاحبِ ثروت
عادت مبارکہ کے یہاں جانے کی نہ تھی۔ کبھی امراء کی تعظیم
نہ فرماتے تھے جب خلیفہ وقت کی آمد سنتے فوراً مکان کے اندر پہلے جاتے
پھر باہر تشریف لاتے تھے۔ تاکہ خلیفہ وقت کے لئے بالقصد و ارادہ نہ
اٹھنا پڑے اور جب کبھی خلیفہ وقت کے پاس نامہ مبارک لکھنے کی حاجت
ہوتی تو آپ یوں تحریر فرمایا کرتے تھے یہ عبد القادر کا مجھ سے ارشاد ہے
اور اس کا ارشاد تمھارے اوپر نافذ ہے۔ خلیفہ وقت ان تحریرات کو بصد
ادب و احترام اپنے سر اور آنکھوں پر جگہ دیتا تھا۔

اخلاقِ حسنہ

سرکارِ عنوتِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاقِ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاقِ اِنَّا لَعَلَّ الْخَلْقِ عَظِيمٍ کا پرہ تو اور اِنَّا لَعَلَّ
لَعَلَّیْ هُدًی مُّسْتَقِیْمٌ کا مجموعہ تھا۔ آپ اتنے جاہ و جلال عزت

عزت و مرتبہ، علو شان و وسعت علم کے باوجود بلا جھجک غریبوں کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ فقیروں کے ساتھ عجز و انکساری سے پیش آتے۔ بڑوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر نظر عنایت فرماتے اور کسی سے ملے تو پہلے سلام کرتے۔ ہمانوں اور طلباء کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور ان کی لغزشوں کو معاف فرما دیتے جب کوئی شخص مسم کھا کر کوئی بات کہتا تو خواہ کتنی ہی جھوٹی کیوں نہ ہو آپ اسے قبول فرما لیتے اور اپنے علم و کشف کو اس سے پوشیدہ رکھتے۔ ہمانوں اور ہم نشینوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے متکبر ظالم۔ منافق۔ مان۔ مالدار کے یہاں آپ ہرگز قیام نہ فرماتے۔ اور کبھی بھی بادشاہ وقت اور وزیروں کے یہاں نہ جلتے آپ کے ہم عصروں میں حسن اخلاق جو دو کرم۔ عفو و درگزر میں کوئی بھی آپ کا ہم پلہ اور مقابل نہ تھا۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کابل طاعت گزار نبی محترم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار اور تعلیماتِ اسلام کے حقیقی و نادر تھے۔ اس لئے آپ کا ہر کردار و عمل اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہوا کرتا تھا۔ مشیتِ ربانی یہ ہے کہ انسانیت کا ہر فرد کائنات کی ہر مخلوق سے محبت و ہمدردی شفق و مروت کے ساتھ پیش آئے۔ بجا طور پر سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں کیونکہ پروردگار عالم

کی ہر مخلوق سے محبت و عنایت و رحمت و نوازش کا سلوک کرنا آپ کی حیات مقدسہ کا لازمہ تھا۔ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کی روش کو اسی آفتاب جہاں سے تابناک بنائی تھی یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا جیلانی تاجدار کے معمولات لیل و نہار میں شامل رہا۔ بلا امتیاز مذہب و ملت امیر و غریب ہر فرد انسانی کے دکھ درد کا مداوا کرنا آتے آتے اپنے لئے ضروری قرار دے لیا تھا بلکہ انسان ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو آرام پہنچانا آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔

کوئی فرد بشر خواہ کتنا ہی صاحبِ طرف کیوں نہ ہو لیکن صرف عطا و تقریہ اور عمدہ عمدہ نصیحتوں سے اچھے کردار و خصائل کا سراپا نہیں بن سکتا یہ تو پہلی منزل پر والدین اسانڈہ اور مرشد ہوا کرتے ہیں جو انسان کے اندر اپنی پاکیزہ تربیت اپنے نمونہ عمل، اپنی سعی اور حکیمانہ تدبیر سے خصائلِ حسنہ و اخلاقِ حمیدہ کی روح پھونک دیتے ہیں جو معراج انسانیت ہے تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں جن قوموں نے اپنے اخلاق و کردار بگاڑ لئے، ان کا انجام انتہائی افسوسناک و عبرت خیز بن کر سامنے آیا اور اسی زمین کے اوپر وہ بُری طرح نیست و نابود کر دی گئیں۔ دورِ حاضر کے مسلمانوں ہی پر ایک نظر ڈال کر دیکھئے ابھی تاج شاہی کھوئے ہوئے ایک صدی بھی تو نہیں گزری ہے لیکن یہ ملک کی سب سے پس ماندہ قوم بن گئے ہیں۔ میرے نزدیک کارِ لائل کا یہ نظریہ بالکل درست ہے کہ حکومت وہی کرتے ہیں جنکے اخلاق اچھے ہوں۔

موسیٰ و لیہان (مصنف تمدن عرب) اور (تمدن ہند یہ) کا یہ مقولہ بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ "یہ تو ممکن ہے کہ تمام قوم فلاسفر اور حکماء کی پوری جماعت سے بے نیاز ہو جائے لیکن کوئی قوم اخلاق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

قرآن کریم نے جگہ جگہ اخلاق کی تعلیم دی ہے اور بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق انسانی کے مجسم پیکرِ زبردست مبلغِ اعلیٰ ترین نمونہ تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اخلاق کو فضیلت انسانی کا معیار قرار دیا ہے۔ اور واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے: **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ** بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگ اور معزز وہ لوگ ہیں جو زیادہ متقی اور نیک کردار ہیں۔ خدائے قدیر نے پیغمبر کی جس صفت عالیہ کا نمایاں طور پر ذکر کیا ہے وہ سرکارِ کمال کا اخلاقِ کریم ہے: **أَنْتَ لَعَلَّ الْخَلْقِ عَظِيمٌ** اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بندے کا بہتر اخلاق زیادہ پسند ہے معلمِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میزانِ عدل پر سب سے زیادہ وزنی چیز انسان کے اچھے اخلاق ہونگے۔

دوسرے مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں: **خَصْلَتَانِ أَحَبَّتْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى السَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ** اللہ کے نزدیک دو خصلتیں زیادہ پسندیدہ ہیں۔ سخاوت اور حسنِ خلق۔ کسی سے خوشروئی و خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرنا بھی نیکی ہے۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے دو چیزیں بنیادی اور پسندیدہ نظر آتی ہیں حسنِ اخلاق اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

اگر بھکوساری دنیا کی دولت مل جائے تو میں اسے فاقہ کشوں کے کھانا کھلانے میں صرف کردوں اور ہر شخص سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتا رہوں۔
آپ کے اسی قول کی وضاحت کر کے میں بتلانا چاہتا ہوں کہ سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ کتنا اونچا تھا اور اخلاقی اعتبار سے آپ کی شخصیت کتنی بلند تھی۔

انسانیت کی یہ معراج ہے، کہ

الطاف و لواز شام آدمی اللہ کے بندوں کو فائدہ پہنچانے

کی اپنے دل کے اندر تڑپ رکھتا ہو جس انسان کے دل میں رحم و کرم کا جذبہ نہ ہو ضعیف و ناتواں مصیبت زدہ اور ستم کے ماروں کو دیکھنے کے بعد جس کا دل بیقرار نہ ہو جائے وہ انسان کامل نہیں ہوتا۔ اللہ کے رسول ارشاد
اَرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ "تم زمین والوں پر رحم و کرم سے پیش آؤ۔ آسمان والا تمھارے اوپر رحم و کرم فرمائے گا۔"

کر و مہربانی تم اہل زمین پر مہربان ہو گا عرش بریں پر رحم و کرم ایتار و کرم گستری کی جائے اور بلا غرض کیا جائے تو عبودہ حقیقی بید خوش ہوتا ہے۔ سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات میں غریبوں و ضعیفوں کے لئے رحم و کرم کا خاص قسم کا جذبہ اور تڑپ پائی جاتی تھی۔ صفا پروری و عزاء نوازی میں آپ فرحت روحانی محسوس فرماتے تھے۔ اور اسمیں آپ کو ایک گونہ لطف آتا تھا۔

حضرت عبد اللہ جبالی کا بیان ہے کہ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ

میں نے اتنے سارے اعمال کا تجزیہ کیا۔ غور و فکر کو رو بکار لا کر ساری نیکیوں کی چھان بین کی تو نتیجہ کے طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے اور اہل دنیا کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے سے بڑھ کر نہ کوئی نیکی ہے نہ عمل۔ میرے پاس دنیا بھر کے خزانے ہوتے تو بس میں بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا۔

دوسرے لفظوں میں سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے دلی جذبات کا اظہار فرما دیا کہ آپ کی تمام تر تحقیق اور نیکی و عمل کا پتہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے کسی فرد کو بھوکا نہ رہنے دیا جائے اور اس کی تمام مخلوق کی خدمت اپنی زبان اور عمل سے پورے طور پر کی جائے۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ایک پریشان حال و کبیدہ خاطر فقیر کے اوپر پڑی۔ ایک انسان کو اس عالم میں دیکھ کر آپ کا دل تڑپ اٹھا اور بلاتا خیر دریافت کیا۔ ناشائستہ گناہ کیا حال ہے؟ اظہار مجبوری کے ساتھ فقیر نے جواب دیا مجھے دریا کے اس کنارے کی حاجت ہے لیکن بیسے نہ ہونیکے باعث بسیار عاجزی کے باوجود ملاج نے اپنا کشتی پر بٹھلانے سے انکار کر دیا جس سے میرا دل ٹوٹ گیا کہ اگر میرے پاس بھی کچھ ہوتا تو آج یہ محرومی کیوں کر ہوتی؟

حسن اتفاق کہ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی اسوت کچھ نہ تھا مگر اسکی پریشانی آپ سے برداشت نہ ہو سکی اور خدائے

قاہر و قدیر کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے۔ مٹا ایک شخص نے آکر آپ کی خدمت میں اشرفیوں سے بھری ہوئی پھیلی پیش کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فوراً اس فقیر کو بلا کر فرمایا کہ لو یہ پھیلی لیجا کر ملاح کو دیدو۔ اور کہدینا کہ اب کبھی بھی کسی فقیر و نادار کو کشتی میں بٹھلانے سے انکار مت کرنا۔

قاضی القضاۃ حضرت ابو نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کو تشریف لے گئے۔ منازل سفر طے فرماتے ہوئے جب قصبہ آجلہ کے قریب پہنچے تو آپ نے قیام کا ارادہ ظاہر فرمایا اور خادم کو حکم دیا کہ اس قصبہ آجلہ میں جا کر معلوم کرو کہ یہاں سب سے زیادہ غریب و پریشان حال کون ہے؟ اور یہ معلوم ہونے کے بعد آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو ایک بوسیدہ مکان ہے جس میں ایک گدڑی کے علاوہ دوسری کوئی چیز نظر نہیں آتی اور ایک بڑے میاں ایک ضعیفہ اور ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اسلامی رسم و رواج کی پابندی کرتے ہوئے سب سے پہلے سلام کر کے آتے بڑے میاں سے اس ٹوٹے ہوئے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت چاہی اور اسی جگہ فروکش ہو گئے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر آپ کی آمد ہو اور تشریف آوری کی خبر پوشیدہ رہ جائے۔ چنانچہ قیام کے ساتھ ہی آجلہ کے رؤسا و مشائخ کی لگاتار حاضری شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے زبردست ازدحام ہو گیا۔ سبھوں نے عاجزانہ طور پر استدعا کی کہ

یہاں تو آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔ یا تو آپ ہمارے یہاں قیام کریں یا کسی اور دوسری معقول جگہ کو قیام کے لئے پسند فرمائیں مگر آئنے کسی کی درخواست قبول فرمائی بالآخر سارے امراء و مشائخ آجلہ نے دہلی پر آپ کی خدمت مبارکہ میں اندریں پیش کرنی شروع کر دیں اور ان کی میں سونے چاندی کپڑوں اور مویشیوں کے انبار لگ گئے۔ اور خلق کا اتنا بڑا اجتماع ہو گیا کہ گھر کے اندر تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہا خصوصاً مشائخین زمانہ اور عموماً مسلمانوں کو سرکار غوث اعظم کے اس رحم و کرم کے بھرپور عمل سے درس لینا چاہئے کہ جب سرکار جیلانی کو اتنی عظیم شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے ایک غربت افلاس کے مارے ہوئے شخص کے یہاں قیام فرمانے میں عار نہیں اور آپ کی عظمت و شان تمکنت کو کوئی نقصان نہیں تو پھر کسی اور کو یہ خیال کرنے کا کیا حق پہونچتا ہے کہ وہ یہ سوچے کہ عزت تو کسی مالدار کے یہاں یا بڑی ہی جگہ پر بٹھرنے میں ہے بہر حال غرباء و نوازی کا یہ زبردست مظاہرہ ہے۔ حضرت شیخ عبد اللہ بن شیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غریبوں، صغیفوں اور مسکینوں کو نے پناہ محبت کرتے تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ امیروں سے تو سبھی محبت کرتے ہیں وہ جہاں کہیں جاتے ہیں لوگ ان کی عزت کرتے ہیں بیچارے غریبوں کا کون پرسان حال ہوتا ہے کیا میں بھی ان سے محبت نہ کروں۔

متحدہ روایتیں شاہد ہیں کہ آپ نے انہما غریبوں پر ور تھے اور آپ کے

دربار عالیہ میں مساوی طور پر امراء و غرباء کی عزت کیجاتی تھی۔ اس امر میں بھی آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے مطیع و فرمانبردار اور پیروکار تھے۔

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رحمت اور کرم گستری | کے رحم و کرم کا دریائے بیکراں ہر آن

موجزن رہتا تھا رحمت و رافت کے پختے ہمہ لمحہ جاری رہتے تھے اتنا
کبھی آپ کو غصہ آ جاتا اور حالت جلال میں زبان پر کوئی سخت بات آ
جاتی جس سے کسی کی دل شکنی ہوتی تو فی الفور آپ کا دل رحم و کرم
بھرے جذبات سے لبریز ہو جاتا اور اسے کبیدہ خاطر دیکھ کر بقیار ہو جاتے۔
ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چیل آکر مجلس وعظ
میں شور مچانے لگی اور وعظ میں مسلسل خلل واقع ہونے لگا لیکن اس کا شور
نہ بند ہوا۔ بس آپ کو جلال آگیا اور قہر آلود نظر سے جو آیتیں دیکھا تو تڑپستی
ہوئی آکر زمین پر گر گئی۔ فوراً آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور محبت سے اس کے
اوپر ہاتھ پھیر کر خدا کی بارگاہ میں اس کی دوبارہ زندگی کے لئے دعا فرمائی حکم الہی
سے وہ زندہ ہو گئی آیت نے فرمایا اڑ جا فوراً ہی وہ فضا میں اڑ گئی۔

اسی طرح شیخ ابوالمنظف بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار عنوث
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان میں تشریف رکھتے تھے اور کچھ لکھتے تھے کہ
ایک نامک چھت سے مٹی گری آیت نے کوئی توجہ نہ کی۔ دوبارہ مٹی پھر گری پھر بھی
آپ کچھ نہ بولے۔ سہ بارہ مٹی گری تو سر مبارک اٹھا کر ملاحظہ فرمایا کہ ایک
چوہا چھت میں سوراخ کر رہا تھا عالم جلال میں ارشاد فرمایا سرش
زتن جدا باد۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ چوہے کا سرا کے جسم سے جدا
ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اب عنوث شہ آب کی درد مندی و چارہ گری کا نظارہ

مجھے یہ چوٹ سے کی یہ حالت غیر دیکھ کر آپ کا دل مضطرب اور بیقرار ہونے لگا۔ آنکھوں سے آنسو چھلک آئے اور انتہائی تاسف ہو کر فرمایا کہ اب مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ خدا نخواستہ اگر کسی مسلمان کو مجھ سے کوئی اذیت پہنچی اور جوش میں اسکے لئے میری زبان سے کچھ نکل گیا تو کہیں اس کا بھی یہی انجام نہ ہو۔

شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدرسہ میں بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ حالت پر واز میں ایک چڑیا نے آپ کے اوپر بیٹ کر دی۔ آپ نے سر اٹھا کر نگاہ غیظ و غضب سے جو دیکھا تو فضا سے زمین پر گر پڑی اور تڑپ کر اسی وقت مر گئی۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے کپڑے اتار کر خادم کو دیئے اور فرمایا کہ انھیں لیجاؤ بازار میں بیچ کر جو قیمت ملے وہ فقیروں کو تقسیم کر دو میرے اس منل کا یہ کفارہ ہے کہ یہ بیچاری مفت میں میری نگاہ غیظ و غضب کا شکار ہو گئی۔

ہ خود تو کھاتے نہیں اور لو کو کھلاتے ہیں

سخاوت اور فیاضی | کیسے صابر ہیں محمد کے گھرانے والے

سید الرسل مختار کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر فیاض و سیر حشیم بھلا اللہ کی اس زمین کے اوپر کون پیدا ہوا ہے؟ اہلبیت کرام کی ایثار و قربانی اور فیاضی کو دیکھ کر انسانیت کو حاتم طائی کی داستانہائے سخاوت اپنے دل و دماغ سے بھلانے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

خود آپ تو بھوکے رہ جاتے تھے مگر دوسروں کا پیٹ بھر دیا کرتے تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ دو دو مہینے گزر گئے اور کاشانہ نبوت میں جو طے سے دھواں نہیں اٹھ سکا۔ گھر کا تو یہ حال لیکن بیگزبانہ شان یہ ہے کہ صبح سے شام تک دست نبوت کے ذریعہ ہزار ہا بکریاں تقسیم ہوتی ہیں۔ مدینہ کی گلیوں میں ہن برس رہا ہے۔

مصطفیٰ کی رحمتوں کی چھاؤں میں ایک دنیا آرام و آسودگی کے ساتھ موج کر رہی ہے تو پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر یہ صفات کیوں نہ پیدا ہوتے۔ چنانچہ آپ بھی بڑے مہماں نواز بہت بڑے سخی۔ اعلیٰ ترین سیر چشم نے لاگ فیاض تھے آپ کی بخشش و عطا کی کوئی انتہا نہ تھی کھروڑوں روپے دست مبارک سے تقسیم فرمادیئے۔ عموماً ہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے۔ آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔

وسے تو آپ فراخی و تنگی ہر حال میں دریادلی کے ساتھ خرچ کرینکے عادی تھے اور نے در مبلغ راہ مولایں خرچ کیا کرتے تھے۔ لیکن بفضل الہی جب وہ وقت آیا کہ آپ کین خدمت میں لوگوں کی جانب سے نذروں و فتوحات کی آمد شروع ہوئی پھر تو کوئی حصہ و شمار ہی نہیں تھا۔ ہزاروں لاکھوں روپے نذرانے میں یومیہ آتے تھے مگر اللہ رے آپ کی فیاضی اور دریادلی کہ ساری کی ساری رقم اسی دن راہ مولایں بانٹ دیتے تھے۔ بڑی سے بڑی رقمیں نذرانہ میں آتی تھیں بالکل معمولی درجہ پر کم سے کم پندرہ بیس ہزار روپیہ یومیہ آمدنی تھی مگر ہاتھ میں آیا نہیں کہ غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کے پاس پہنچ گیا۔ روزانہ دن کی آمدنی دن کے اچالے ہی میں تقسیم ہو جاتی۔

تھی۔ سخاوت اور فیاضی کا ایک دریائہ تھا جو ہر وقت موجیں مار رہا تھا۔ ایک نیا
آستانہ غوثیت مآب سے فیضیاب ہو رہی تھی۔ ہر چہار جانب آپ کی بخشش
و عطا کی دھوم مچی تھی۔ دور دور سے لوگ سکر آتے اور دینی و دنیوی ہر مرام سے
شاد کام ہو کر لوٹتے تھے۔ دنیا و آخرت ظاہری و باطنی ہر دولت یہاں تقسیم
ہو رہی تھی۔ کسی سولی کو آتے محروم نہیں واپس کیا اور دیا بھی تو فیاضی
کے ساتھ اتنا دیا کہ دامن مراد بھر گیا بلکہ تنگی دامن کی شکایت ہو گئی۔ مانگنے
والے نے جو کچھ بھی مانگا اُسے بلا ہمیشہ آپ کی نظر سوال پر جاتی سوالی پر نہ
جاتی تھی۔ مستحق و غیر مستحق کی تمیز کئے بغیر سوال ہوا نہیں کہ دست سخا اپنا
کام کر گیا۔ اکثر و بیشتر طلب سے پہلے ہی عطا فرمادیتے تھے۔ سوال رو
کر نا آپ کی فطرت کے خلاف تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

”مستحق و غیر مستحق را بدہ کہ مولے تعالیٰ ہر دورا بدہ۔“

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت
سے ایک دن ایک بہت بڑا تاجر آپ سے آکر کہنے لگا کہ میرے پاس بہت
زکوٰۃ ایک بھاری رقم موجود ہے جو بنیت تقسیم الگ رکھی ہے۔ میری خواہش
ہے کہ براہ مولائیں اسے تقسیم کر دوں مگر کوئی مستحق نہیں ملتا۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مستحق و غیر مستحق کی تمیز
کئے بغیر دونوں کو دید و تاکہ پروردگار عالم تم سے راضی ہو کر تمہیں وہ عنایت
فرمائے جسکے تم مستحق ہو اور وہ بھی عطا فرمائے جسکے تم مستحق نہیں ہو۔

آپ کی فیاضی و سخاوت پر ان واقعات سے کتنی زبردست روشنی

پڑتی ہے جس سے عام مسلمانوں کو متاثر ہو کر درس لینا چاہئے۔ آج کے دور میں ہر کس و ناکس کو دینا تو کجا، کسی کو بھی دنیا لوگ پسند نہیں کرتے اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ خیرات زکوٰۃ ہی نے بیکاری و گداگری میں اضافہ کر رکھا ہے اور قوم ملت و ملک کے اندر غفلت و سستی اور بیکاری عام ہوتی جا رہی ہے بایں وجہ روز بروز جذبہ خدا پرستی کمزور سے کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

اگر ایسے لوگ خود اپنے کو اسی پوزیشن میں تصور کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے اپنی محتاجی کا تصور رکھتے تو میرا خیال ہے کہ کبھی بھی اپنے ذہن و فکر میں یہ رائے نہیں قائم کر سکتے تھے کہیں معطلی حقیقی پروردگار عالم بھی عطا فرمانے میں اسی طرح مستحق و غیر مستحق کی تمیز فرمانی شروع کر دے تو یقیناً جانئے کہ ہمیں ایک وقت کی بھی روٹی ملنی مشکل ہو جائے گی۔ جب اسکی عطا ہائے عوام میں مستحق و غیر مستحق کا کوئی سوال نہیں اور برابر عطا فرما رہا ہے پھر ہمیں بندہ محتاج ہو کر اسکی مخلوق کے درمیان کسی قسم کی تمیز کرنے کا کیا اختیار ہے۔

کس قدر امنوسناک بات ہے کہ ہم اپنے کو بغیر اسکی عطاؤں کا مستحق بنائے ہوئے اس سے ہر نعمت کے طلبگار ہیں اور جب ہم سے اسکے بندے کچھ سوال کرتے ہیں تو جھٹ ان کے درمیان ہم تمیز کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ حاجت کے بغیر حرص و ہوا سے مغلوب ہو کر دست سوال دراز کرنا انتہائی معیوب و ممنوع ہے۔ مگر یہ تو مانگنے والے کی خود اپنی ذمہ داری ہے۔ دینے والے کے اوپر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

حضرت ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور چند

دوسرے مشائخ کرام سرکار غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ میا ختہ آتے
 حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا اس وقت میں منظر سنا ہوں جسکے دل میں جو بھی خواہش
 ہو مانگ لے جو طلب کرے گا دیا جائیگا۔ یہ سکر شیخ ابوسعید نے ترک دنیا۔ شیخ
 قائم نے قوت مجاہدہ۔ شیخ عمر بزاز نے خوف خدا۔ شیخ حسن قادری نے احوال
 باطنی میں ترقی۔ شیخ جمیل نے حفظ اوقات۔ شیخ ابوالبرکات نے عشق غوثیت
 مآب۔ اور شیخ خلیل نے مرتبہ قطبیت کے حصول کی استعداد کی دو شخص اسے
 بھی تھے جنہوں نے دنیوی مناصب رفیعہ کے حصول کی خواہش ظاہر کی سب کے
 سوالات اور حاجتیں سننے کے بعد آیت فرمایا۔ کَلَّا لَمِدُّ هُوَ لَا يَمِنُ عَطَاءُ
 رَبِّكَ فَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا حضرت ابوالخیر ہی کا بیان ہے
 کہ واللہ دیدم کہ ہر کہ ہر چہ طلب کروں بدایا میرا مگر شیخ خلیل کہ ہنوز قہر
 نرسیدہ بود۔

جذبہ ایشارہ و اخلاص

خلوص و ایشارہ ہی وہ صفات ہیں جو فی الحقیقت انسان کو
 انسان بنادیتی ہیں۔ خلوص کے یہ معنی ہیں کہ جو کام کیا جائے اس میں اپنی
 کوئی ذاتی غرض نہ شامل ہو اور جذبہ للہیت کامل طور پر کار فرما ہو۔ فرض
 کو فرض ہی سمجھ کر کرنا چاہئے۔

ایشارہ یہ ہے کہ اپنے مفاد کے اوپر دوسروں کے مفاد کو مقدم
 رکھا جائے۔ درگاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین کے اندر خلوص و ایشارہ کی وہ منوشانیوں پیدا ہو گئی تھیں کہ

شدید حاجت ہونیکے باوجود اگر کوئی بھوکا دروازہ پر آگیا تو سارے کا سارا اٹھا کر اُسے دیدیا اور خود بھوکے رہ گئے۔ دوسرے کی ضرورت کے مقابلہ میں اپنی ضرورت کو قطعی اہمیت نہ دیتے تھے۔

تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ جنگ یرموک میں ایک مجاہد صحابی زخموں سے چور ہو کر زمین پر گر پڑے۔ شدت تشنگی سے مغلوب ہو کر پانی مانگا۔ ایک شخص پانی لیکر پہنچے ہی تھے کہ دوسری جانب سے العطش کی آواز آئی۔ سنتے ہی فرمایا کہ پہلے انھیں پلاؤ۔ ان کے قریب گئے۔ ابھی گلاس لبوں تک پہنچا تھا کہ تیسری طرف سے بھی العطش کی آواز آئی۔ فوراً منہ سے گلاس ہٹا کر فرمایا پہلے ان کو پلاؤ۔ اسی طرح سات آوازیں آئیں ساتویں صحابی کے قریب پہنچے مجروح تڑپ رہے تھے۔

انھوں نے اصرار کے ساتھ کہا پہلے انھیں پلاؤ یہ ادھر جو آئے انھیں اصل بحق پایا دوبارہ پلٹ کر ادھر گئے تو وہ بھی شہادت کے چھلکتے ہوئے جام سے سیراب ہوئے تھے غرض کہ ساتویں صحابیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پیاسے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ اللہ یہ صحابیہ کرام کتنے بے نفس تھے۔ ان قدسی صفات انسانوں میں کتنا پاکیزہ جذبہ پیدا ہو گیا تھا ان کے دلوں میں کس حد تک انسانی درد جگہ پا چکا تھا۔ قرآن عظیم کے اندر بُلُّ یُؤْتِرُونَ عَلٰی الْفُیْہِمُ میں ان نے نفس صحابہ کی اسی صفت ایشار کی تعریف کی گئی ہے

ۛ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی نے نفس حضرات کے

میٹھ و پیر و کار تھے اور آپکی مقدس زندگی میں بھی خلوص و ایثار کے
یوں ہی جلوے نظر آتے ہیں۔

سرزمین بغداد پر ایک مرتبہ اتنا زبردست قحط پڑا کہ مخلوق خدا
کو انتہائی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا کئی کئی دن غراب و مساکین کی
آب و دانہ سے ملاقات نہ ہو پاتی تھی۔ وجہ کے قریب اور امراء کے دروازوں
پر سبزی بازار و دیگر مارکیٹوں میں فاقہ کشوں کے گروہ تلاش و جستجو میں جکر
لگایا کرتے تھے کہ شاید پھینکی پھانکی سٹری گلی ترکاریاں و فروٹ ہی میل
جائیں یا سبز یوں پھلوں کے چھلکے ہی مل جائیں گھا سٹات ہی نظر آجائیں تو پیٹ میں ایسا لین لکین چیریں
بھی بغداد کی دنیا میں ناپید ہو چکی تھیں۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی عمر شریف اس وقت کل بائیس سال کی تھی (عین عالم شباب)
آپکی طالب علمی کا دور تھا۔ دن بھر محنت و دماغ سوزی آپ کا مشغلہ تھا
خرچ کیلئے والدہ ماجدہ کچھ رقم بھیج دیا کرتی تھیں اور آپکی یہ حالت تھی
خرچہ آیا نہیں کہ عزیزوں مسکینوں کی تکالیف نہ برداشت کر کے تقسیم
فرما دیا اور خود آٹے فاقے شروع کر دیئے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ کئی وقت فاقے سے تھے کہیں آپ جلد سے تھے
اٹناے راہ میں بھوک لگنے کے سبب سر چکرانے لگا مجبوراً لٹکھڑاتے ہوئے
قریب کی مسجد میں پہنچ کر ایک گوشہ میں لیٹ گئے۔ ناگاہ ایک عجیب نو جوان
کچھ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لیکر مسجد میں داخل ہوا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا
کھانے سے پہلے اس نے آپ کو آواز دی اور اصرار پیہم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھایا

دوران طعام میں گفتگو کے ذریعہ یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ جیلانی طالب علم ہیں تو عجمی نے دریافت کیا کہ آپ بعد القادر کو بھی جانتے ہیں؟ پھر جواباً یہ معلوم ہوا کہ بعد القادر یہی ہیں تو کھاتے کھاتے نوجوان ابدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں کئی دن سے آپ کی تلاش میں آگراں زاد راہ ختم ہو جانے کے باعث تین دن فاقوں سے گزارنے کے بعد تاج آپکی والدہ کے بھیجے ہوئے آٹھ دیناروں میں سے یہ کھانا لایا ہوں اب آپ میری طرف سے نہیں بلکہ میں آپکی جانب سے کھا رہا ہوں اللہ آپ سے اس خیانت کے لئے معاف فرمادیں آپ کا دریائے کرم تو بہت موجزن رہا کرتا تھا۔ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نادم و پیشمان ہونے کی کیا ضرورت ہے مال تو خدائے قدیر کا ہے ہم اور تم دونوں ہی اس کے بندے ہیں تم کو حاجت تھی اگر خرچ کر لے تو اسمیں بُرائی کیا ہے۔ پھر آئے نہ صرف یہ کہ اس کی خوب اچھی طرح خاطر و تواضع کی بلکہ ان آٹھ دیناروں میں سے چند دینار بھی عطا فرمادیے۔ یہاں تک کہ ان آٹھ اشرفیوں میں سے تیسرے ہی دن جو سال ڈیڑھ سال تک آپ کے اخراجات کیلئے کافی تھیں ایک بھی نہ بچی۔ جو بھی غریب نظر آیا اسے دیدیا۔ سوچئے کہ ناداری کے سبب کس قدر تکلیف برداشت فرما چکے تھے مگر جب دینار ہاتھ آئے تو سب کچھ بھول گئے اور دوسروں کی تکالیف کے سامنے اپنی کوئی تکلیف یاد نہ رہی۔ یہ مادہ پرست دنیا جو صرف اپنے ہی آرام و فائدہ کو مد نظر رکھتی ہے۔ اس کردار کو دیکھ کر اتنا ضروری ہے کہ گی کہ یہ سراسر انجام ناشناسی ہے لیکن سچ اگر بوجھے تو انسانیت کی بنیاد یہی ہے۔ اگر انسان اپنے ہی جیسے انسانوں کی تکلیف و راحت کا احساس نہ

کرے تو انسانوں اور جانوروں کے درمیان فرق ہی کیا ہے۔ اسلام بتلاتا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں دیتا ہے وہ کبھی محروم نہیں ہوتا ہے۔ زندگی کے میل و نہار میں تکالیف و پریشانیاں کسی نہ کسی نہج سے انسان کے اوپر آتی رہتی ہیں مرنے کو تو بھی مری جاتے ہیں بڑے بڑے اس دنیا میں مر گئے۔ مرنے والا مری جاتا ہے کوئی بھول کر بھی اس کا ذکر نہیں کرتا لہذا ایک مرنی والا جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو ہمیشہ کے لئے لوگوں کے دلوں میں اپنی یادوں کا چراغ جلا کر جاتا ہے آپکا یہ ایثار یادگار زمانہ بن گیا۔ پوری زندگی خلوص و ایثار سے لبریز ہے۔ ہوش و خرد کی منزل میں آنے سے لیکر وقت آخر تک دوسروں کو فائدہ پہونچاتے رہے اور آج وصال فرمانے کے بعد بھی دریائے کرم کی روانی و فیض بخشی کا وہی عالم ہے۔ اب بھی ایک دنیا آپکی عطاؤں سے دارم مراد بھر رہی ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بیان فرمایا ہے کہ بغداد مقدس میں ایک زمانہ میرے اوپر ایسا بھی گزرا ہے کہ بیس دن تک مجھے اس قسم کی کوئی چیز نہیں ملی کہ جسے میں غذا کے طور پر کھا لیتا۔ جب بھوک نے بہت زیادہ بقیار کیا تو اس خیال سے ایوانِ کسریٰ کے کھنڈرات میں گیا کہ شاید وہاں کوئی حلال چیز مل جائے جسے میں کھا سکوں چنانچہ جب میں وہاں پہونچا تو دیکھا کہ مجھ سے پیشتر شہر و دیش موجود ہیں اور ان سب کی آمد کا بھی وہی مقصد ہے جو میرا مقصد تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ مروت کے خلاف ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔

انھیں لوگوں کو کچھ مل جائے تو بہتر ہے یہ سوچ کر میں وہاں سے چلا آیا شہر میں پہنچا تو جاننے پہچاننے والوں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور سونے کا ایک ٹکڑا دیتے ہوئے اس نے کہا یہ آپکی والدہ محترمہ نے آپ کیلئے بھیجا ہے میں نے سونے کا وہ ٹکڑا لینے کے بعد ٹھوڑا سا اپنے لئے رکھ لیا اور بقیہ سونالے کر دوبارہ ایوان کسری کے کھنڈرات میں گیا اور ان شرور و لیشوں کو برابر تقسیم کر دیا۔ انھوں نے متعجب ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا والدہ محترمہ نے میرے اخراجات کے لئے بھیجا تھا مجھے یہ بات مناسب نہ معلوم ہوئی کہ میں سب سونا خور کھیتا میں نے اس میں آپ سب حضرات کو شامل کر لینا بہتر سمجھا وہاں سے واپس آ کر اپنے حصے کے سونے سے کھانا خرید ابھر بہت سے فقیروں کو بلالایا اور ان کے ساتھ میں نے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد اس سونے میں سے میرے پاس کچھ بھی نہ باقی رہا میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا یہ معمولی بات نہیں ہے کہ بیش دن برابر بھوک اور فاقوں کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد تلاشِ قوتِ لایموت کی خاطر جانا اور صرف اس بنیاد پر لوٹ آنا کہ وہاں درویشوں کی ایک جماعت اسی تلاش میں مشغول ہے۔ خلوص و ایثار کا یہ شاندار مظاہرہ آج کی دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا۔ مروت کا بلند و بالا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی انتہائی تکلیف کو بھی دوسروں کی تکلیف کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہ دے۔ مالک نے نیاز اس مروت اور خلوص و ایثار کا بہترین بدل عطا فرماتا ہے۔ اس کے لئے جو کچھ بھی خرچ کیا جاتا ہے۔ اس کا صلہ ضرور ملتا ہے۔ سرکارِ عنوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس آتے ہی والدہ

کیطرف سے بھیجا ہوا سونا ملا۔ اب ذرا شانِ غوثیت تو دیکھئے کہ اسی وقت اسے لئے ہوئے ایوانِ کسری پہنچے اور بقدرِ سادی اتنے لئے رکھ کر برابرِ ستر درویشوں کو تقسیم فرما دیا پھر اپنے حصے کے سونے سے کھانا خرید کر بہت سے فقراء کو بلایا اور اپنے ساتھ بٹھا کر سب کو کھلایا اور شام تک آٹکے حصہ سونا میں سے کچھ باقی نہ بچا۔

دوستو! اس واقعہ کی اہمیت کس قدر بڑھ جاتی ہے جبکہ اس چیز کو پیشِ نظر رکھ کر سوچا جائے کہ اس وقت آپ کی اد اہلِ عمری اور دور طالبِ علمی تھا لیکن اس زمانہ میں بھی بلا دوسروں کو کھلائے خود نہ کھاتے تھے اور جب بھی کچھ میسر آ جاتا، کبھی دوسروں کو تقسیم کئے بغیر اور لوگوں کو بغیر ساتھ بٹھائے نہ کھاتے تھے یہی آپ نے تعلیماتِ نبوی سے سیکھا تھا۔ آپ کے دستِ مبارک میں پیسہ رکنا جانتا ہی نہ تھا۔ جذبہٴ مروت کبھی اکیلا کھانے پر آپ کو آمادہ ہی نہیں ہونے دیتا۔ ساری زندگی یہی کیفیت رہی از صبح تا شام ہزار ہا دینار آتے تھے لیکن تاریکی شب کی آمد سے پہلے پہلے ایک پیسہ باقی نہ بچتا تھا۔ عزباء پروری کے لئے لنگر علیحدہ جاری تھا و سترخوان الگ کشادہ تھا۔ ہمانوں کو ساتھ بٹھائے بغیر زندگی بھر کبھی کھانا نہ کھایا۔ ہمانوں میں طلباء و فقراء بھی کافی تعداد میں ہوا کرتے تھے اکثر و بیشتر آپ کے خادمِ خصوصی حضرت مظفر رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھانے کے وقت پیکار پیکار کر لوگوں کو بلاتے تھے۔ مسافرین کے لئے طعام کے ساتھ قیسام کا بھی معقول انتظام کیا جاتا تھا۔ آپ کے مدرسہ و خانقاہ میں ہر وقت مسافروں کے مسلمانوں کو آپ کی طرزِ زندگی سے سبق لے کر عمل کرنا چاہئے۔

بہانوں، فقیروں، مسکینوں اور علماء و مشائخین کرام کا ہجوم رہتا تھا۔

مخصوصین و مریدین کے اوپر شفقت و رحمت

ہمدردی اور شفقت کا پوچھنا ہی کیا ہے۔ مجلس کے حاضر باش

حضرات میں سے کوئی بھی شخص نظر نہ آتا تو نمایاں طور سے چہرے پر منکر و

تشویش کا اظہار ہوتا تھا۔ بار بار اُسے پوچھتے خادم سے فرماتے کہ جا کر کے معلوم کرو

کہیں کسی پریشانی میں تو نہیں مبتلا ہو گیا۔ طبیعت تو نہیں خراب ہو گئی ہے

جب تک اس کی خیریت نہ معلوم فرمایا لے مطمئن نہ ہوتے اگر وہ شخص بیمار

ہوتا اور اسکی علالت کی خبر آپ کو ملتی تو اسکی عیادت کو تشریف لیجاتے

اپنی تمام زندگی میں اپنے حلقہ بگوشوں اور اپنی بارگاہ کے تمام حاضر باش

حضرات میں سے جس کسی کی بھی علالت کی خبر پاتے تھے۔ ضرور ضرور آپ

اس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اور بہت قریب جا کر بیٹھتے تھے۔ دیر

تک اطمینان و تسلی بخش باتیں کرتے اور ہمدردی کا اظہار فرماتے تھے۔

اجاب میں سے ایک شخص بغداد مقدس سے کافی فاصلے پر

ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے آپ کو ان کی علالت

کی خبر ملی تو آپ سفر کی تمام دشواریاں برداشت کر کے اسی گاؤں میں انکی

عیادت فرماتے تشریف لیگئے۔ اتفاق سے اس وقت وہ گھر کے بجائے اپنے

کھجوروں کے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آتے ہی اسی باغ میں جا کر عیادت

فرمائی اس باغ میں دو درخت ایسے تھے جو خشک ہو گئے تھے اور صاحب باغ

ان کے کٹوانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ دوران گفتگو میں اس کا ذکر آیا۔ آتے ہی ان

درختوں میں سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے
کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اسکے بعد ہفتہ کے اندر ہی ان درختوں میں بارہ
زندگی آگئی اور شاداب ہو کر بکثرت بھلنے لگے۔ روایت کی شہادت یہ ہے
کہ آپ کی تشریف آوری ایسی برکت کا باعث بنی کہ ان کے کاروبار میں بھی
کافی ترقی ہو گئی۔

آپ اپنے اجاب و حلقہ بگوشوں کو تحائف

ہدا یا اور تحفہ

بھی بھیجا کرتے تھے۔ خود بھی لوگوں کے ہدا یا

قبول فرمالتے تھے۔ پھر حاضرین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ کا دستور تھا
کہ جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا تو آپ اسکے یہاں اس سے
اجھا اور نفیس ہدیہ بھیج کر اسے خوش کرنے کی کوشش فرماتے تھے کیونکہ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارکہ آپ کے پیش نظر تھا جو یہ
ہدیہ پیش کرے تم اسے اس سے عمدہ ہدیہ پیش کرو۔ اس سے آپس میں محبت
بڑھتی ہے۔ بادشاہوں سے ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ ہاں ان کے علاوہ
اگر کوئی شخص تحفہ پیش کرتا تو قبول فرمالتے اور اسی وقت لوگوں کو تقسیم
کرتے تھے۔

ایک دن خلیفہ مستجد بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشرفیوں

کے دس توڑے نذرانہ پیش کئے۔ معمول کے مطابق آپ نے لینے سے انکار فرمایا

لیکن جب وہ مٹھر ہوا تو آپ نے ایک توڑا اپنے دائیں ہاتھ میں اور ایک بائیں

ہاتھ میں لیکر دونوں کو رگڑنا شروع کیا تو اشرفیوں سے خون بہنے لگا۔

آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر سے شرم نہیں آتی کہ انسانوں کا خون چوستے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو۔ خلیفہ کے اوپر اتنا بگڑا اثر ہوا کہ اسپر عنشی طاری ہو گئی۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی میں علم کلام سے مجھے بڑی دلچسپی تھی۔ بہت سرگرمی سے میں حاصل کر رہا تھا۔ کئی کتابیں مجھے حفظ ہو گئی تھیں اور میں نے اس میں درجہ اجتہاد حاصل کر لیا تھا۔ میرے چچا شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ کو اس سے باز رہنے کی تاکید کرتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا۔ ایک روز وہ مجھے سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آستانہ عالیہ سے جب قریب ہوئے تو کہنے لگے کہ اس وقت ہم ایک پتھر اور حقیقی نائب رسول کی بارگاہ میں باریاب ہو رہے ہیں جس کے قلب اطہر پر تجلیات الہی ہر وقت کا بل طور پر جلوہ افگن رہتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ موڈب و ہشیار رہیں تاکہ ہم فیوض و برکات سے محروم نہ واپس ہوں۔

یہی خیال و تصور لئے ہوئے ہم بارگاہ گرامی میں حاضر ہوئے قدرے توقف کے بعد چچا محترم نے عرض کیا یہ میرا بھتیجہ علم کلام کی تحصیل میں محو رہتا ہے اور میری سخت تاکید کے باوجود نہیں مانتا۔ یہ سن کر سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست مبارک جو میرے سینہ پر رکھا تو میرے سینے سے علم کلام کا فور ہو گیا۔ جو کچھ مجھے یاد تھا سب بھول گیا اپنی یہ کیفیت دیکھ کر مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ آتے نوزائ میری بددلی کا احساس فرمایا۔ اور

سکرانے لگے۔ مغا میں بھی شاد ہو گیا کہ اسی وقت آپ کی توجہ سے میرے
 قلب کے اوپر علم لدنی کے دروازے کھل گئے اور علم و حکمت کی روشنی چمکنے
 لگی اسکے بعد آیتنے فرمایا کہ عمر اب تم مشاہیر عراق میں سے ہو گئے۔ چنانچہ
 ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ایک جدید سلسلہ معرفت کے
 بانی کی حیثیت سے دنیا و اسلام میں مشہور ہوئے اور عرصہ دراز تک بغداد
 مقدس میں آپ کی دھوم رہی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد
 آپ ہی کا بول بالا اور بکثرت اللہ کی مخلوق آپ کی جانب راغب ہوئی۔
 حضرت شیخ ہشام الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
 دوست شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سرکار
 غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلہ میں تھا۔ چالیسویں دن میں
 نے دیکھا کہ شیخ سہروردی ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہیں اور ایک
 پیمانہ ہاتھ میں لے کر جو اہرات سے بھر کر پہاڑ کے نیچے کھڑے
 ہوئے لوگوں کے اوپر پھینک رہے ہیں یہ منظر دیکھ کر میں بے حد متحیر ہوا کہ لوگ
 ان جو اہرات کو جب جن لیتے ہیں تو اتنے ہی جو اہرات پھر پیدا ہو جاتے
 ہیں اور آپ اسی پیمانہ سے بھر کر پھر نیچے لوگوں کیسے پھینکتے ایسا معلوم
 ہوتا تھا جیسے کوئی چشمہ ہے جس سے جو اہرات اُبل رہے ہوں۔ جب میں چلہ
 سے باہر آیا تو حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کا ذکر کیا۔
 حضرت شیخ سہروردی نے فرمایا نجم الدین تم نے جو کچھ مشاہدہ کیا وہ حقیقت
 ہے۔ یہ دولت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرم گسری کی بدولت

حاصل ہوئی ہے۔ علم کلام کے عوض مجھے یہ نعمت عطا کی گئی ہے۔ یہ سرکار
عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرم تھا۔

بحونکہ شیخ بہروردی سے آجئے علم کلام سلب فرما دیا تھا اسلئے
اس کا بدلہ ضروری تھا یہی صفت کریم ہے جب وہ کسی سے کوئی چیز مصلحتاً
لے لیتا ہے تو اس کا کئی گنا بڑھا کر بدلہ عطا کرتا ہے۔ آپ کریم بن کریم
ہیں بھلا آپ کیونکر نہ بدلہ عنایت فرماتے دیا اور اس قدر دیا کہ جسکی کوئی
مثال موجود نہیں۔

صبر و ثبات قدمی | سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس قدر

مصیبتیں وقتیں اور دشواریاں جھیلنی پڑی تھیں۔ پھر انھیں جس صبر و استقلال
کیساتھ آتے برداشت کیا ہے وہ آپ کا اپنا مخصوص حصہ تھا۔ عہد ماضی یا
بہت سے اکابر و مشائخین کرام ایسے گذرے ہیں جنہوں نے تنگدستی و ناداری
کی حالت میں صبر و ثبات قدمی کا ثبوت پیش کیا ہے مگر آتے مصائب و
تکالیف فقر و فاقہ تنگدستی و ناداری کے جس ماحول میں رہ کر کہاں حاصل کیا اس
کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ذہین بڑے
محنتی بیدست و صابر بخوف و مستقل مزاج انسان تھے۔ تکمیل علوم ظاہری و
باطنی کی اتنے اندر کامل ذوق رکھتے تھے۔ آتے حضرت شیخ حماد سے جواں عمری
میں اتنے آئندہ ہونیوالے مریدوں کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس سے واضح طور
پر معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کامرانی و بندگی مراتب کا پورا پورا یقین رکھتے تھے
اور یہی بڑے بین کی دلیل ہے اگر مادی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بھی

آپ کے اندر ترقی کر نیوالے تمام جوہر پائے جاتے تھے۔

پروردگار عالم اپنے ان بندوں کی مدد فرماتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں آپ نے بھی اپنی مدد کی حصول کا میابی کے لئے عزم محکم فرمایا تو خدائے قدس نے آپ کے عزم و ارادے کو کامیاب بنا دیا۔ آپ نے ابتدائی دور میں بہت ثبات قدمی سے کام لیا تو آپ جو کچھ ہونا چاہتے تھے اس سے بھی سوا ہر کے رہے۔ شیخ حماد نے آپ کے اندر محض پختگی پیدا کرنے کی غرض سے آپ کو زد و کوب کیا۔ سختیاں بھی کیں۔ حد یہ کہ سردی کے موسم میں ہمراہ جاتے ہوئے پل پر سے دریا میں ڈھکیل دیا مگر جھٹ آپ دریا سے نکل کر پھر ان کے ہمراہ ہو گئے۔ کبھی کبھی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ارشاد فرماتے تھے آج میرے پاس بہت کافی کھانا آیا تھا۔ میں نے خود کھایا دوسروں کو تقسیم کیا۔ لیکن تمہارے لئے کچھ نہ رکھا۔ حضرت شیخ حماد کا یہ ارشاد سن کر بھی آپ بدول نہ ہوئے۔ دامن صبر ہاتھوں سے نہیں چھوڑا۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ طرز عمل دیکھ کر مجلس کے دیگر حضرات کو بھی ایذا پہونچانے کی جرات ہونے لگی لیکن کسی قسم کی تکالیف سے آپ کبھی بھی دل برداشتہ نہ ہوئے۔

ایک مرتبہ مجلس حمادیہ کے ایک بزرگ نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہونچائی حسب معمول آپ نے صبر سے کام لیا مگر شدہ شدہ شیخ حماد کو اس کی خبر پہونچ گئی انہوں نے ان بزرگ کو سخت تنبیہ کی اور فرمایا نے ادب گستاخ۔ تم عبد القادر کو کیوں اذیت

یہ ہو پختا ہے ہو تم میں کسی کوئی بھی تو انکی گرد راہ کو نہیں چھو سکتا۔ پھر سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر حضرت شیخ حماد نے فرمایا۔

”بعد القادر اب تک میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ صرف پختگی اور تربیت کیلئے تھا۔ اب تمہاری پختگی و استقامت پہاڑ کی مانند ہو گئی ہے خداوندِ قدوس تمہیں نے پناہ عزت دے گا۔“

بچپن میں سال تک ایک حالت اور نوعیت سے مجاہدے کرتے رہنا شب و روز انتہائی اذیتیں تکلیفیں اور سختیاں برداشت کرنا پورے پندرہ سال تک ہر رات دو رکعتوں میں پورا قرآن عظیم پڑھنا نئے سر و سامانی کے عالم میں رہنا۔ گھاس اور پتوں پر گزراوقات کرنا۔ مکمل عہدِ جوانی کو ریاضات و مجاہدات و حصولِ علم کی جدوجہد میں گزار دینا انسانی صبر و استقامت کا بہت زبردست اور عظیم الشان مظاہرہ ہے۔

عہدِ طالبِ علمی کے بعد کو تو سکر و جذب کے زلزلے سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے مگر طالبِ علمی کا زمانہ تو خالص ہوش و خرد کا دور تھا۔ ابھی آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ کی کیا حالت رہی؟

عینِ شباب کا عالم تھا لیکن اس دور کو بھی آج سے اس طور سے گزارا کہ اگر یہ کہا جائے تو قطعی مبالغہ نہ ہو گا کہ دنیا کے کسی بھی طالبِ علم نے اس طرح یہ دور نہ گزارا ہو گا۔ سارا سارا دن مدارس میں عرق ریزی محنت و دماغ سوزی کرنا۔ پوری پوری رات بیداری کے ساتھ خرابات و کھنڈرات اور ویڑنوں میں پڑے رہنا۔ نہ بستر۔ نہ ٹیکہ نہ بدن پر پورا کپڑا نہ سونے کی جگہ نہ کھانا نہ ٹھکانہ

ہمیشہ بھر میں ایک دن شکم سیر میں گھر سے آئے ہوئے دینار فقروں حاجتوں کو تقسیم کرتے ہیں اور پھر انیس دن فاقہ کشی میں گزارتے ہیں۔ فاقہ بھی اے ویسے نہیں بلکہ یوں کہ تین تین دن کچھ بھی میسر نہ ہوا نہ ساگ ملے نہ پتے لیکن معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا دن بھر اسی طرح حصول علم کی جستجو اور رات بھر ریاضتیں و بیداریاں اس قدر سختیاں و مصائب جب دامن صبر و استقلال کو پارہ کرنے لگتے۔ امواج مصائب سرے گزرنے لگتے تو زمین کے اوپر لیٹ جاتے اور قَاتِلَ مَعَ الْعَرَبِ اِنَّ مَعَ الْعَرَبِ لَظُرٌّ مِّنْ ظُرِّهِمْ لگتے تھے۔ یہ وردگار عالم اپنے فضل نے نہایت سے آج کے قلب مبارک کو تقویت عطا فرمادیتا اور امواج و حوادث واپس لوٹ جاتی تھیں۔ ذہن کا بوجھ ہلکا ہو جاتا تھا اور دماغی کوفت دور ہو جاتی تھی۔ اور پھر آپ تازہ بہ تازہ ہو کر اپنے علمی و روحانی مشاغل میں مشغول ہو جاتے تھے۔

انہتالیٰ پست کن حوصلہ اور بہت

پختگی عزم و بہت | شکن حالات میں بھی آپ ہمیشہ

خوش و پُر امید رہتے تھے۔ کسی کے سامنے آنے دکھ درد کا کبھی اظہار نہیں ہونے دیا اپنی غربت و افلاس کو چھپانا مصیبت و پریشانی کا نہ بیان کیا اور ہر زحمت کو رحمت و راحت سمجھنا کمال انسانیت سے کسی کے اوپر اپنی تکلیف و مصیبت کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ کبھی کسی سے کوئی سوال کیا۔ ہمیشہ خندہ جیسے رہا کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و ربوبیت سے توجہ ہٹا کر مصیبتوں کو دیکھ کے مایوس اور ناامید ہو جانا انسان

یکلے بڑا خوفناک عذاب ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے
قرآن عظیم کا ایک لفظ لَا تَقْنَطُوا۔ میٹھا علم و اسرار کا حامل اور ہزاروں آرزوں
کا ایسا افزا بیغام ہے۔ خدائے قادر و توانا کی شانِ کرمی ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ
اسکے بندے اس سے مایوس ہوں اور واقعتاً خدائے قدیر کا بندہ کامل ہو کر
اسکی قدرت و توانائی کا یقین رکھتے ہوئے اس سے مایوس ہو جانا اور اسکی
عظمت کاملہ و رحمت عامہ سے اعراض کرنا ہے۔

اسی لئے قرآن حکیم میں جا بجا مایوسی کی سخت مذمت اور مایوس ہونے
والوں کے اوپر ذکر عتاب آیا ہے۔ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق مایوسی کفر
کے مترادف ہے کسی نعمت سے محروم ہونا حقیقی محرومی نہیں ہے۔ البتہ
رحمتِ یزدانی و عنایتِ ربانی سے مایوس ہونا سب سے بڑی محرومی ہے جو
لوگ اپنی ایسی خداوند قدوس سے وابستہ اور اسپر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔
وہ یقیناً کامیاب و فائز المرام ہو کے رہتے ہیں کائنات میں کوئی بھی ایسی بارگاہ
نہیں نہ کوئی ایسی سخی ذات ہے جو یہ اعلان عام کر سکے کہ میرے دربار سے کوئی
محروم نہیں جاسکتا۔ بھلا یہ ہمت و طاقت کس کے اندر ہے؟

یہ شانِ صرف اور صرف پروردگارِ عالم ہی کی ہے کہ وہ اعلانِ عام
فرماتا ہے کہ اسکی رحمت و شفقت سے مایوس ہونے والے ایماندار نہیں ہو سکتے
کیا اس اعلان سے صاف یہ نہیں واضح ہو جاتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر وقت
اپنے بندوں پر کرم گستی کے لئے تیار رہتا ہے۔ بخشش و عطا فرمانے میں اسے
لطف آتا ہے اور جو نا ایسا ہو جاتے ہیں ان پر اسے جلال آتا ہے۔

سرکارِ عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی نے پناہ عنایتوں و کرم گزروں
کا علم و ادراک ہونے کے بعد بھلا کیونکر خدا سے مایوس ہو سکتے تھے جبکہ
آپ محرم اسرار ربانی تھے۔

سرکارِ عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
منکسر المزاجی و تواضع | بڑے ہی منکسر المزاج۔ رقیق القلب

نرم طبع اور سادہ لوح تھے۔ اتنی بزرگ شخصیت کے اندر اعلیٰ ترین مقام
پر فائز ہونے کے باوجود اپنی شان و رفعت کا ذرہ برابر تصور نہ تھا ہر
کس و ناکس سے کمال انکساری کے ساتھ ملتے تھے۔ سب سے محبت و
رواداری کے ساتھ پیش آتے تھے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کہیں
جائے تھے اثنائے راہ میں ایک گلی سے آپ کا گزر ہوا جہاں کچھ نیچے کھیل
تھے۔ انہوں نے مطابق ان بچوں سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آئے
نیچے تو پھر نیچے وہ آپ کی عظمت و شخصیت کو کیا جانیں چنانچہ ایک بچہ نے
آگے بڑھ کر کہا کہ ایک پیسہ کی آپ مجھے مٹھائی لا دیجئے۔ بلا تاویل آئے اسے
مٹھائی لا کر دیدی۔ اب تو دوسرے بچوں کو بھی جرأت ہوئی اور انہوں نے
بھی مٹھائی کیلئے پیسے دے شروع کر دیئے۔ لیکن آجئے کسی بچے سے
انکار نہ کیا اور سب کو مٹھائی لا کر دی۔

گھر کے اوپر بھی آپ کی یہی کیفیت رہتی تھی۔ آپ کی بیویوں
میں سے اگر کسی کی طبیعت خراب ہو جاتی تو خود گھر کے سارے کام دست
سارک سے کر لیتے تھے خود ہی آٹا گوندھ کر روٹیاں بیکار لیتے تھے۔ بچوں کو۔

بٹھا کر کھلا بھی دیتے تھے۔ اکثر کنویں سے پانی کھینچ کر کندھے کے اوپر گھر لے آتے تھے بلا اکراہ گھر میں جھاڑو بھی لگایا کرتے تھے غرض کہ کسی کام سے آپ کو عار نہ تھا۔ آپ کی یہ طرز زندگی کچھ گھر ہی تک موقوف نہ تھی بلکہ جہاں کہیں بھی آپ تشریف لیجاتے یا حالت سفر میں ہوتے اور کسی منزل میں پہنچ کر قیام فرماتے تو وہاں کے اوپر بھی آپ لگایا ہی انداز ہوا کرتا تھا یعنی اپنا تمام کام اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے۔ آٹا گوندھتے روٹیاں پکاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ سفر کی حالت میں اس قسم کے کاموں میں جب آپ مشغول ہوتے تو خدام کرام کمال ازب کیساتھ ان مشغولیتوں سے آپ کو علیحدہ رکھنے کے ہزاروں جتن کرتے تھے تاہم خدام کی کوششیں و تدابیر اس وقت بیکار ثابت ہو جاتی تھیں جب آپ یہ فرما دیتے تھے کہ میں بھی تمہیں جیسا ایک انسان ہوں تم روٹیاں پکاتے ہو تو میں کیونکر نہ پکاؤں سرکار دو جہاں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مقدس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی طرز عمل تھا۔ پیغمبر اسلام مدینہ طیبہ میں جاتے تو اپنا کام خود کرتے تھے۔ سفر میں ہوتے تھے تو تقسیم کار خود فرما دیتے تھے اور صحابہ کرام کی طرح کوئی نہ کوئی کام اپنے ذمہ بھی مخصوص نہ فرما لیتے تھے جب اتنی عظیم شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے اللہ کے رسول اور لائق مدد احترام صحابہ ان کاموں کو اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے تو میری کیا مجال کہ میں احترام کروں اور دوسروں ہی کے سر ڈال دوں زندگی کے ہر ماحول میں پیغمبر اسلام ہی کی اتباع نجات کا ذریعہ ہے۔

دور حاضر کے مقتدر رہنما و مقدس پیشوا اور صاحب ثروت حضرات غور فرمائیں کہ کیا وہ بھی خدام و ملازمین کے ہوتے ہوئے گھر کے کام خود کرنا پسند فرماتے ہیں۔ اگر اپنی عملی زندگی میں پسند کرتے ہیں تو دارمیں میں ان کے لئے نعمت لازوال کی بشارت ہے اسلئے کہ وہ پیغمبر اسلام و صحابہ عظام اور اولیاء کرام کے پاکیزہ کردار و عمل کی پیروی کر رہے ہیں۔

یقیناً پروردگار عالم ان کی انکساری و عاجزی اور فروتنی و سادگی کو پسند نہ نظروں سے دیکھ لے گا اور اگر وہ اپنے گھر کے کام کر نیکو ذلت سمجھتے ہیں اپنے کو گھر لو کاہل کے کرنے سے افضل و اعلیٰ تصور کرتے ہیں اور خدام و ملازمین ہی کو ان کاموں کے کرنے کا مستحق و اہل سمجھتے ہیں تو اس غرور و تکبر اور دوسرے کو اپنے سے کمتر و کھتر اور دوسروں سے اپنے کو برتر و بہتر جاننے کا عذاب بھگتنے کیلئے تیار رہنا چاہئے ایک نہ ایک دن دنیا میں بھی یہ بلا ذلت و رسوائی کا سبب ہوگی اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ہوگا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طرز زندگی پر ہر مسلمان کو غور کرنا چاہئے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معلیم کائنات روحی فداہ محمد رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ایفاء وعدہ اور قول

کی پابندی

کامل مطیع و فرمانبردار تھے اپنی زندگی خدائے قدیر و نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی اطاعت میں ہی گزارنا چاہتے تھے اسلئے وعدہ و قول کی پابندی اور

اس کو پورا کرنے کی سعی آپ کی عادت ثانیہ بنگئی تھی جب بھی کسی سے کوئی وعدہ فرماتے تو اسے ضرور پورا کرتے عہد و پیمان کی پوری پوری پابندی کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کی خدمت مبارکہ میں آپ کا ایک عقیدتمند تاجر سفر تجارت پر روانہ ہوئے سے قبل حاضر ہوا اور دعا و برکت کی التجا پیش کی آیتے فرمایا جاؤ خیریت کیساتھ رہو گے اور سلامتی کیساتھ واپس آؤ گے خوش عقیدہ تاجر یہ پیغام مسرت منکر باطمینان روانہ ہو گیا لیکن بعد کو الہام کے ذریعہ آپ کے اوپر یہ آشکارا ہوا کہ اس سفر میں اس کیلئے مکمل تباہی مقدر ہو چکی ہے۔ اب تو آپ کو بڑی تشویش لاحق ہوئی کہ آپ تو اسے اس سفر میں سلامتی و عافیت کا پیغام سنا چکے ہیں۔

پہنا پنچہ خدائے قادر و توانا کی بارگاہ کرم میں آیتے اسکے حق میں یہ دعا میں کیں۔ حتیٰ کہ شاٹھ مرتبہ کی تعداد میں انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ اس شخص کی عافیت و سلامتی کیلئے دعائیں کیں۔ مالک نے نیاز نے کرم گتری فرمائی اور اسکے اوپر جو مصیبتیں آنے والی تھیں اسکی اندوہناک کیفیت اسے عالیت خواب میں پہونچ گئی اور وہ آپ کی دعا سے بفضل الہی واقعات کی دنیا میں محفوظ رہا۔ نیز صحت و عافیت اور کامیابی کے ساتھ سفر سے وطن کو واپس لوٹ کر آیا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے آپ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ یہیں انتظار فرمائیں ابھی آتا ہوں اتنا کہہ کر وہ چلا گیا آیتے

انکار نہیں فرمایا۔ گویا آپ نے اس کے کہنے پر رضامندی ظاہر فرمادی اور اسی جگہ موجود رہنے کا وعدہ کر لیا اسلئے آپ ایک دن ایک ہفتہ یا ایک مہینہ نہیں بلکہ مکمل ایک سال تک اسی مقام پر موجود رہے اور کسی دوسری جگہ نہ تشریف لینگئے یہ عین سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ تھی۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنے تجارتی سلسلہ میں اس قسم کے واقعات سے متعدد بار سابقہ پڑا تھا۔ روایت کی شہادت یہ ہے کہ ایک مرتبہ تو تین دن تک مسلسل آپ ایک ہی جگہ پر کھڑے رہے۔

سرکارِ عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

احتیاطِ کلام اور سچائی | عنہ کی زبان مبارک کبھی بھی جھوٹی

باتوں سے ملوث نہ ہوئی۔ زندگی کے ابتدائی دور میں لیکر آخری لمحات تک کلمہ کذب و روعِ زبان پر جاری نہ ہونے پایا۔ مکتب و مدرسہ میں، مجلسِ جاوہِ اقرباء میں، محفل و عطا و تقریر میں، ہمدِ طفلی و عالمِ شباب اور بڑھاپے کی حالت میں ہمیشہ ہر جگہ اور ہر معاملہ میں بے لاگ سچ بولتے رہے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ عظمت و بزرگی کا مدار کس چیز پر ہے؟ آپ نے بلا تکلف و برجستگی کے ساتھ جواب دیا صدق گوئی اور راست بیانی پر۔ اس جوابِ باصواب سے صداقت و سچائی کی اہمیت پر کتنی زبردست روشنی پڑتی ہے جس سے مسلمانوں کو اور خاص کر ان لوگوں کو کتنا موثر سبق ملتا ہے جو بلا وجہ بھی جھوٹ بولا کرتے ہیں اور کذبِ بیانی کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ ان کے دلوں سے جھوٹ کے

خطرناک نتائج کا احساس ہی سرے سے ختم ہو چکا ہے
اللہ نے آپ کی راستبازی و پیمائی، انتہائی کہ آئینے عالم شباب
کے ان نازک لمحات میں بھی اپنی زبان مبارک کو جھوٹ سے محفوظ
رکھا جبکہ ایک جنگل میں آنکھوں کے سامنے قافلہ کا قافلہ لٹ رہا تھا
سہر دست سامان تجارت و نقدی رقیب پھینکی جا رہی تھیں عین اسی لوٹ
مار کے ہنگامے میں ڈاکوؤں نے آپ سے بھی نقدی کے متعلق پوچھا آپ نے
صاف صاف ظاہر فرما دیا کہ ہاں میرے پاس دینار ہیں اور اتنے دینار
اس جگہ موجود ہیں ڈاکوؤں نے آپ کی تلاش تو نہیں لی تھی۔ ایسی صورت
میں اگر انکار نہ فرما کر جھوٹ بھی نہ بولتے صرف سکوت ہی اختیار فرما لیتے
جب بھی آپ کی رقم کی پردہ پوشی ہو سکتی تھی مگر آئینے خاموشی کو بھی جھوٹ
کے مترادف سمجھا اور اس کا نتیجہ وہ برآمد ہوا جسکی آج بھی زمین سے آسمان
دنیا تک دھوم مچی ہوئی ہے نہ صرف یہ کہ خود آپ سچ بولتے تھے بلکہ دوسرے
کو بھی سچ گو سمجھتے تھے۔ آپ کے سامنے کوئی شخص قسم کھاتا تو فوراً آپ یقین
فرما لیتے تھے۔ سچ گوئی کے ساتھ یہود و باتوں، فضول بکواس، فحش بیانی
اور بسیار گوئی سے بھی اپنی زبان کو ہمیشہ محفوظ رکھتے تھے۔

غیبت و بدکلامی سب دشمن و چغلی خوری نے ہودگی و بسیار گوئی
فحش بیانی و کذب مقالی یہ سب زبان کے گناہ ہیں اور اکثر دیکھنے میں
آیا ہے کہ ان سے بڑے بڑے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں آپ ان تمام
باتوں سے بڑا تھے۔ خاموشی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اکثر و بیشتر دوستوں

کو بھی زبان کی حفاظت اور سچائی کی تاکید کیا کرتے تھے۔ شیریں کلامی پاکیزہ
و مہذب گفتگو نرمی آواز جو ہر زبان میں جو بدرجہ اتم آپ کے اندر موجود تھے۔

جب کسی شخص کو امر الہی کے خلاف عمل کرتے دیکھتے تو پہلے اسے
نرمی سے سمجھاتے اور نصیحت فرماتے تھے لیکن یہ احساس ہو جانے کے بعد
کہ یہ شخص بار بار سمجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود نہیں باز آتا ہے تو پھر
اسے سختی سے ملامت کرتے اور اپنی ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے مہنیتات
و فواحشات سے آپ کو بیکہ نفرت تھی۔ خواہشات و اختلافات دیکھتے ہی آپ کو
جلال آجاتا تھا۔ مگر ابتداء میں ہمیشہ نرمی و ملائمت سے کام لیتے تھے۔

ناظرین کو یاد ہو گا پچھلے صفحہ

سچائی کا حیرت انگیز کرشمہ | پر یہ بات گذر چکی ہے کہ سرکار

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ بغداد مقدس
روانہ ہوئے تھے۔ والد گرامی کے ترکہ سے والدہ کے پاس حفاظت کیساتھ
رکھے ہوئے اسی دینار میں سے ماں نے چالیس دینار آپ کے چھوٹے بھائی
کے لئے علیحدہ کر کے اپنی قیمتی دعاؤں کے ساتھ آپ کو گھر سے روانہ کرتے
وقت چالیس دینار دیئے اور بغل کے نیچے بغرض حفاظت ایک کپڑے
میں سی دیئے اسکے بعد آپ کو پیار کیا۔ اکل حلال و صدق مقال کی جامع
نصیحت کی اس مختصر نصیحت سے ہم آپ کی والدہ محترمہ کی گرانقدر شخصیت
کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ دنیا کے اندر اچھائی اور بُرائی پر اگر انسان
کی نظر ہو تو وہ اس عمل و گہر سے بھی زیادہ قیمتی نصیحت کی حقیقت سمجھ سکتا ہو

ساری برائیوں اور غلط کاریوں کی بنیاد اور تمام گناہوں اور خطاؤں کا سرچشمہ حرام غذا ہے جب آدمی کے پیٹ میں حرام غذا پہنچے گی تو چونکہ غذا ہی جسم کی نشوونما اور پرورش کرتی ہے جسم کے رگ رے میں غذا ہی کا اثر سرایت کئے ہوتا ہے جسکے شکم کے اندر حرام و مشتبہ غذا ہوگی اس سے صادر شدہ تمام افعال و اقوال بھی حرام ہی ہونگے اور اگر حلال و پاکیزہ غذا ہوگی تو لا کلام نیک اعمال و اچھے کردار کا صدور ہوگا اسلئے کہ انسان کے تمام کردار و عمل اسی قوت کے ذریعہ تو رہے آمد ہوتے ہیں جو اعضاء جسمانی میں غذا کی بدولت مجتمع ہوتی ہے۔ اسی لئے اسلاف کرام فرماتے ہیں کہ تم کسی ایسے شخص کو جو مال حرام سے وابستگی رکھتا ہو اسے اچھے کام کرتے ہوئے دیکھ کر یہ باور نہ کرو کہ اس کا وہ عمل خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوگا بلکہ ایسے لوگوں کے اعمال قدرت کی نظر میں قطعی غیر مقبول ہیں اسلئے کہ اس عمل میں حصول قبولیت کیلئے وہ خلوص ہی نہیں سکتا جو خدا کے نزدیک کسی عمل کے مقبول ہونے کی بنیادی و ضروری شرط ہے ہر مسلمان اور خاص کر راہ سلوک کے راہروں کے لئے اکل حلال اشد ضروری ہے اور اسکی بنیادی اہمیت سے بھلا کون انکار کر سکتا ہو اکل حلال کے بعد صدق مقال کی نصیحت ہے جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور سچائی تمام بھلائیوں اور نیکیوں کی جڑ ہے اگرچہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض معاملات میں جھوٹ بولنے سے افادیت کا پہلو نظر آتا ہے لیکن یہ کوئی یقینی بات تو نہیں ہے کہ اس معاملہ میں اگر سچائی سے کام لیا جاتا تو کیا اس کا فائدہ جھوٹ سے کم ظاہر ہوتا پھر جھوٹ

بولنے والا ایک جھوٹ بول کر قلعے مفاسد و برائیوں سے طوٹ ہوتا ہے وہ
استقدر ہولناک ہوتی ہیں کہ آدمی کو کسی بھی حالت میں دروغ گوئی کی جرأت
نہ کرنی چاہئے اور صداقت و پیمائی کو اپنے لئے شعار زندگی بنالینا چاہئے
سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف یہی ایک واقعہ
پیمائی کی انادیت و حقیقت معلوم کرنے کے لئے بہت کافی ہے جیلانی
تاجدار والدہ محترمہ کی دو پاکیزہ نصیحتوں کے گرانقدر موتی اور چالیش
دینار لئے ہوئے ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ جیلان سے روانہ ہوئے راستے
میں مقام ہمدان سے کچھ دور آگے پہنچ کر ٹساٹھ مسلح ڈاکوؤں نے گھیر
لیا اور قافلہ والوں کا سارا سامان و مال تجارت لوٹ لیا۔

اسی دوران میں ایک ڈاکو نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر دریافت
کیا تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے بیخوف و خطر فرمایا میرے پاس چالیس دینار
ہیں۔ دنیا میں ایسی سچ گوئی بالکل نہیں تو قریب قریب ختم ہی کے ہے اور بلا
بمبالغہ ڈاکوؤں کو تو ایسی پیمائی سے کبھی بھی نہ ملاقات ہوئی ہوگی اسلئے ڈاکو
نے آپ کے بیان کو مذاق تصور کیا اور ہنس کر چلے یا جب سارے قافلہ کو لوٹ
کر ڈاکوؤں نے مال و اسباب اتنے سردار کے سامنے جمع کیا تو اس نے معلوم
کیا کہ قافلہ کا کوئی آدمی سچ تو نہیں رہا اس کے جواب میں ایک ڈاکو نے کہا اے
میرے سردار آج تک تو قافلہ والوں کا ہم مذاق کرتے ہوئے ان کو لوٹ لیا کرتے
تھے مگر آج ایسے قافلہ سے سابقہ پڑا جس میں ایک نوجوان ہے جو ہم سے مذاق
کر رہا تھا اس کی بے سرو سامانی پورے طور پر یقین دلادہی تھی کہ اس کے پاس

کچھ بھی نہیں ہے مگر رواداری میں میں نے جو اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے تو وہ برجستہ کہتا ہے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں ظاہر ہو کہ جس ماحول میں اس سے پوچھا گیا بھلا جس کسی کے پاس کوئی معمولی سی بھی رقم ہوگی وہ ایسی صورت میں چہ جائیکہ مزید چھپانے کی کوشش کرے نہ کہ اپنی چھپی ڈھکی رقم کو ظاہر کر دے گا یہ کیفیت سنکر سردار خود ہی آپ کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی باتیں ہوئیں۔ بالآخر اس نے پوچھا اچھا تو پھر وہ چالیس دینار کہاں ہیں آتے فرمایا بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہوئے ہیں چنا پنخہ کپڑا جو اُدھیرا گیا تو دینار کھر کھر کے زمین پر آ گئے۔ سراپا حیرت بنکر سردار نے سوالیہ لہجہ میں آپ سے دریافت کیا اس پتھالی پر آپ کو کس نے جرات دلائی؟ فرمایا والدہ نے رخصت کرتے ہوئے اکل حلال و صدق مقال کی ہدایت کی تھی اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ ہر حال میں اس کی پابندی کروں گا۔ رستہ سے راستہ ہی میں امتحان کی گھڑی آگئی میں نے جھوٹ بولنا اپنے وعدہ اور ماں کی نصیحت کے خلاف سمجھا انھیں دو چیزوں نے مجھے اس پتھالی پر آمادہ کیا ہے صدق مقال کی بھلی نے دل کے اندر یہو پنکر خرم نصیحت کو اُن کی آن میں جلا کر ڈھیر کر دیا بغاوت کا محل تاراج ہوا اور پتھالی کا حیرت انگیز کرشمہ ظاہر ہو کے رہا۔

آپ کا جواب سنکر نے ساختہ سردار جیسے پڑا۔ روتے ہوئے تھرتھرتے ہاتھوں سے سرکار غوث اعظم کا دست مبارک پکڑ کے کہنے لگا تم اپنی والدہ کے وعدہ کی اس قدر پابندی و لحاظ کرتے ہو مگر افسوس بر حال ما۔ ہمارا کیا حشر ہوگا

میں تو ایک زمانہ سے خدائے بزرگ و برتر کی حکم عدولی و وعدہ خلافی اور اس سے کھلی ہوئی بغاوت کر رہا ہوں۔ اے مالکِ ارض و سمائی شری شانِ کرمی کے سہمائے اب سرکشی و بغاوت اور تیری ہمدِ شکنی سے باز آتا ہوں۔ یہ کہتے کہتے سرکارِ غوثِ اعظم کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ اسکے بعد اپنے ساتھیوں سے یوں گویا ہوا۔ آج مدتوں کا بھاگا ہوا سراپا معصیت و سرکشی میں ڈوبا ہوا ایک بندہ اپنے آقا و مالکِ حقیقی کے آستانِ تک پہنچ گیا ہے۔ اب میں سچے دل سے نافرمانیوں و گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اس لئے اب نہ تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو نہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا تم آزاد ہو جو چاہو کرو لیکن اب تمہاری رہگذر اورے اور میری راہ کوئی اور ہے۔

لیٹرے ساتھیوں نے آبدیدہ ہو کر کہا ڈکیتی میں آپ ہم سب کے سردار تھے گناہ و معصیت نافرمانی و بغاوت میں جب ہم نے آپ کا ساتھ دیا تو کیسا نیکو کاری اور خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں آپ ہم کو اتنے سے جدا کر دیں گے؟ یہ کہتے ہوئے سب کے سب روتے لگے تمام لوٹا ہوا سامان و مال تجارت شیخ جیلانی کے قافلہ والوں کو واپس کیا اور پوری جماعت نے سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر توبہ کی۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں جھوٹ بھی کام دے سکتا اور اس طرح وہ چالیش دینار محفوظ بھی رہ جاتے لیکن پچائی کی کرشمہ سازی کتنی حیرت انگیز ثابت ہوئی کہ اس چالیش دینار کے ساتھ سارے قافلہ والوں کا مال محفوظ رہا اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ شلٹھ معصیت میں ڈونے ہوئے ڈاکوؤں کو توبہ کی توفیق میسر ہو گئی۔ جو بجائے خود اتنا بڑا کارنامہ

ہے کہ اگر پوری جماعت میں سے صرف ایک ہی آدمی کی ہدایت کے لئے سارا مال و اسباب چلا جاتا تو اس صورت میں بھی یہ سودا بہنگانہ بیٹھتا۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصا بہار

اور اخلاقیات پر ایک نظر

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخلاقی اعتبار سے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اس قدر مہربان و کرم گستر کہ ہر شخص اپنی جگہ پر بالیقین یہ جانتا تھا کہ آپ کو جتنی شفقت و محبت مجھ سے ہے کسی غیر سے نہیں ہے طلبہ پر اس حد تک مہربانی کرتے تھے کہ انکی نے لاگ فطرت کو بھی گوارا فرمایا کرتے تھے۔ باوجودیکہ وقت کے امراء و سلاطین آتکے دربار میں ادب و احسان کے ساتھ دست بستہ حاضری کو فیروز بخشی و باعثِ فخر و سعادت سمجھتے تھے۔

ہمیشہ آپ ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ نشست رکھتے اور نے انتہا مہر و محبت فرماتے تھے۔ عمر رسیدہ و بزرگوں کی عزت اور ان کا احترام کرتے تھے۔ چھوٹوں پر یہی شفقت فرماتے تھے۔ کسی کی تکلیف و مصیبت سنتے ہی آپ رنجیدہ و آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ مسکینوں اور ناتوانوں اور فقیروں سے تواضع و انکساری کے ساتھ پیش آتے۔

کوئی شخص بہ کچھ سوال کرتا تو اسی وقت پورا کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے ہم عصر بعض مشائخ نے آپ کے اوصاف بہار کہ لکھے ہیں جو چند فقروں اور چند ہی جملوں میں ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے جامع اور مانع ہیں اصل عبارت ترجمہ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

”کان الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ظاہراً لوضاعة دائم البشر کثیر البھاء شدید الحياء

رحب الجناب سہل القیاد کریم الاخلاق طیب

الاعراق عطوفاً رؤفاً شفوفاً یکریم المجلس ویبیط

اذا سراً مہموم ومارأیت ابین لساناً ولا اظہر لفظاً منہ“

ترجمہ۔ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت

ہنس مکھ۔ خوش طبع۔ حیادار، دوستدار، اطاعت گزار

خوش اخلاق، پسینہ بہکدار، شفیق و مہربان، ہنشین کی عزت

کرتے اور انکی خوشی سے خوش ہوتے اور رنجیدہ دیکھ کر غمگین

ہو جاتے۔ زبان شستہ اور صاف الفاظ بھڑبھڑا کر ادا کرتے۔“

اور بعض دوسرے مشائخ نے یوں لکھا ہے۔

کان سید الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ سرلیج

الدمعة شدید الخشیة کثیر الہیبة مجاب الدعوة

کریم الاخلاق طیب الاعراق البعد الناس علی الفحش

اقرب الناس الی الحق شدید البأس اذا انتھکت

محارم اللہ تعالیٰ لا یغضب لنفسہ ولا یتغیر لغيرہ لا
یرد سائل ولا یؤیأخذ ثوبیہ کانت توفیق رابئہ والتائید
مغاضدہ والعلم مہذبہ والقرب مؤدبہ والمخطبا
مشیرہ والمخط سفیرہ والانس نذیمہ والبسط نسیمہ
والصدق رأبہ والغنم بضاعة والحلم مناعتہ
الذکر وزیرہ والفکر سمیرہ والمکاشفۃ عنداؤک
المشاہدۃ شفاءہ وآداب الشریعۃ ظاہرہ وادب
الحقیقۃ سرّہ رضی اللہ عنہ وعن جمیع الصالحین
وعن محبہم اجمعین۔

ترجمہ۔ سیدی شیخ علی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ نرم دل۔ خدا ترس
باوقار مستجاب الدعوات خوشنویس اور آپ کا پسینہ خوشبودار
تھا۔ فحش و بدگوئی سے دور رہتے تھے۔ ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے
تھے جب کوئی اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتا تو آپ خوفزدہ
ہو جاتے اور اپنے لئے کبھی بھی کسی پر غصناک نہیں ہوتے ہاں
رب کی بارگاہ میں کسی نے بے ادبی کی تو آئینے اسکو معاف نہیں
کیا۔ _____ کسی سائل

کو آئینے نامراد نہیں لوٹایا۔ اگر کسی نے آپ کے جسم اطہر کے لباس کا
سوال کیا تو لباس بھی دیدیا۔ توفیق ایزدی آپ کی جستجو میں رہتی
اور تائید الہی آپ کی مددگار تھی۔ علم الہی نے آپکو مزین و مرصع کر دیا

خدا نے وحدہ لا شریک کے قرب نے آپ کو مودب بنا دیا تھا۔ خطب و تقریر آپ کا شیر اور
خط و تحریر آپ کے سیف تھے۔ انس و محبت آپ کے جلیس و ہم نشین تھے آپ کے دریائے کرم
سے ہر کس و ناکس فیضیاب تھا۔ صدق آپ کا مشاہدہ۔ فتح آپ کا سرمایہ اور حلم و بردباری
آپ کا کام تھا۔ ذکر الہی آپ کا وزیر اور حقیقت خداوندی میں راتوں کو غور و فکر کرنا آپ کا
محبوب مشغلہ تھا۔ کشف آپ کی غذا اور مشاہدہ جمال الہی آپ کے لئے شفا تھی۔ آپ کا ظاہر
شرع محمدی کے آداب سے آراستہ تھا اور آپ کا باطن نور حقیقت الہی سے مجلی۔ رضی اللہ
یہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ و کمالات
رافعہ کا انتہائی مختصر و جامع تبصرہ کہا جاسکتا ہے اور اگر ذہن و فکر کی توانائیوں
کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے کہ آپ کو ان اوصاف
حمیدہ و کمالات رافعہ کی تحصیل کے سلسلہ میں کس قدر محنت و مشقت کرنی پڑی
ہوگی۔ کتنے مجاہدے و ریاضتیں کی ہونگی کتنی مصیبتیں اور دشواریاں آئیں
جھیلیں ہونگی اور ان محنتوں و ریاضتوں کو خدائے قدیر نے شرف قبولیت سے
نوازا کہ آپ کو ان محنتوں اور کوششوں کے صلہ میں مراتب عالیہ عطا فرمایا۔
مسلمانوں کو چاہئے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
اخلاق حسنہ و حیات طیبہ کے ذکر جمیل کو بغور پڑھیں اور سوچیں کہ اسلام
اتنے چاہنے والوں سے کن پاکیزہ کردار و اعلیٰ اخلاق کا مطالبہ کرتا ہے اور
دنیا میں فلاح و بہبودی و آخرت کی سرخروئی حاصل کرنے کے لئے کس قسم
کے اخلاق و اوصاف درکار ہیں۔ اگر مسلمان شہنشاہ جیلاں کی مقدس
زندگی کے آئینہ میں ان اخلاق کریمانہ و اوصاف حمیدہ کا مشاہدہ کر کے

کما حقہ سبق حاصل کریں اور اپنی زندگی میں یہی اخلاق و اوصاف پیدا کر لیں تو یقیناً یہ مسلمانوں کے لئے زبردست کامیابی و سعادت مندی کی ضمانت ہے خصوصاً سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت رکھنے والوں کو دین کے مسیحاتی روحانی پیشوا و سرکارِ جیلاں کی بشارتِ زندگی کے اصولوں کو اپنا کر سعادت مندی حاصل کرنی چاہئے۔

سیرتِ غوثِ اعظم ایک نظریں

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی معرکہ الآراء تصنیف اخبار الانبیاء و صدقہ کے بعد اصل کتاب کا آغاز سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس حالات اور فضائل و کمالات سے کیا ہے اپنی اس کتاب میں حضرت شیخ موصوف نے آپ کی ذاتِ مبارکہ سے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے اسمیں ابتداء سے صرف جیلہ مبارکہ تک جو مضمون سپرد قلم فرمایا ہے اگر اسے بنظر غائر دیکھا جائے تو وہ گویا اجمالی طور پر سیرتِ غوثِ اعظم ہے۔ اہل علم کی ضیافتِ طبع کے پیش نظر پہلے اصل عبارتِ نقل کی جاتی ہے اور اس کے بعد اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ایک نظریں سیرتِ غوثِ اعظم کا خلاصہ سامنے آجائے اور پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کے حالاتِ مقدسہ سے ناظرین کا ذہن چند لمحہ میں تازہ ہو جائے۔

قطب الاقطاب فرد الاجباب الغوث الاعظم

شیخ الشیوخ العالم غوث الثقلین امام الطائفتین

شیخ الطالبین شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد
القادر الحسینی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ
از اکل اولیاء اہل بیت و از اعظم سادات حسینی
است از احفاد عبد اللہ محض بن حسن مشہور
بن امام المسلمین حسن بن امیر المومنین علی مرتضیٰ
است رضوان اللہ و سلامنا علیہم اجمعین
منسوب ہے سے مجید کہ آں را جیلان و گیلان
نیز گویند تولد شریف آنحضرت سنہ و سبعین و ہجرتی احد و سبعین دار
بہائمہ است مدت تصداف و تدریس و فتویٰ راسی و سہ سال و مدت کلام
او بر مردم و ارشاد خلق چہل سال و عمر آنحضرت نو سال و وفات او سنہ
احدی و ستین و خمسہ ماہیہ — در ثمان و ثمانین و اربعہ ماہیہ کہ
سال عمر آنحضرت بہرہ بود بینہ ادا قدم سعادت لزوم ارزانی داشت
و تصدایشاہ و ائمہ و اعلام است و علمائے سنت و ایمان دین نمودہ اول
قرآن عظیم را بار وایت و درایت و سر و علم بنعت اتقان تجوید فرمود و از
اعلام محدثین و اعظم مستندین و علمائے متقین استماع حدیث نمودہ
در تحصیل علوم و تکمیل آں فرمودہ و در جمیع علوم اصولاً و فروعاً مذہباً و خلافاً
از جمیع اعلام بغداد و بلکہ کافہ علمائے بلاد گشت حتی فاق الکل فی الکل
و صار مرجعاً فی الجمع بعد از اں حق عز و علا و را بر خلق ظاہر گردانید و قبول
عظیم و عظمت تمام در قلوب خواص و عوام بہناد و بہرتیہ قطبیست کبری و ولایت

عظمیٰ مخصوص گردانید و جمیع طوائف را از فقہاء و علماء و طلبہ و فقراء از اقطار
ارض و آفاق بعالم توجہ بجناب عرش مآب او داد و دنیا بجمع حکمت از محیط قلب
او بر ساحل لسان جاری ساخت و از ملکوت اعلیٰ تا بہیود اسفل صیت
کمال و آوازہ جلال او را انگند و علامات قدرت و امارات ولایت و شواہد
تخصیص و دلائل و کرامت او را آفتاب نصف الہنار ظاہر و باہر تر گردانید
و مفاہیج خزائن جود و از مہ تہفوفات و جود را بقبضہ اقتدار دست اختیار
او سپرد و قلوب جمیع طوائف انام را مسخر سلطان بہیبت و قہر ان عظمت
او ساخت و کل ادیائے وقت را در حفاہ نفاس و ظل قدم و دائرہ امر
او گذاشت تا ما مور شد من عند اللہ بقول اللہ "او قدمی ہذہ علی رقبہ کل ولی اللہ
و جمیع ادیائے وقت حاضر و غائب قریب و بید و ظاہر و باطن گردن اطاعت
و سرانقیاد بنہادند خوفا من اللہ و طمأنی المزیہ فہو قطب الوقت و سلطان
الوجود امام الصدیقین و حجة العارفین روح المعرفة و قلب الحقيقة خلیفۃ اللہ
فی ارضہ و وارث کتابہ و نائب رسول الوجود و البحت و النور الصوفی سلطان بطریق
و المقرب فی الوجود علی التحقیق رضی اللہ عنہ و عن جمیع الاولیاء حضرت سیدنا
محمی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اہل بیت کے ولیوں میں کابل
ترین ہیں اور سادات حینہ میں بہت معظّم و بزرگ عبد اللہ محض بن حسن
مثنیٰ بن امام المسلمین حسن بن محبتیٰ بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ
و جہہ الکریم رضی اللہ عنہم کے پوتے ہیں ایران کے ایک قریہ جیلان میں
آپ چار سو شتر " یا " نبوی میں پیدا ہوئے۔ اسی

مناسبت سے آپ جیلانی یا گیلانی کہلاتے ہیں۔

تینتیس سال مدرس و فتویٰ نویسی میں گزرے۔ چالیس سال تک مخلوق کو اپنے وعظ و خطب کے ذریعہ راہ راست کی طرف بلاتے رہے۔ نوے سال کی عمر پائی۔ ۱۱۶۵ھ میں وصال فرمایا۔

۱۱۶۵ھ میں جب آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی بغداد شریف تشریف لائے اور یہاں کے علماء و مشائخ سے پہلے قرآن کریم کو نقل و عقلاً تجوید سے ختم فرمایا اسکے بعد جید عالوں اور محدثوں سے حدیث کی سنت فرمائی۔ اصول حدیث فقہ تفسیر اور دیگر علوم و فنون مروجہ کی تکمیل فرمائی اور من علماء بغداد نہیں بلکہ ملک کے علماء سے بڑھ گئے اور علماء و فضلاء کے مرجع ہو گئے۔

اسکے بعد اللہ جل مجدہ نے آپ کو لوگوں پر ظاہر فرمادیا۔ تمام لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت و محبت پیدا کر دی۔ قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کے مرتبہ پر فائز فرما کر تمام علماء و فضلاء و شیوخ و طلبہ اور کائنات نام کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا۔ آپ کا قلب مبارک جو اسرار الہی کا دریا تھا۔ زبان کے ذریعہ اس دریا سے حکمت کے چشمے جاری کر دیئے۔

ملکوت اعلیٰ سے زمین کی تہ تک آپ کے کمال و جلال کا اعلان فرمادیا۔ آپ کی قدرت کی علامتیں ولایت و شاہدہ کی نشانیاں کرات کے دلائل آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ ظاہر و باہر کر دیا۔

جو دو سخا کے خزانہ کی کنجیاں اور مخلوق کے تصرفات کی لگام آپ کے

قبضہ اقتدار اور دست اختیار میں سوچ دیا۔ اور تمام لوگوں کے دلوں میں
آپ کا عرب ڈال دیا۔ تمام اولیاء وقت آپ کے مطیع و فرمانبردار بنا دیئے گئے
یہاں تک کہ حکم الہی ہوا کہ اعلان کر دو کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن
پر ہے۔ آپ کے اعلان کرتے ہی تمام اولیاء وقت خواہ حاضر تھے یا غائب،
نزدیک تھے یا دور ظاہر تھے یا چھپے ہوئے اپنا اپنا سر جھکا لیا اور آپ کے
مطیع ہو گئے۔ اس امید پر کہ آپ کی اطاعت کے ذریعہ ہمارے مرتبے بلند
ہوں اور اس بات کے خوف سے کہ آپ کی نافرمانی سے ہماری ولایت چھن
جائے گی۔

حضرت شیخ قطب وقت غوث اعظم خلیفۃ اللہ وارث کتاب الہی
نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلطان طریق اور مخلوق میں تصرف
کرنے والے ہیں۔ (انتہی)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الاولیاء والکرام اجمعین

۰۱۵۵۵۱۱۱۱

سجانی غوث صدیقی ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی
سہ کار غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

فضائل و کمالات

خرق عادات و کرامات

۹۲

پڑھتے! ہوشہ جیلاں کے فضائل آسی!
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا
حضرت آسی
علیہ الرحمۃ

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات و خرق عادات
کتابوں کے اندر اس کثرت کے ساتھ منقول ہیں کہ شاید کسی دوسرے بزرگ کے
نہ ہونگے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار
عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کی تعداد حد شمار سے افزوں ہیں اور
اکثر پائے تواتر کو پہونچی ہوئی ہیں اس سلسلے میں دارا شکوہ کے یہ الفاظ ہیں
”اگرچہ آنحضرت در ایام حیات بظہور ریدہ و آبخہ الحال
نیز مشاہدہ نمودہ می شود جمع کنم کتاب کلائے می شد“

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ایک
معاصر بزرگ شیخ علی بن بیٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت نقل فرماتے ہیں
”ندیدم هیچ یکے از اہل زماں خود را اکثر الکرامات از شیخ عبدلقدار
ہر وقت ہر کہ از ما خواہد کہ از دئے کرامتے مشاہدہ می کند و خوارق ظاہر
میگرد و گاہے از دئے و گاہے در دئے گاہے بوئے۔“

سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات اور آپ کی
بیشمار کرامات میں سے بقدر اختصار پیش کیا جاتا ہے۔

سرکارِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ
گویا آسمان زمین پر فرماتے ہیں۔ اِنَّ يَدِيْ عَلٰی مُرِيدِيْكََا

السَّمَآءِ عَلٰی الْاَرْضِ۔ بیشک میرا ہاتھ میرا بچہ میرے مرید کے اوپر اس طرح
سایہ فگن ہے جیسے کہ آسمان زمین کے اوپر۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں اِنَّ لَّمْ يَكُنْ مُرِيدِيْ بَحِيْدًا اَفَاْنَا بَحِيْدًا
اگر میرا مرید طاقتور نہیں تو کوئی بات نہیں میں تو اس کا آقا طاقت والا ہوں
دوسری جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں اگر میرا مرید میرا نام لیوا مشرق
میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا ستر کھل جائے تو میں اسکی ستر پوشی
اپنے ہی مقام سے بیٹھے بیٹھے کر دوں گا۔ اور تا قیامت میرے سلسلہ والے
اگر ٹھوکر کھا کر گرنے لگیں گے تو میں انھیں سنبھالتا رہوں گا اور سہارا دیتا
رہوں گا۔

ایک مقام پر سرکارِ غوثِ اعظم
اس کا نصیبہ بلند رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں

اس شخص کا نصیبہ بہت بلند ہے جس نے میری زیارت کی یا میرے دیکھنے
والے کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

سرکارِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ
میں عزم مستحکم والا ہوں قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے

ہیں۔ ع مریدی لا تحف وارش فانی ہ عزم قاتل عند القتال
میرے مرید خون نہ کر کسی دشمن سے کہ بلاشبہ میں عزم مستحکم والا اور جنگ

کے وقت سخت قتال کرنے والا ہوں۔

ایک دفعہ سرکار عنوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت اور

پہنچیلوں نے قد مبوسی کی

کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ لوگوں نے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ معلوم یہ ہوا

کہ آپ دریائے و جلد کی جانب تشریف لے گئے ہیں وہاں پہنچ کر لوگوں

نے دیکھا کہ آپ پانی پر مشی فرما رہے ہیں یعنی چل رہے ہیں اور دریائے

و جلد کی ساری پھیلیاں نکل نکل کر آپ کو سلام کرتی ہیں اور قدم مبارک

کا بوتہ لے رہی ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہترین قسم کا حسین

مصلے فضا میں معلق ہو کر پنچھ گیا اور اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہیں۔

سطر اول میں اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

اور دوسری سطر میں۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّكُمْ حَمِيدٌ مُّبَارَكٌ

لکھا ہے۔

اتنے میں بہت سے لوگ اس مصلے کے قریب جمع ہو گئے۔ ظہر کا وقت

تھا تکبیر کہی گئی۔ آیتِ امامت فرمائی جب تکبیر کہتے تو عاقلان عرش آسمان

ساتھ تکبیر کہتے اور جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آسمان کے ساتھ

تسبیح پڑھتے تھے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ مِنْ جَمَدِہ کہتے تو آسمان کے بھوں سے نکل کر

سبز رنگ کا نور آسمان کی طرف جاتا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا

فرمائی کہ اے رب قدر تیری بارگاہ میں تیرے محبوب کے واسطے دعا کرتا

ہوں کہ تو میرے مریدوں اور میرے مریدوں کے مریدوں کی روحوں کو جو

سیری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے قبض نہ فرمانا۔ سہل بن عبد اللہ
تشری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپکی اس دعا پر ہم سمجھوں نے
فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کو آمین کہتے ہوئے سنا۔ دعا کے بعد ایک
ندائے غیبی سنائی دی۔ اَلْبَشَرُ فِیَّ اِنِّیْ قَدْ اَسْتَجَبْتُ لَدَعَاکَ عِبْدُ الْفَقَارِ
خوشخبری ہو تمہارے لئے یہ کہ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔

شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے سرکار
غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپکے مریدوں میں پرہیزگار
اور گنہگار دونوں ہونگے۔ آیتنے اپنے غلاموں کے لئے کتنا تسلی بخش
جواب عنایت فرمایا میں مگر پرہیزگار میرے لئے اور میں گنہگاروں کیلئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

۵۵ میرا مرید ہے | عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے

عرض کیا کہ حضور اگر کوئی شخص اپنے کو حضور کا مرید بتلاتا ہو اور آپ کی
غلامی کا اظہار کرتا ہو اور درحقیقت اس نے آپکے دست مبارک پر شرف
بیت نہ حاصل کیا ہو اور آپکے دربار گہر بارے سے غرقہ نہ ملا ہو تو کیا
وہ حضور کے مریدوں میں شمار کیا جائے گا۔ ارشاد فرمایا ایتا قیامت
جو شخص میرے سلسلے میں داخل ہوگا اور اپنے کو میرا مرید کہے گا بیشک وہ میرا
مرید ہے اور میرے مریدوں میں شامل ہوگا۔ ہمیشہ میں اسکی نصرت و
حمایت اور دھستگیری کرتا رہوں گا اور وقت آخر اسے توبہ کی توفیق نصیب
ہوگی۔ شیخ علی بن بیٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ کسی مرید کا

بیر سرکار غوث اعظم کے مرثیہ کے پیر سے افضل نہیں ہو سکتا۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ایک عہد نامہ عطا ہوا کے فضائل و کمالات کو احاطہ تحریر

میں سمیٹنا ناممکن ہے۔ حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے رب نے
ایک عہد نامہ یا اقرار نامہ عطا فرمایا جسکی لمبائی مشرق سے مغرب تک ہے۔
اور بعض روایتوں میں اسکی لمبائی مثل وسعت نظر کے بتلائی گئی۔ اسمیں
میرے سلسلہ والوں کے نام لکھے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سب بخشے ہوئے
ہیں۔ ایک مرتبہ آجئے داروغہ دوزخ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے یہاں
میرے سلسلہ والوں میں سے کوئی شخص ہے جو اب دیا کہ آجئے نسبت رکھنے
والوں کو مجھے رکھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
اکمیشہ اعظم ہیں کہ جو شخص مجھے پکارے اور مجھ سے مدد مانگے

میں اس سے اسکی معصیت دور کر دوں اور میرے وسیلہ خدا سے کچھ طلب کرے
اسکی حاجت برائے گی۔ اسکے متعلق بہت سے واقعات شاہد ہیں مشائخ
کرام کا ذالی تجربہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم مبارک
کا وظیفہ اور درود پاک کا اور دکرنا ہی حصول مقاصد کے لئے اکیسر اعظم ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف
لطیف "الانتباه" میں قصائے حاجات کے لئے مشائخ کرام سے نقل
فرماتے ہوئے ایک ختم کی تعلیم کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو کوئی مشکل

پیش آوے تو پہلے بہ نیت نفل دو رکعت نماز پڑھے پھر ایک سو گیارہ مرتبہ
درود شریف بعدہ ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ تمجید پھر ایک سو گیارہ بار یا شیخ
عبد القادر جیلانی شینا اللہ پڑھے اس سے اس کی حاجت بر آئے گی اور
پریشانیوں سے چھٹکارا پا جائے گا۔

شیخ ابو عامر عثمان اور شیخ عبد الخالق

کھڑاؤں کا کمال

حریبی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم

تیسری صفر ۵۵۵ھ کو آپ کے مدرسہ میں حاضر تھے۔ ناگاہ آپ اٹھے اور کھڑاؤں
پہن کر وضو فرمایا پھر دو رکعت نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو
ایک چیمچ ماری اور ایک پیر کی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینک دیا۔ جو ہماری
نگاہوں سے غائب ہو گئی۔ پھر دوسرے پیر کی کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینکی
استفسار کی تو بھلا کس کو جرأت تھی۔ البتہ ہم نے دن اور تاریخ نوٹ۔
کر لیا۔ تین دن کے بعد ایک قافلہ تاجروں کا آیا اور آپ کی خدمت میں کچھ
پکڑے اور نقد روپے بطور نذر پیش کئے اور ساتھ ہی اس دن والی کھڑاؤں
بھی حاضر خدمت کیا ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس قافلے سے ہم نے
حالات معلوم کئے تو انھوں نے بتلایا کہ ہمارا قافلہ جنگل سے گذر رہا تھا
رہزنوں نے ہمیں گھیر کر لوٹ لیا۔ اس وقت ہم نے حضرت کو پکارا فورا ہم
نے دو چپخیں ایسی سنیں کہ سارا جنگل دہل گیا۔ ہم سمجھے کہ شاید کوئی ہماری
مدد کو آگیا۔ لیکن بظاہر کوئی نظر نہ آیا۔ قافلے کا ہر ہر فرد غوث اعظم کی مدد کا
منتظر تھا کہ اتنے میں ان رہزنوں میں سے دو شخص افسان و خیراں اور پشیمان

حال بھاگے ہوئے ہم سے آکر کہنے لگے کہ خدارا ہمارا قصور معاف کر دو اور چل کر اپنا مال واپس لے لو جب ہم لوگ اس جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں سردار مردہ پڑے ہیں اور یہ دونوں کھڑاؤں ان کے سینوں پر رکھی ہیں پھر ان رہزموں نے پورا واقعہ بیان کیا اور ہمارا مال اسباب واپس کر دیا۔ پس اسی وقت اس مال میں حضور کی نذر مان لی۔ لہذا ہملوگ اس وقت ادائے نذر کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ اس واقعہ کی تاریخ و دن ملانے سے بالکل مطابق ہوا۔

شیخ ابوالقاسم سے روایت

دنوں اور مہینوں کی حاضری سے کہ ایک روز میں ابوہریرہ

ابوبکر، شیخ ابوالخیر، بسر بن محفوظ، شیخ ابو حفص عمر شیخ ابوالعاصی احمد امکانی، اور شیخ عبدالوہاب سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضر تھے۔ جمعہ کا دن تھا اور ۱۵ جمادی الآخرہ کی ۲۰ تاریخ تھی۔ ایک شخص خوبصورت حسین نوجوان آکر ادب سے بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے ولی آپ پر سلام ہو میں رجب کا مہینہ ہوں آپ کو خوشخبری دینے آیا ہوں کہ یہ مہینہ لوگوں کے لئے بہت مبارک ہے چنانچہ اس مہینہ میں لوگ نیک کاموں میں زیادہ مصروف رہے۔

اتوار کے دن یہ مہینہ ختم ہو گیا میں بھی حاضر دربار تھا ایک شخص نے آکر سلام کے بعد بادب عرض کرنے لگا کہ میں شعبان کا مہینہ ہوں آپ کو کوئی خوشخبری یا بشارت سنانے نہیں آیا ہوں بلکہ یہ بتلانے آیا ہوں کہ

اس مہینہ میں ملک حجاز کے اندر گرانی زیادہ ہوگی۔ خراسان میں خوزیری و غارتگری ہوگی۔ تلواریں چلیں گی اور شہر بغداد میں بیماری سے بہت سے لوگ مرجائیں گے۔ چنانچہ چند ہی دنوں کے بعد اس قسم کی اطلاعات موصول ہونے لگیں۔ اور بغداد میں بیماری کا ایسا زور ہوا کہ کافی لوگ مر گئے۔

پھر ایک دن شیخ نجیب الدین بہروردی، شیخ ابوالحسن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی ابوالعلیٰ محمد بن بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ علی بن بیسی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ ایک جہہ و باوقار شخص آیا اور سلام کے بعد عرض کیا میں رمضان کا مہینہ ہوں اب آئندہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ آنے والے سال کے ربیع الثانی ہی میں آپ صال فرما گئے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جنکے پاس مہینے مجسم ہو کر آتے ہیں۔ اسکی اچھائی برائی سے انھیں خبر دیتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ سیف الدین عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سال کا کوئی مہینہ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ شروع ہونے سے قبل آپکے پاس نہ آتا ہو اور اگر اس میں نزول خیر ہونے والا ہوتا تو اچھی شکل میں حاضر ہوتا تھا اور کوئی برائی پیش آنے والی ہوتی تو بُری شکل میں۔

میری نگاہیں لوح محفوظ پر لگی رہتی ہیں

ایک روایت میں حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں کہ ہمارے شیخ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں ملا زمین سے کرہ ہوا میں مٹی فرماتے تھے اور فرماتے تھے آفتاب طلوع نہیں ہوتا ہے۔ تا وقتیکہ میری بارگاہ میں سلام نہ بھیجے میرے رب کی عزت و جلال کی قسم تمام شقی و سعاد میرے پیش نظر کئے جاتے ہیں۔ میری نگاہیں لوح محفوظ سے لگی رہتی ہیں۔ یہ دور دگار عالم کے علم و مشاہدہ کے سمندر میں غوطہ زن رہتا ہوں مخلوق پر میں حجتہ الہیہ ہوں اے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب خاص ہوں اور زمین پر حضور کا وارث۔

بیچہ تندرست ہو گیا | شیخ ابوالحسن بیٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

ہیں ایک مرتبہ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر تھا۔ ایک لدار تاجرا ابو غالب فضل اللہ ابن اسماعیل بغدادی از جنی باریاب ہوا اور بعد ادب عرض کیا کہ حضور آپ کے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص دعوت پیش کرے تو قبول کر لینی چاہئے خادم آپ کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ میری دعوت قبول فرمائیے۔ آہنے فرمایا اگر مجھ کو اجازت ملے گی تو ضرور شریک ہوں گا اسکے بعد تھوڑی دیر آہنے مراقبہ میں سر کو جھکایا۔ پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا مجھے اجازت مل گئی اب میں ضرور آؤں گا۔ مطمئن رہو۔ وقت معینہ پر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شیخ علی بن بیٹی نے آپ کی دائیں رکاب تھامی اور ابوالحسن نے بائیں رکاب پکڑی اور تاجر کے مکان پر پہنچ گئے وہاں علماء و مشائخ کرام کی ایک بڑی جماعت پہلے سے موجود تھی دسترخوان بچھایا گیا اور طرح طرح کے کھانے پینے کے پھر ایک بڑا سا

ٹوکرا جسکے اوپر چادر پڑی تھی۔ دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور دسترخوان کے ایک کنارے پر رکھ دیا اسکے بعد داعی نے کہا بسم اللہ کیجئے۔ لیکن سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہنوز مراقبہ میں سر جھکائے بیٹھے رہے۔ آتے نہ کھانا شروع نہیں فرمایا اسلئے کسی کو بھی جرات نہ ہو سکی۔

چند لمحے کے بعد آتے اپنے دونوں محترم رفقاء کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو۔ حکم عالی کے مطابق دونوں نے ٹوکرا اس ٹوکرے کو کھولا اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا اس میں سے ایک مادر زاد اندھا مفلوج و مجذوم بچہ نکلا یہ بچہ ابو غالب سوداگر ہی کا تھا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا: "اللہ وحی قتیوم" کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑے ہو جاؤ یہ فرماتے ہی وہ بچہ بالکل صحیح و سلامت اور تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسے یہ بچہ کبھی بیمار ہی نہیں تھا۔

شیخ ابوسعید قلیولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور جذامیوں ہی کو نہیں چھا کر دیتے ہیں بلکہ اللہ کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ فرما دیتے ہیں۔

بنجامت درست ہو گیا قُدوة العارفین حضرت ابوالحسن علی رحمۃ اللہ

علیہ بیان کرتے ہیں کہ رافضیوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر آئی اور دو بڑے خشک کدو سر بہر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور دریافت کیا بتلائے اس میں کیا ہے۔ آتے ان دونوں میں سے ایک کے اوپر دست

بارک رکھ کر فرمایا اس میں ایک آفت رسیدہ ہے۔ پھر وہ کھولا گیا تو ایک بنجا بچہ گوشت کے لوتھڑے کی طرح نکلا۔ فرمایا "قَتْمٌ بِأَذِنِ اللَّهِ" وہ بچہ اسی وقت تندرست و توانا ہو گیا۔ اور بچلنے لگا۔

پھر سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے کدو کے اوپر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں ایک صحیح سلامت بچہ ہے کھولا گیا تو ایک تندرست بچہ نکلا حضرت نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر فرمایا "ایمان ہو جا" اتنا کہنا تھا کہ اسی وقت وہ بچہ بنجا ہو گیا۔

یہ کرامات دیکھ کر رافضیوں نے اتنے باطل مذہب کو چھوڑ کر سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اس واقعہ کو دیکھ کر تین مردان حق جاں بحق ہو گئے۔

فقیرہ ابوالعالی عبدالرحیم بن
رجال الغیب بحکومت | مظفر قرشی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا آپ اس وقت مکان کی چھت پر نماز چاشت ادا فرما رہے تھے۔ میں بھی وہیں چلا گیا۔ اچانک جو میری نظریں ان کی جانب اٹھی تو دیکھا کہ رجال الغیب کی چالیس صفیں دست بستہ کھڑی ہیں اور ہر صف میں ستر افراد ہیں جب ان سے پوچھا گیا تم لوگ بیٹھتے کیوں نہیں ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک قطب زماں بیٹھنے کی اجازت نہ عطا فرمائیں گے۔ اس وقت تک ہم لوگ نہیں بیٹھ سکتے۔

کیونکہ ہمارے اوپر انھیں کا سایہ انھیں کا ہاتھ ہے اور ہم سب انھیں کے زیر حکومت ہیں اسکے بعد جب آئینے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے تو رجال الغیب کی صفوں میں کچھ حرکت پیدا ہوئی پھر اسکے بعد دیگرے آپ کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہونے لگے ان میں سے ایک ایک آتا تھا اور قدمبوسی کر کے پیچھے چلا جاتا تھا جب سب فارغ ہو گئے تو آئینے انھیں بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ سب مؤدب ہو کر بیٹھ گئے پھر انھیں نصیحت فرمانے لگے۔

شیخ عدی بن مسافر سے

بارش اور سیلاب موقوف | روایت ہے کہ ایک مرتبہ

آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ لوگوں میں انتشار پیدا ہو گیا تو آئینے ربخ مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر فرمایا۔ اے پروردگار عالم میں تو لوگوں کو تیری باتیں سنانے کیلئے بلاتا ہوں اور تیری بارش انھیں بیٹھنے نہیں دیتی اتنا فرمانا تھا کہ بارش منقطع ہو گئی۔

اسی طرح دریائے وجلہ میں ایک مرتبہ بہت ہولناک سیلاب آیا

اور پانی اتنا بڑھ گیا کہ بغداد مقدس کے ڈوب جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا

لوگ حیران و پریشان حال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

وہا کیجئے ورنہ بغداد تباہ ہو جائے گا۔ آئینے اسی وقت اپنا عصا

مبارک ہاتھ میں لیا اور چند لوگوں کے ہمراہ ساحل پر تشریف لے گئے

ایک مقام پر عصا مبارک رکھ کر فرمایا ”خبردار اے وجلہ اس آگے

مرت بڑھنا کیا بحال تھی کہ غوثِ زمان کی حکم عدولی کر جاتا تو رادِ جلد کا
پانی اسی جگہ بھڑ گیا۔

حضرت عبداللہ بن منظور

ہمیشہ کیلئے ریزش کا آنا بند | کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر تھا اس وقت
شیخ عارف محمد کو چھینک آئی اور ریزش نکل آئی انھوں نے جھٹ ڈال
صاف کر لیا مگر اسپر انھیں سخت ندامت محسوس ہوئی اور دل میں کہنے
لگے کہ مجھے ایسے پاکیزہ دربار میں ناک صاف کرنی چاہئے اور یہ کیا یہ خلاف
ادب نہیں ہے مگر واہ سے نگاہِ غوثیت پناہ کہ شیخ عارف کے دل کی اس
کشیدہ تحریر کو پڑھ لیا اور فرمایا اے محمد کوئی مضائقہ نہیں ہے گھراؤمت
آج سے تمھیں کبھی تھوک اور ریزش نہ آئے گی۔

شیخ عارف محمد اس واقعہ کے بعد کافی عرصہ تک با حیات رہے
مگر بوری زندگی میں اسکے بعد انھیں تھوک اور ریزش کبھی نہ آئی حتیٰ کہ
کھانسی و زلہ کی حالت میں بھی انھیں بلغم تک نہ آیا۔

ابو محمد عبدالواحد بن صالح بن نجی قرشی

درختِ خرما ہرا ہو گیا | بغدادی سے روایت ہے کہ شیخ علی

الہیسی جب علیل ہو جاتے تھے تو شیخ ابوالمظفر اسمعیل بن سنان حمیری کے
برُضیا باغچہ میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی روز وہیں تشریف رکھتے تھے
اس باغ میں دو درخت کھجور کے بالکل خشک و بیکار ہو گئے تھے اور چار سال

سے اسمیں پھل وغیرہ کچھ نہیں آتا تھا اب انکے کٹوانے کا ارادہ کر لیا گیا تھا حضرت شیخ علی ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی عیادت کیلئے اس باغ میں تشریف لیگئے عیادت سے فارغ ہو کر آتے بذات خود ان درختوں میں سے ایک کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ اللہ آپکے قدم مبارک کی برکت ملاحظہ کیجئے کہ یکہ یک وہ درخت شاداب ہو گئے اور گوکہ اسوقت پھلوں کے آنے کا موسم بھی نہیں تھا مگر ایک ہفتہ کے اندر ان درختوں سے کھجوریں بھی پیدا ہونے لگیں۔

حضرت شیخ صالح ان درختوں سے کھجوریں لیکر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آتے ان میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور دعادی پروردگار عالم تمھاری زمین تمھارے دراہم تمھارے صاع اور تمھارے مویشیوں میں برکت عطا فرمائے۔

شیخ صالح کا خود بیان ہے کہ اس دعا کی ایسی برکت ہوئی اور آپکا اتنا کرم ہوا کہ اب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اسکے دو گنے فوڑا کہیں سے آجاتے ہیں۔ گھر کے اندر اگر ستورے گہوں کے رکھتا ہوں اور پچاس صرت کر ڈالتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو ستورے کی تلو موجود پاتا ہوں۔ مویشی اس قدر بچے دینے لگے ہیں کہ ان کی شمار مشکل سے یاد رہتی ہے۔ دودھ کی اس قدر فراوانی ہے کہ ختم کرنے کی کوشش کے باوجود ختم نہیں کر پاتا۔ غرض کہ آپکی اس دعا کی برکت سے برابر مالدار ہوتا چلا جا رہا ہوں۔

جنوں پر حکومت شیخ ابو الفتح محمد بن ابی العاص یوسف

بن اسماعیل بن احمد علی قرشی میثمی بکری بغدادی سے روایت ہے کہ شیخ ابو سعید عبد اللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی از حبشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۳۲۹ھ میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بچی فاطمہ جبکی عمر ۱۶ سال ہوگی بڑی حسین و جمیل ایک چھت پر چڑھی اور وہیں سے غائب ہو گئی۔ آئینے فرمایا گھبراؤ نہیں آج رات کو کرخ کے جنگل میں جاؤ اور پانچویں ٹیلے پر بیٹھ جانا لیکن دیکھو خیال رکھنا اپنے چاروں طرف ایک لکیر کھینچ لینا اور دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ عبد القادر پڑھتے رہنا۔ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد جنوں کی جماعتیں گزرنی شروع ہونگی ان کی شکل و صورت بڑی بھیانک اور ڈراؤنی ہوگی مگر تم بے خوف و خطر بیٹھے رہنا وہ تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ عین صبح کے وقت جنوں کا سب سے بڑا بادشاہ اس راستے سے گزرتے ہوئے وہ خود ہاتھ سے تمہارا مقصد دریافت کرے گا تب تم اس کے استفسار پر اپنے مقصد کا اظہار کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ مجھے شیخ عبد القادر جیلانی نے تمہارے پاس بھیجا ہے اسکے بعد اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا پورا واقعہ بیان کرنا۔ محمد بغدادی از حبشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار غوث اعظم کے حکم کے مطابق عمل کیا اور ٹیلے پر جا کر اپنے چاروں طرف لکیر کھینچ کر بیٹھ گیا۔ چند ساعت کے بعد خوفناک صورت کے جنوں کا قافلہ گزرنا شروع ہو گیا۔ ان کی رہگزر میں بیٹھ کر دخل دینا انہیں سخت ناگوار گذرا مگر دائرے کے اندر انہیں داخل ہونیکی جرأت نہ ہو سکی ساری

رات اس ٹیلے کے قریب سے جناتوں کا قافلہ گزرتا رہا صبح ہوتے ہی جنوں کا بادشاہ شاہانہ ٹھاٹ کے ساتھ عایشان گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر سے گزرا بادشاہ نے مجھے دیکھتے ہی از خود کلام کیا اور کیفیت معلوم کی تو میں نے جواب دیا کہ مجھے شیخ عبد القادر جیلانی غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ آپ کا اسم گرامی سنتے ہی بادشاہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور زمین ادب چومی پھر مؤدب ہو کر دائرے کے باہر بیٹھ گیا اور اسکے ہر کاب جتنے بھی تھے سبھی کنارے کنارے پر جما کر بیٹھ گئے بس وہ عجیب منظر تھا۔ قہر نگاہ تک جن ہی جن نظر آتے تھے جب بادشاہ نے دوبارہ واقعہ کی تفصیل معلوم کی تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا کہ میری بیچی کس طرح چھت پر گئی اور کیسے یک بیک وہاں سے غائب ہو گئی۔

تفصیلی حالات معلوم کرنے کے بعد بادشاہ اپنے ساتھ کے تمام جنوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا کہ بتاؤ تم میں سے کون ہے وہ جس نے یہ حرکت ناشائستہ کی ہے۔ سارے جن لرز اٹھے اور کہنے لگے ہمیں اس کا قطعی کوئی علم نہیں ہے پھر بادشاہ نے اپنے مقرب سپاہیوں کو حکم دیا کہ جس نے بھی یہ ناشائستہ حرکت کی ہو اسے جلد گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جن پابجولاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا جسکے ہمراہ میری غائب شدہ بیچی بھی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ چتین کا سرکش جن ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس طرح

جرات ہوئی کہ قطب زماں کی رکاب تلے چوری کرے۔ اس جن نے کہا میں
پر واز کرتا ہوا چلا جا رہا تھا اس لڑکی کا حسن دیکھ کر میں عاشق ہو گیا اور اس کو ہتھ
اٹھا لایا۔ بادشاہ کو جلال آگیا اور اسی وقت اس کا سرتن سے جدا کر دیا اور میری پچی میرے حوالے
کر دی۔ میں نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ تم لوگ سرکار غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے بہت مطیع و فرمانبردار ہو۔ بادشاہ نے جواب دیا بیشک ہم ان کے
فرمانبردار ہیں حضرت تو اپنے مقام سے ہماری نقل و حرکت کو ملاحظہ فرماتے
رہتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب زماں مقرر کرتا ہے تو اسے جن و انس
پر قدرت و اختیار عطا فرمادیتا ہے۔

۶۷۰ء کی بات ہے حضرت

لاعلاج مرین شفا یاب ابو عبد اللہ بن خضر حسینی موصلی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم تیرہ سال تک سرکار
غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے آپ کی
بہت سی کراستیں دیکھیں جن میں سے ایک تو یسے کہ جس مرین کے علاج کو
بڑے بڑے حکماء اور اطباء جواب دیتے تھے وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔
آپ اس کے لئے دعا فرماتے تھے اور اس کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر دیتے
تھے مشاہدہ شاہد ہے کہ فوراً وہ آپ کے سامنے ہی اٹھ کھڑا ہو جاتا اور فضل
الہی سے بالکل تندرست و توانا ہو جاتا۔

ایک مرتبہ خلیفہ مستجد باللہ کا ایک عزیز خاص آپ کی خدمت
بارکت میں لایا گیا جس پر مرض استسقاء شدید طور پر اثر کر چکا تھا۔ آئینے

اسکے پھولے ہوئے شکم پر دست مبارک پھیر دیا۔ آپ کی برکت اور کرامت سے ہاتھ پھیرتے ہی اس کا شکم برابر ہو گیا اور فوری صحت ہو گئی۔

سُست اونٹنی تیز رو ہو گئی حضرت ابو حفص عمر بن صالح

حداوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کمزور و لاغر اونٹنی لے حاضر ہو رہا ہوا اور عرض کیا کہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ رکھتا ہوں مگر میری یہ اونٹنی بہت کمزور ہے جس سے سفر طے کرنا مشکل ہے اور اسکے علاوہ نہ تو دوسری اونٹنی ہے اور نہ ہی پیسے ہیں کہ خرید سکوں۔ حضور کوئی تدبیر فرمادیں آتے اس نہیف اونٹنی کی پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھ دیا بس پھر کیا تھا اسی وقت وہ اونٹنی تندرست و تیز رفتار ہو گئی اور ساری اونٹنیوں سے آگے چلنے لگی۔

کبوتری نے انڈے دینا اور قمری نے بولنا شروع کر دیا

ایک مرتبہ آپ شیخ ابوالحسن علی بن احمد کنانی کی عیادت کے لئے تشریف لگے۔ دوران گفتگو انھوں نے کہا کہ حضور میرے یہاں کبوتری اور ایک قمری ہے لیکن نہیں معلوم نو ماہ سے دونوں بولتی ہی نہیں ہیں۔ آپ اٹھے اور کبوتری کے پاس جا کر فرمایا تو اتنے مالک کو فائدہ پہونچا کہ خوش کیا کہ پھر قمری کے پاس جا کر فرمایا اب تو بھی اتنے مالک کی تسبیح شروع کر دے۔ اللہ اکبر۔ اسی دن سے کبوتری انڈے بھی دینے لگی اور نیچے بھی نکالنے لگی اور بولنا بھی شروع کر دیا۔ ادھر متہرین نے بھی

مست نوائی کے ساتھ بولنا شروع کر دیا اور ایسی رسیلی آواز سے بولنے لگی کہ
لوگ چلتے چلتے کھڑے ہو کر سننے لگتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک زمانہ تک قائم رہا۔
معتبر کتابوں میں شیخ ابو الغنائم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں
اور شیخ علی بن ہبیتی شیخ الشیوخ سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
مبارکہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آستانہ عالیہ کی دہلیز پر ایک پریشان حال
نوجوان نے کس دے بس پڑا ہوا ہے۔ اس نے دیکھتے ہی شیخ علی سے
کہا کہ اگر بحضرت شیخ باریابی شفاعت میں لے بضعاءت فراموش نہ کنی۔
اس کی یہ درخواست سن کر ہم لوگ بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر
ہوئے تو شیخ علی نے عرض کیا کہ ایتھ سے اس تیرہ روز کی خطا درگزر فرماوینگے
جو آستانہ عالیہ پر بد حال پڑا ہوا ہے حضور نے فرمایا جاؤ میں نے اسکا جرم
معاف کر دیا۔

شیخ علیؑ سن کر باہر آئے اور اس عتاب زدہ کو خوشخبری سنائی
کہ تمہارا قصور معاف ہو گیا۔ میری سفارش مقبول ہو گئی اتنا سنتے ہی وہ
نوجوان خوش ہو کر اٹھا اور ہوا میں پرواز کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔
شیخ علیؑ یہ کیفیت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اندر آکر حضور سے
واقعہ کی نوعیت دریافت فرمائی۔ آیتنے فرمایا کوئی بات نہیں ہے یہ نوجوان
مرد ابن عینب سے ہے ہوا میں اڑتا ہوا جا رہا تھا ادھر سے جب گزرنے لگا
تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب اس شہر میں کوئی مرد کا مال نہیں
رہ گیا ہے مجھے اس کا غور ناگوار معلوم ہوا اور اسی وقت میں نے اس کی حالت

پلٹ کر اسے خاک پر ڈال دیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

شیخ مظفر منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر آپ سے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو واقعاً باکمال تھا۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گزر چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ کی چشمان مبارک سرخ ہو گئیں اور غضبناک ہو کر فرمایا اس کی روح قبض کر لی گئی وہ بزرگ بالکل تندرست تھے مگر جوں ہی آپ کی زبان سے یہ لفظ نکلا وہ فوراً انتقال کر گئے۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ فقراء کے عزور پر سخت غضبناک ہوتے تھے۔

بہ چور کو ابدال بنا دیا | ایک مرتبہ آپ کے دولت کدہ پر ایک چور

چوری کی نیت سے آیا مکان کے اندر قدم رکھتے ہی دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور صراحتاً پھر انکھوں کے لئے راستہ بھی نہ مل سکا۔ بالآخر مجبور ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔

صبح گرفتار ہو کر خدمت میں آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے بیٹا دنیا کی دولت چرانے آیا تھا ہم اسے ایسی دولت دیتے ہیں جو ہمیشہ اس کے پاس رہے گی۔ آنکھوں پر دست کرا مت پھیر دیا جسکی برکت

سے زائل شدہ مینائی پھر عود کر آئی۔ اسکے بعد ایک توجہ فرمادی تو منصب ولایت پر پہنچ گیا۔ نیز کسی مقام کے ابدال کا وصال ہو گیا تھا ان کا قائم مقام بنا کر ان کی جگہ پر بھیج دیا گیا۔

کبھی کا کچھٹا | ایک مرتبہ آپ وعظ فرماتے تھے۔ مجلس ہی میں ایک شخص ابوالمعالی کے نام سے

سے بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں ان کو حاجت بشری کا احساس ہوا۔ لیکن آداب مجلس کے خیال سے حرکت کی جرات نہ کر سکے۔ جب بے اختیار ہو گئے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھنے لگے۔ حضور منبر سے ایک زینہ نیچے اترے تو پہلے زینہ پر ایک سر مثل آدمی کے سر کے ظاہر ہوا آپ دوسرے زینہ پر اترے تو اس سر سے مونڈھا اور سینہ ظاہر ہوا جیسے جسے آپ نیچے اترتے تھے۔ وہ شکل بڑھتی جا رہی تھی حتیٰ کہ وہ سر کا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل کے ہم مثل ہو گئی۔

انداز کلام رفتار گفتار بالکل حضور کی طرح ہو گیا۔ اس شبیہ کو ماسوا ابوالمعالی یا جس کو بھی اللہ نے چاہا اور کوئی نہ دیکھ سکا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیچے تشریف لا کر اپنا رومال یا آستین مبارک ان کے سر پر ڈال دیا اسکے بعد ابوالمعالی اتنے کو ایک بہت بڑے جنگل میں پاتے ہیں جس میں ایک نہر جاری ہے اور ایک تخت بہت ہی بڑا ہے۔ انھوں نے اپنی کبھی کا کچھٹا اس تخت کی ایک ٹہنی میں لٹکا دیا اور رخ حاجت سے فارغ ہوئے بعد میں وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ اور سر سرکار غوث اعظم نے سر سے رومال

ہٹایا اور اُدھر وہ اپنے کو دسے ہی مجلس میں موجود پاتے ہیں ان کے
اعضاء و ضویر پانی کی تری بھی باقی تھی اور سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنه بعینہ منبر پر وعظ فرماتے رہے۔ کسی کو احساس بھی نہیں ہوا کہ آپ نیچے
بھی اترے تھے یا نہیں۔ ابوالمعالی بہت حیرت میں ہوئے کہ ابھی تو میں
نے کسی جنگل میں رفع حاجت کیا ہے۔ کسی نہر میں وضو کر کے نماز پڑھی ہے
اور میں نہیں بیٹھا ہوں حسب سابق وعظ بھی سن رہا ہوں وعظ کا کوئی
جملہ مجھ سے نہیں چھوٹا انھیں خیالات میں گم تھے کہ اچانک کنجیوں کا خیال
آیا تو موجود نہیں پایا۔ پھر ذہن میں بات آئی کہ کنجیوں کا کچھا تو اسی درخت
میں لٹکا دیا تھا۔ ایک زمانہ کے بعد ان کو بلادِ عجم کا سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔
بغداد شریف سے چودہ دن سلسل سفر کرنے کے بعد اسی جنگل میں پہنچے۔ غور سے
دیکھا وہی جنگل ہے جس میں اس وقت رفع حاجت کیا تھا اور وہی نہر ہے جس میں
وضو کیا تھا اور آگے بڑھے تو وہ درخت جس میں کنجیوں کا کچھا لٹکا دیا تھا۔
اب تک اسی میں لٹک رہا ہے۔ ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ میں واپس لوٹا تو
خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آئنے کان پیکر ہدایت کی ابوالمعالی
میری زندگی میں یہ واقعہ کسی کے سامنے مت بیان کرنا۔

درِ سگاہ میں میٹھے میٹھے جہاز کو گروا بے نکال دیا

ایک مرتبہ آپ معمول کی مطابق طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ ناگاہ آپ
کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور دونوں ہاتھوں کو چادر کے اندر چھپایا۔ چند

ساعت کے بعد دست مبارک باہر نکالا تو آستین سے پانی کے قطرے
 ٹپک رہے تھے۔ طلبہ کہتے ہیں، ہیبت و جلال کے سبب استفسار تو نہ کر سکے۔
 لیکن تاریخ اور دن لکھ کر رکھ لیا گیا۔ دو مہینہ کے بعد کچھ سوداگر تحفہ و تحائف
 کیساتھ خدمت میں حاضر ہوئے تاجروں سے جب یہ کیفیت پوچھی گئی تو انھوں
 نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ یہاں سے دو ماہ کی مسافت پر ہمارا جہاز
 چلا آ رہا تھا کہ ایک ایک سمندر میں تلاطم پیدا ہوا عنقریب جہاز ڈونے
 ہی والا تھا کہ ہم نے اس عالم بیچارگی میں شیخ عبد القادر جیلانی کا نعرہ
 بلند کیا۔ اسی وقت دریا سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے ہماری کشتی
 کو ساحل سے لگا دیا۔ تاریخ و دن ملایا گیا تو مطابق بھٹھا۔

بیک وقت متعدد جگہوں پر تشریف لیگے

ایک روایت میں ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ایک خادم نے
 حاضر بارگاہ ہو کر عرض کیا حضور میری متنائے کہ آج میرے غریب خانہ
 پر روزہ افطار فرمائیں۔ آج سے منظور فرمایا وہ خوشی خوشی واپس گئے
 ان کے بعد ایک دوسرے خادم حاضر خدمت ہوئے اور انھوں نے بھی
 یہی خواہش ظاہر کی کہ آج میرے یہاں افطار فرمائیں۔ آج سے ان کی
 بھی دعوت قبول فرمائی۔ ان کے جاتے ہی تیسرے خادم آئے اور بڑی
 عاجزی کے ساتھ انھوں نے بھی یہی مدعا پیش کیا ان سے بھی وعدہ فرمایا
 اسی طرح ستر خادم آئے اور ہر ایک نے یہی عرض کیا آج سے کسی کا دل نہ ٹوڑا

اور سب سے وعدہ فرماتے گئے جب افطار کا وقت آیا حضور ایک ہی وقت میں ہر ایک کے یہاں رونق افروز ہوئے اور روزہ افطار کیا۔ صبح کو جب خدام اکٹھا ہوئے تو ایک نے دوسرے سے فخر یہ بیان کیا کہ کل حضور کا میرے اوپر بڑا کرم ہوا میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمایا۔ دوسرے نے کہا تم غلط کہتے ہو کل تو حضور میرے یہاں تشریف لے گئے تھے اور میرے غریب خانہ پر روزہ افطار فرمایا تھا۔

غرضیکہ وہ جتنے بھی دعوت دینے والے تھے سبھی جمع ہو گئے اور آپس میں بحث ہونے لگی۔ شدہ شدہ یہ خبر مدرسہ میں پہنچی تو مدرسہ والوں نے کہا کل تو حضور نے مدرسہ سے باہر قدم بھی نہیں نکالا۔ یہیں موجود اے اور مدرسہ ہی میں افطار کیا تھا۔

بالآخر سب لوگ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور یہ کیا بات اے آج نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات اے؟ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو اتنی طاقت بخشی اے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر پہنچ سکتے ہیں۔

سرکار بغداد عوث اعظم رضی اللہ

آفتاب میں چھینا | تعالیٰ عنہ کی تاب و طاقت کا کیا

پوچھنا اے۔ عہد شیر خوارگی میں دایہ کی گود سے دودھ پیستے پیستے جت فرما کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے جب سن شعور کو پہنچ گئے تو ایک دن دایہ حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگیں اے ماہتاب قادریت

جس طرح آپ بچپن میں اڑ کر آفتاب میں چھپ جاتے تھے کیا اب بھی
ایسا ہوتا ہے فرمایا وہ زمانہ تو میرے بچپن اور کمزوری کا تھا اس وقت میں
آفتاب میں چھپ جاتا تھا اب میری طاقت و قوت کا یہ عالم ہے کہ اگر
ایسے ایسے ہزار آفتاب آجائیں تو مجھ میں غائب ہو جائیں انکا کہیں
پتہ بھی نہ بیٹھے۔

حضرت شیخ علی بن ادریس یعقوبی

امراض سے چھٹکارا فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد

حضرت شیخ علی بن ہبیتی مجھ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں لے گئے اور عرض کیا حضور یہ میرا مرید ہے اس وقت آپ کے جسم اظہر
پر ایک چادر پڑی تھی اسے اتار کر مجھے اڑھا دی اور ارشاد فرمایا اے
علی تم نے صحت و تندرستی کا جامہ پہن لیا۔ چنانچہ اس وقت سے سینٹھ
سال تک مجھ کو کوئی مرض نہیں چھو سکا۔

ایک مرتبہ شیخ ابوالمعالی بغدادی بارگاہ غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

قریہ حلقہ

میرے لڑکے کو ڈیڑھ سال سے بخار آتا ہے دوا علاج کرتے کرتے عاجز
آچکے ہیں۔ آئینے فرمایا جاؤ اس کے کان میں کہہ دینا۔ شیخ عبد القادر جیلانی
نے کہا اے کراے بخار اب تو قریہ حلقہ میں چلا جا۔ حسب ارشاد اس کے
کان میں یہ جملہ کہہ دیا گیا پھر اسکو آئندہ کبھی بخار آیا ہی نہیں۔

ہاتھ میل گیا کیمیائی اور برز آزدابوا حسن علی رحمہم اللہ اجمیعین کی روت

ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ شونیزہ کے قبرستان میں فاتحہ پڑھنے کی غرض سے تشریف لگے جب شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پر پہنچے اس وقت بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ تھے جن میں شائقین کی ایک بڑی جماعت شامل تھی۔ شیخ حماد قدس سرہ العزیز کے مزار پر حضرت کافی دیر تک کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا اور گرمی بڑھ گئی تب آپ وہاں سے آگے بڑھے۔ آپ کے رُخ انوار پرست و انبساط کے آثار نمودار تھے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حضور اور دوسری قبروں پر تو تھوڑی تھوڑی دیر کھڑے مگر شیخ حماد کے مزار پر اتنی دیر کیوں ٹہرے ہیں کہ آفتاب میں تیزی پیدا ہو گئی اس کا سبب کیا ہے۔ آیتنے فرمایا بائیس سال کا زمانہ گزر چکا میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ بھی شیخ حماد اور دیگر مشائخ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جا رہے تھے۔ جب ہم لوگ پل پر پہنچے تو حضرت حماد نے مجھے پانی میں ڈھکیل دیا۔ اتہائی سردی کا زمانہ تھا میرے ہاتھ میں چند کتابیں بھی تھیں۔ میں نے اپنا ہاتھ پانی سے اوپنچا کر لیا تاکہ بھسکے نہ پائیں پھر میں نے پانی سے نکل کر جبہ کو بخور کر پہن لیا لیکن سردی سے بہت تکلیف ہوئی وہ لوگ آگے بڑھ گئے تھے۔ چنانچہ تیزی سے چلکر میں پھر شیخ حماد کے ساتھ ہو گیا ان کے ساتھ کے بعض لوگوں نے پھر مجھ کو پانی میں گرانے کی کوشش کی تو آیتنے ان کو جھڑکا اور فرمایا میں نے عبد القادر کو بغرض امتحان پانی میں گرایا تھا مجھے معلوم ہے کہ وہ یہاں کی طرح سخت ہیں آیتنے استقلال سے ہل نہیں سکتے ہیں۔ آج جب میں ان کی قبر پر آیا تو دیکھا شیخ

حما و حلا و نوری زریب تن کئے ہوئے ہیں۔ تاج یا قوتی ان کے سر پہ رکھائے
سونے کی نگلیں پہننے ہوئے ہیں غرض کہ ہر طرح عیش و راحت میں ہیں لیکن ایک
باز و بیکار کر دیا گیا ہے میں نے وجہ دریافت کی تو انھوں نے جواب دیا شیخ
عبدلقدور بامیس برس بیشتر فلاں تاریخ کو جمعہ کیدن پل پر جاتے ہوئے اسی
ہاتھ سے تھپکا دیا تھا اسکے سبب اس ہاتھ کو مفلوج کر دیا گیا ہے کیا تم مجھے
معاف کر سکتے ہو۔ میں نے کہا ہاں میں نے معاف کر دیا۔ اسکے بعد انھوں نے
کہا تم محبوب سبحانی ہو پروردگار عالم سے مجھے ہاتھ بھی دلوادو تو میں نے
دست دعا دراز کیا۔ پانچ سو اولیاء اللہ نے میری دعا پر آمین کہی اور ان کو ہاتھ
مل گیا بلکہ اسی ہاتھ سے انھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اسی وجہ سے اتنی دیر بکھڑا
پڑا جب کامیابی ہو گئی تو وہاں سے واپس ہوئے اور مجھے بڑی خوشی ہوئی۔
شیخ عمر بنار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

دریا چھوڑ نہر کے پاس | بیان اے کا ایک شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

کی قد مبوسی کے لئے حاضر ہوا جوں ہی انھوں نے مجھے دیکھا فرمایا دریا چھوڑ کر
نہر کے پاس آئے ہو اس وقت تو شیخ عبدلقدور جیلانی تمام اولیاء کے سردار ہیں۔

حضرت شیخ سہروردی جو سلسلہ

سہروردیہ کے امام ہیں وہ فرماتے

ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے پوچھا

جسکو چاہیں روک لیں

جسے چاہیں چھوڑ دیں

اے چچا آپ شیخ عبدلقدور جیلانی کا اس قدر کیوں ادب کرتے ہیں فرمایا میں
ان کا کیوں نہ ادب کروں جبکہ اللہ نے ان کو تصرف کامل عطا فرمایا ہے۔ عالم

ملکوت پر بھی ان کو فخر حاصل ہے۔ میرے کیا تمام اولیاء اللہ کے احوال ظاہری و باطنی پر ان کو قابو دیا گیا جسکو چاہیں روک لیں جسکو چاہیں پھوڑ دیں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

ملک خدایہ ان کی حکومت | عنہ قیصرہ غوثیہ میں فرماتے

ہیں ”بِلَادِ اللّٰهِ مُلْکِی تَحْتَ حُکْمِی“ اللہ کے تمام شہروں پر میرا قبضہ

و تصرف اور میرے زیر حکومت ہے۔ ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں تمام قطبوں پر ولی ہوں جیسا تو اکابر شائع مثلاً

بقا بن بطور شیخ علی بن ہبیش شیخ ابوسعید قیلولی وغیرہم آپ کے مدرسہ میں

جاروب کشی و پانی کا چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔ جب خدمت میں حاضر ہوتے

تو موڈ بکھڑے رہتے۔ جب تاجدار ولایت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے بیٹھ جاؤ۔ تو عرض کرتے کیا ہمکے لئے امان ہے؟ ارشاد ہوا امان ہے تب بیٹھتے تھے

اور جب سوار ہوتے تو یہ لوگ رکاب تھام کر تھوڑی دور چلتے پھر ازراہ تواضع

آپ سے فرماتے تو عرض کرتے اے ہمارے سردار قربت الی اللہ اسی طرح

حاصل ہوتی ہے۔ شیخ ابن نقطہ فرماتے ہیں میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ

عراق کے بڑے مشائخ جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ

میں آتے تو سب سے پہلے مدرسہ کی دہلیز کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

کھتنے نے شیر کو مار ڈالا | تلخیص القلائد میں شیخ ابوسعود احمد

بن ابی بکر حریمی سے روایت ہے کہ شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ زندہ شیر پر سوار

ہو کر سفر کیا کرتے تھے اور جس شہر میں پہنچتے وہاں سے ایک گائے اتنے شیر کی خوراک کیلئے طلب کرتے تھے لوگ پیش کر دیا کرتے تھے۔ اتنا تا ایک شہر میں پہنچ کر وہاں کے ایک صاحب ولایت سے گائے منگوائی انھوں نے گائے تو خیر بھیج دی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہلا دیا کہ اگر آپ بغداد شریف تشریف لیجائیں تو آپ کے شیر کی بہت اچھی طرح دعوت ہوگی۔

شیخ احمد جام صبح ہوتے ہی سفر بغداد کے لئے روانہ ہو گئے جب بغداد مقدس پہنچے تو سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ کے شہر میں ایک بزرگ شیر پر سوار ہو کر آئے ہیں ان کے شیر کی خوراک کے لئے ایک گائے بھیج دیجئے۔ آپ کے خادم کے ذریعہ کہلا دیا اچھی بات ہے ابھی گائے بھیجے دے رہا ہوں خادم نے جا کر اسی طرح کہہ دیا وہ بہت خوش ہوئے اور دل میں کہنے لگے واہ رے میری ولایت۔

ادھر سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے ہی اپنے خادم سے کہہ دیا تھا کہ شیخ احمد جام آنے والے ہیں ان کے شیر کے لئے ایک گائے تلاش کر کے رکھ لو۔ خیر گائے بھیجی گئی جس وقت وہ گائے چلی تو ایک دبلا پتلا کتاب جوتا نہ عالیہ کے سامنے پڑا رہتا تھا اس گائے کے ساتھ ہو گیا جب وہ گائے شیخ احمد جام کے سامنے پہنچی۔ شیخ نے اپنے شیر کو اشارہ کیا کہ اپنی خوراک لے لے۔

جوں ہی وہ شیر گائے کے اوپر جھپٹا فوراً کتے نے پک کر شیر کا گلا گھونٹ کر پنجوں سے اس کا شکم چاک کر دیا اور اس گائے کو ہنکاتا ہوا سرکار

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آیا شیخ احمد جام شیر کی حالت اور کتے کی جرات دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہو کر معافی طلب کی اور اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے۔

ابستہان کے باشندوں میں سے ایک شخص

سراندیپ کا جن | حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا میری عورت

کو جن بہت ستاتے ہیں، کثرت سے دورے پڑتے ہیں بڑے بڑے عالم عاجز آگئے آئیں فرمایا وہ سراندیپ کے جنگل کا سرکش جن سے جاؤ تم اپنی عورت کے کان میں کہدینا کہ بغداد والے شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے آئندہ کبھی مت آنا ورنہ ہلاک کر دیے جاؤ گے اس نے آکر اسی طرح کہدیا۔ اسی وقت آرام ہو گیا اور پھر کبھی یہ شکایت نہ ہوئی۔

حضرت احمد بن صالح جیلی بیان کرتے

آپ جیسا نہ دیکھا | ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ

بغداد میں آئیے پاس حاضر تھا اور بہت سے علماء و مشائخ بیٹھے تھے۔ مسئلہ تضاد و قدر پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ناگاہ چھت سے ایک بہت بڑا سانپ آئیے کے سامنے گرا۔ لوگ گھبرا کر کھڑے ہو گئے مگر سرکار غوث اعظم باطمینان و سکون بیٹھے رہے اور اسی طرح تقریر فرماتے رہے۔ پھر وہ سانپ آئیے کے سامنے پھن نکال کر کھڑا ہو گیا جیسے باتیں کر رہا ہو۔

جب وہ سانپ چلا گیا تو لوگوں نے دریافت کیا حضور اس نے کیا باتیں

کیں۔ آئیں فرمایا وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا مگر آپ جیسا کسی کو نہ پایا۔

اسی طرح ایک واقعہ اور معتبر کتابوں میں یسنا شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ والد محترم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جامع منصوری میں نماز پڑھ رہا تھا چٹائی پر کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی پھر ایک بڑا اثر دبا میرے سجدہ گاہ پر منہ پھیلا کر بیٹھ گیا جب میں قعدہ میں گیا تو میرے زانو سے گھس کر کے گردن میں پٹ گیا جب میں نے سلام پھیرا تو وہ اثر دبا خود بخود چلا گیا۔ پھر دوسرے دن ایک سنان جگہ پر مجھے ایک آدمی بہت ہی ہیبت ناک شکل میں دکھائی دیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ جنوں میں سے ہے اس نے مجھ سے کہا کہ کل میں ہی نماز میں آپ کے پاس آیا تھا۔ بڑے بڑے اولیاء کرام کو میں نے آزمایا لیکن آپ کی طرح ثابت قدم و متحمل نہیں پایا پھر اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابو نظر بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خود بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد

محفل وعظ میں تھے

بہت بڑے عامل تھے ایک مرتبہ انھوں نے جنوں کی دعوت کی۔ وقت پر کوئی بھی نہ آیا وقت معینہ گزر جانے کے بعد جن آئے تو والد صاحب نے پوچھا کہ تلوگ وقت پر کیوں نہیں آئے جنوں نے جواب دیا ہم عنوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل وعظ میں تھے جب انکی مجلس کا وقت آتا ہے تو ہم سب وہاں حاضر ہو جاتے ہیں ایسے اوقات میں ہمیں نہ بلایا کیجئے انھوں نے دریافت کیا کہ تم لوگ بھی مجلس وعظ میں جاتے ہو جواب دیا کہ ہماری تعداد عنوث الثقلین کی مجلس میں بہ نسبت انسانوں کے زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت سید عمر بن ازرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک
نور کا ٹکڑا دن میں حضرت غوث اعظم کے پاس بیٹھا تھا آتے اپنے
دست مبارک میرے اوپر مارا فوراً ایک نور کا ٹکڑا آفتاب کے مثل میرے
دل میں چمک اٹھا اسوقت میرے دل میں حقائق کے دروازے کھل گئے
آجک وہ نور برابر ترقی کر رہا ہے۔

ایک ضعیفہ آپکی خدمت مبارکہ میں حاضر
ہوئیں اور عرض کی اے میرے آقا میرے
مرغ زندہ ہو گیا
اس رط کے کا دل آپکی طرف بہت مائل ہے حضور! سکو اپنی غلامی میں قبول
قبول فرمائیں آئیں کوئی عذر نہ کیا اور اسکو مجاہدہ و ریاضت کی تعلیم دینی
شروع فرمادی کچھ دنوں کے بعد وہ ضعیفہ اتنے فح کے کو دیکھنے کی غرض سے آئیں
تو دیکھا کہ ان کا بچہ جو کی خشک روٹی کھا رہا ہے اور بہت کمزور ہو گیا ہے
وہ ضعیفہ وہاں سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
آئیں تو دیکھا کہ آپ پکا ہوا مرغ کھا رہے ہیں اور بڈیوں کو توڑ توڑ کر ایک ٹشت
میں جمع فرماتے جا رہے ہیں عرض کی حضور آپ تو مرغ کھا رہے ہیں اور میرا
رط کا سوکھی روٹی کھا رہے آئیں اپنا دست مبارک ان بڈیوں پر رکھا
اور فرمایا قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ الَّذِي مَجَّبِي دَهِيٍّ رَمِيمٍ "کھڑا ہو جا بوسیدہ
بڈیوں سے زندہ کرنے والے رب کے حکم سے۔"

فوراً ان بڈیوں سے مرغ زندہ ہو کر بانگ دینے لگا پھر آئیں فرمایا
جب تیرا بیٹا اس قابل ہو جائیگا تو وہ بھی جو چاہے گا کھایا کرے گا۔

محمی الدین کسی نے سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا حضور کا لقب محی الدین کب ہوا۔ آیتے فرمایا ایک دن میں بغداد کے جنگل سے گذر رہا تھا راستے میں ایک شخص کمزور و ناتواں ضعیف العمر کو دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا بیٹے مجھ کو اٹھا کر کھڑا کر دو۔ میں نے انکی حالت دیکھ کر تکلف کیا۔ مگر جب انھوں نے اصرار کیا تو میں نے ان کا بازو پکڑ کر کھڑا کر دیا اسی وقت وہ تندرست و توانا ہو گئے اور جوانی و خوبصورتی عود کر آئی۔ پھر انھوں نے کہا کہ تم نے مجھ کو بیچانا میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا میں تمہارے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین ہوں ضعیف و کمزور ہو گیا تھا اور سکت باقی نہیں رہ گئی تھی تم نے مجھ کو زندہ کر دیا۔ "اَنْتَ محی الدین" تم محی الدین ہو پھر میں وہاں سے جامع مسجد آیا تو ہر طرف سے لوگ محی الدین کہتے ہوئے میرے گھر آئے اور دست و پا چومنے لگے اسی وقت سے یہ لقب حاصل ہوا

ایک مرتبہ آپ وعظ فرما رہے تھے

کہ اچانک دورانِ گفتگو میں ارشاد

فرمایا قَدْ مَحَىٰ هَذِهِ عَلَی رَاقِبَتِی

قَدْ مَحَىٰ هَذِهِ عَلَی رَاقِبَتِی
کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یہ میرا قدم سارے اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اس وقت مجلس میں سیکڑوں اولیاء و مشائخ حاضر تھے۔ حضرت شیخ علی بن ہبئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھ کر آئے اور گردن جھکا کر سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ پھر سارے حاضرین نے آپ کے قدم مبارک کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

شیخ عدی بن ابی ابرکات زمانے میں نے اپنے چچا شیخ بن مسافر

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا "قَدْ مِیْ هَذِهِ" کے معنی کیا ہیں؟ انھوں نے جواب دیا اس سے مقام محض فردیت مراد ہے میں نے پھر سوال کیا۔ کیا اسکے لئے حکم دیا گیا تھا۔ فرمایا ہاں حکم دیا گیا تھا۔ تمام اولیاء اللہ نے اپنے سران کے آگے جھکائے تھے۔

• حضرت ماجد کردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قَدْ مِیْ هَذِهِ عَلَی رَقَبَتِهِ کُلِّ وَلِیِّ اللہ فرمایا تو اسے زمین کے تمام ولیوں نے اپنی گردنیں جھکالیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجال الغیب مجلس میں حاضر تھے سبھوں نے اپنی اپنی گردنیں آگے سامنے جھکالی تھیں۔

• حضرت مکارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس دن آئینے یہ فرمایا خطہ زمین کے تمام اولیاء کرام نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا حضرت کے سامنے نصب کیا گیا۔ تاج غوثیت آگے سر پہ رکھا گیا۔ تصرف تام کی خلعت جو شریعت و طریقت کے نقش و نگار سے مزین تھی زیب تن فرمائی ہوئے اعلان فرمایا تھے قَدْ مِیْ هَذِهِ عَلَی رَقَبَتِهِ کُلِّ وَلِیِّ اللہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے یہ اعلان سنکر مشرق و مغرب کے تمام اولیاء کرام نے اپنی اپنی مجلسوں میں اپنی گردنیں جھکالیں۔

• شیخ خلیفۃ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قَدْ مِیْ هَذِهِ عَلَی

سَقَبَتَا كُلِّ دَلِيٍّ اَللّٰهِ - حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
صدق الشیخ عبد القادر کیف لا وهو القطب وانا اس عاکہ شیخ
عبد القادر جیلانی نے بیچ کہا اور وہ کیوں نہ کہیں کہ قطب ہیں اور میں ان کی
ہنگامی کر رہا ہوں۔

جس وقت سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

احترام عنوث نے

عنه نے بغداد شریف میں یہ ارشاد فرمایا

ہند کا سلطان بنا دیا

قَدْ مَيَّ هَذَا عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ دَلِيٍّ اَللّٰهِ

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین شباب کے
عالم میں ملک خراسان کے ایک پہاڑ کی کھوہ میں مجاہدہ و ریاضت کی منزلیں
طے فرما رہے تھے۔ بغداد مقدس میں یہ اعلان ہوتے ہی آتے اپنے اسر جھکایا
اور اتنا جھکایا کہ سر مبارک زمین سے لگ گیا اور وہیں سے جواب دیا۔

بَلْ قَدْ مَكَوْ عَلَى عَيْنِيْ وَرَأَيْتُ بَلْكَ اَبْسَ قَدَمِ بَارِكِ مِيْرِيْ اَنْكُهُوْ اور
سر پر۔ اس نیاز مندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت غریب نواز قدس سرہ العزیز
سلطان الہند اور یہاں کے سارے ولیوں کے بادشاہ مقرر ہو گئے۔

حضرت بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

مزار مبارک سوباہر

ہیں کہ ایک دفعہ سرکار عنوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ مزار پر تشریف لے گئے میں
نے دیکھا کہ حضرت امام حنبل قبر سے باہر تشریف لائے اور عنوث اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا اے شیخ عبد الفت اور

علم شریعت و طریقت میں میں بھی تمہارا محتاج ہوں۔

ابو ابوعباس موصلی فرماتے ہیں کہ میرے والد

محترم نے خواب میں مشاہدہ کیا کہ اکابر مشائخ

تین چادر ہیں

ایک جگہ پر جمع ہیں اور حضرت غوث الثقلین ان کے صدر ہیں ان مشائخ کرام

میں سے بعض کے سر پر عمامہ ہے اور بعض کے عمامہ کے اوپر ایک چادر ہے

اور بعض کے عمامہ کے اوپر دو چادر ہیں اور تاجدار غوثیت کے عمامہ پر

تین چادر ہیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو سرکار غوث اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سرانے کھڑے فرما رہے ہیں ایک چادر شریعت کی اور دوسری

چادر حقیقت کی تیسری چادر عظمت کی ہے۔

حضرت مطہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے

سہ بارہ وصیت

کہ جب میرے والد محترم کا وقت آخر ہوا تو

میں نے دریافت کیا کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں فرمایا شیخ عبد تقی

جیلانی کی میں نے سمجھا کہ شاید غلبہ مرض کی وجہ سے فرما رہے ہیں۔ دوبارہ استفسار

کیا پھر وہی جواب دیا میرے دل میں پھر یہی خیال پیدا ہوا کہ شاید مرض کی

شدت کی وجہ سے فرما رہے ہیں۔ سہ بارہ دریافت کیا والد محترم آپ کے

بعد میں کس کی پیروی کروں۔ فرمایا شیخ عبد تقی جیلانی ہی کی۔ کیونکہ عنقریب وہ

زمانہ آئیوا لائے کہ صرف عبد التقی جیلانی ہی کی پیروی کی جائے گی۔ غرض کہ والد

صاحب کی وفات کے بعد میں بغداد شریف آیا۔ اس وقت سرکار غوث اعظم رضی اللہ

عنہ وعظ فرما رہے تھے۔ اکابر مشائخ حاضر مجلس تھے۔ حضرت نے برملا مجھ سے

فرمایا اے مہر حق اے والد کی وصیت ایک مرتبہ کافی نہ ہوئی تین مرتبہ
میں اعتبار ہوا میں خوفزدہ ہو گیا اور قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگی۔

سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ عوثیہ میں ارشاد فرماتے

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَسَعًا

میں

كَخَزَلَةٍ عَلَى حُكْمِ الصَّالِبِ

یعنی اللہ کے تمام شہروں کو میں اس طرح

جیسے رائی کا دانہ

دیکھ رہا ہوں جسے رائی کا دانہ اپنی ہتھیلی پر

اس سے معلوم ہوا کہ سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظروں سے کائنات
کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بندہ
کامل کی تعریف فرماتے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی ایک دانہ زمین سے اُگے یا
کوئی بیتہ درخت کا بسر ہووے بندہ کامل کی نظروں سے چھپا نہیں ہوتا تو پھر
تاجدار ولایت سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہوں سے کوئی ذرہ کیونکر
پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

شیخ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ

اتنا کہہ کر نظروں کو غائب

علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں

سرکار عوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کینڈست میں حاضر تھا۔ اچانک حضرت احمد
کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کا خیال پیدا ہوا فوراً سرکار عوث اعظم نے فرمایا
واحمد کبیر بیٹھے ہیں ان سے ملاقات کر لو۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے بازو میں ایک فی
ہمیت و حمیہ بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کر کے مصافحہ کیا تو حضرت احمد کبیر رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اے خضر جو شخص شیخ عبد القادر جیلانی جیسے بزرگ کی زیارت کا

مشرق ہو۔ پھر اسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی تمنا نہ کرنی چاہئے۔ میں تو خود آپ کا تابع ہوں اتنا فرمانے کے بعد وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضرت شیخ بطاحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ احمد کبیر رحمۃ

اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے فرمایا

دائیں بازو شریعت

بائیں بازو طریقت

کہ تم شیخ عبدلقدار جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی کچھ حالات جانتے ہو میں نے

بیان کرنا شروع کر دیا جب میں خاموش ہوا تو سید احمد کبیر فاعلی نے فرمایا کہ شیخ

عبدلقدار جیلانی کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے آپ کے دائیں منہ طرف بحر شریعت اور

بائیں طرف بحر طریقت ہے جس سے چاہیں بھریں اس وقت ان کا کوئی ثنائی نہیں۔

یہی احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ورنہ سلسلہ سلب کرو یا جائیگا کے بھتیجے بغداد شریف جانے لگے

تو انھوں نے پہلے وقت ان کو تاکید کی کہ دیکھو جس وقت بغداد شریف میں داخل ہونا

تو سب سے پہلے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالحق اور جیلانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی خدمت میں حاضری دینا کیونکہ ان کے متعلق ہم سب دیا جا چکا ہے۔ جو

شخص بغداد میں آئے پہلے ان کی زیارت کو حاضر ہو ورنہ اس کا سلسلہ سلب

کرو یا جائیگا۔

معتبر روایت ہے کہ جب حضرت

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وقت کے توفیقہا جبران

کے وعظ و ارشاد کی شہرت عام ہوئی تو دور دور سے علم و معرفت کے شہدائی

پروانہ وار آبکی مجلس وعظ وارشاد میں شریک ہونے لگے حتیٰ کہ وقت کے دوسرے مشہور و معروف واعظین کے وعظ و تقریر کی جانب لوگ بے اعتنائی برتنے لگے جس سے اکثر واعظوں کو اس کا یہ دلال ہوا۔ چنانچہ وقت کے سٹوفیہاء جو علمِ فقہ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے اس بات پر متفق ہوئے کہ علوم مختلفہ سے سخت سے سخت سو مسائل چن لئے جائیں اور ہر شخص ایک ایک مسئلہ عین مجلس وعظ میں بھرے مجمع کے اندر آپ سے پوچھتے ہر وقت آپ اتنے مسائل کے جوابات دینے سے قاصر رہ جائیں گے اور خود بخود لوگوں کی عقیدت مندی آبکی جانب سے ختم ہو جائیگی۔

چنانچہ ہر ایک فقیہ نے ایک ایک مسئلہ جو انکی تلاش میں اہم سے اہم نظر آیا منتخب کر لیا اور بیک وقت سب کے سب آبکی مجلس وعظ میں حاضر ہوئے۔ ٹھیک اسی وقت سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ مبارک سے نور کی ایک ایسی بجلی چمکی جسے حاضرین میں سے کوئی نہ دیکھ سکا مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے یکے بعد دیگرے ان سٹوفیہوں کے سینوں پر گشت کیا جس کی سیلہ پر وہ بجلی گرتی تھی بسمل کی طرح ترپٹنے لگتا تھا۔ پھر وہ سارے کے سارے فقہاء ایک ساتھ بیچنے لگے اور اپنے پیر بن تار تار کر ڈالے نیز برہنہ سر ہو کر اپنے سروں کو آئینے قدموں پر رکھ دیئے۔ بعدہ آپ انہیں ایک ایک کر کے اپنے سینہ رحمت گنجینہ علوم و معرفت سے لگاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تیرا یہ سوال ہے اور اس کا یہ جواب اس طرح آیتنے ان سب کے سوالات اور ان کے جوابات ارشاد فرمائے۔

حضرت شیخ مفرح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اختتام مجلس پر میں نے ان سے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہوا؟ انہوں نے بتلایا کہ جب ہم مجلس میں آکر بیٹھے تو جو کچھ ہمیں آتا تھا دفعتاً ہمارے سینہ سے ایسا کا فور ہو گیا گویا ہم نے ایک لفظ بھی کبھی نہ پڑھا تھا پھر جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس سے اس کا کھویا ہو اٹھ گیا واپس ہوا۔ ہمیں تو ایسے وہ سوالات بھی نہ یاد رہے جو آپ کے لئے جن کر لائے تھے۔ آپ ہی نے ہمیں سوالات یاد دلوائے اور ان کے جواب بھی ارشاد فرمائے جو ہمارے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھے۔

حضرت عبد اللہ زیال رحمۃ اللہ

عصا کا حیرت انگیز کرشمہ | علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ

رات کی وقت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ آپ اندر سے دست مبارک میں ایک عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے متعاب میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش آپ اس عصا کے ذریعہ کوئی کرامت دکھاتے یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آتے عصا کو زمین میں نصب فرما دیا۔ پس وہ مشعل کی طرح روشن ہو گیا اور کافی دیر تک روشن رہا جب آئینے اسے زمین سے اکیڑا تو پھر اپنی اصلی حالت میں آگیا آئینے ارشاد فرمایا اے عبد اللہ تم یہی چاہتے تھے؟

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ

تمہارا ظاہر و باطن میرے سامنے آئیت ہے | ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا

ظاہر و باطن میرے سامنے آئینہ ہو اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو

حضرت عمرؓ بن از رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں

لوگوں کے دل

پندرہ جمادی الاخریٰ ۱۵۵۶ھ کو جمعہ کیدن سرکار

میرے ہاتھ میں ہیں

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ جامع مسجد جاریا،

کھارا سہ میں کسی شخص نے آپ کو سلام نہ کیا میں نے حیرت و استعجاب میں ڈوب

کرا اپنے دل میں کہا کہ ہر جمعہ کو تو غلائق کا اتنا زبردست اثر و باہم ہوتا تھا کہ

بدقت تمام ہم مسجد تک پہنچتے تھے نہیں معلوم آج کیا ماجرائے کہ کوئی آپ

کو سلام تک نہیں کرتا۔ پورے طور پر ابھی یہ بات میرے دل میں آنے بھی

نہ پائی مکتی کہ آئے تبسم فرماتے ہوئے میری جانب دیکھا اس کے ساتھ ہی اس

کثرت سے لوگ تسلیم و مجرا کو ٹوٹ پڑے کہ میرے اور آپ کے درمیان حائل

ہو گئے اور اسی ہنگامہ میں آپ سے دور ہو گیا، میں اپنے دل میں سوچتی

لگا کہ اپنے لئے تو اس وقت سے پہلا ہی حال ابچھا تھا کہ دولتِ مشرب

حاصل کتب

یہ خیال میرے دل میں آتے ہی آتے پھر تبسم فرماتے ہوئے

میری جانب دیکھا اور ارشاد فرمایا اے عمر تمہیں نے تو اسکی خواہش کی تھی

أَوْ مَا عَلِمْتُ أَنَّ قُلُوبَ النَّاسِ بِيَدِي إِنْ شِئْتُ صَوِّفُهَا عَنِّي وَ

اِنْ شَيْئًا اَقْبَلْتُ بِهَا اِلَىٰ كَيْمَاتٍ كَوْ مَعْلُومٍ نَّهِيْسَ اَنَّ لَوِ كُوْنُ الْوَلَدِ مِيْرَ

ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو اسے اپنی طرف سے پھیر دوں اور میں اگر چاہوں تو

۱۵۔ یہ عبارت پہچانے والا سرشار شریف کی ہے حضرت جانی علیہ الرحمۃ نے نفحات الانس میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

تو اسے اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

حضرت شیخ ابوصالح مغربی رحمۃ

اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ میرے

شیخ سیدی ابوشعیبہ رضی اللہ

ایک قدم میں جانا چاہتے ہو

یا جس طرح آئے تھے

تعالیٰ نے فرمایا اسے ابوصالح تم سفر کر کے بغداد جاؤ اور محی الدین شیخ عبدلہ

جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو وہ تم کو فقر کی تعلیم دیں گے چنانچہ

میں بغداد پہنچا اور سرکار عنوٹ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی وقار میں

حاضر ہوا۔ ہنوز میں نے اس جاہ و جلال کا کوئی بندہ خدا نہ دیکھا تھا آئیں مجھے

خلوت میں تین چلتے بٹھائے اسکے بعد میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی جانب

اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ابوصالح اس طرف دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے۔

میں نے عرض کی کعبہ مکرمہ پھر مغرب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس

طرف دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے میں نے عرض کی کہ میرے پیر و مرشد ابوشعیبہ

مدینی، فرمایا کس طرف جانا چاہتے ہو کعبہ کو یا پیر کے پاس۔ میں نے عرض کی اپنے

پیر کے پاس، آئیں فرمایا ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے میں

نے عرض کیا جس طرح آیا تھا فرمایا یہ افضل ہے ساتھ ہی ارشاد فرمایا ابوصالح اگر

تم فقر چاہتے تو بلا زینہ کے اللہ تک نہیں پہنچو گے اس کا زینہ توحید ہے اور توحید

کا مدار یہ ہے کہ عین الستر کے ساتھ تمام خطرات کو مٹا دے لوح دل مکمل پاک

صاف کر لے میں نے عرض کی حضور اپنی مدد سے مجھے یہ صفت عطا فرمائیں یہ سنکر

آئیں ایک توجہ فرمائی تو ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے اس طرح

کا فور ہو گئیں جسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری اور آج تک آپ کی اسی نگاہ کرم سے میں اپنا کام چلا رہا ہوں۔ فائدہ۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلوں پر ایسا قبضہ ہے کہ ایک توجہ میں دل کو تمامی خطرات سے پاک فرما دیا اور نہ صرف اسی وقت کے لئے بلکہ ہمیشہ کے واسطے۔

حضرت شیخ ابوالغنائم رحمۃ

کوہ قاف کے اکابر اولیاء | اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے

ہیں کہ ایک دن میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولنگہ پر حاضر ہوا تو دیکھا چٹارا جنبی شخص آپ کی خدمت مبارکہ میں موجود ہیں میں کھڑا رہا جب وہ حضرات اٹھ کر چلے تو آتے مجھ سے فرمایا جاؤ ان سے اتنے لئے دعا کرادو چنا پنچہ میں نے دروازہ پر آکر انھیں روکا اور طالب دعا ہوا۔ انھوں نے فرمایا تم ہم سے دعا کے طالب ہو حالانکہ تم ایسے شخص کی خدمت میں رہتے ہو جنکی دعا کی برکت سے خدائے قدیر زمین کو قائم رکھتا ہے اور تمام خلق پر رحم فرماتا ہے۔ ہم بھی آپ ہی کے سایہ کرم میں بیلتے ہیں اور آپ ہی کے آستانہ عالیہ کی تابعداری کی بدولت ہمیں شرف حاصل ہوا ہے اتنا فرمایا کہ بعد وہ حضرات تشریف لگئے۔ میں نے واپس آکر آپ سے پوچھا یہ حضرات کون تھے؟ فرمایا وہ کوہ قاف کے اکابر اولیاء میں سے ہیں دروازہ سے نکلے ہی وہ اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔

ذکر وصال اور وصیت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ذکر وفاتہا رضی اللہ عنہ کسما مرض مرضہ الذی مات فیہ قال
لہ ابنہ عبد الوہاب اوصینی بیا عمل بہ بعدک فقال علیک
بتقوی اللہ ولا تخف احدا سوا اللہ ولا ترج احدا سوا اللہ وکل
المواہج الی اللہ ولا تعتمد الا الیہ واطلبہا جمیعاً ولا تشق باحد غیر اللہ
التوحید التوحید اجماع کل مرض الموت میں حضرت کے خلف اکبر شیخ
سیف الدین عبد الوہاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! ہمارے لئے وصیت
فرمائیں تاکہ آپ کے بعد ہم اس پر عمل کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ جل جلالہ
سے ڈرو۔ اس کے سوا کسی کا خوف نہ کرو۔ اپنی ایتدیں اسی سے وابستہ رکھو۔
تمام حاجتیں اسکے سپرد کر دو۔ اسکے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھو اپنی ضرورتیں اسی
سے طلب کرو اسکے سوا کوئی لائق اعتماد نہیں توحید پر قائم رہو اس لئے
کہ تمام لوگوں کا تسلیم شدہ مسئلہ ہے کہ بغیر توحید نجات ناممکن ہے نیز فرمایا
دل کا تعلق جب اللہ تعالیٰ سے ہو جاتا ہے انسان اس منزل پر پہنچ جاتا۔
مے جہاں کوئی شے اس سے جدا نظر نہیں آتی میں عشق حقیقی کی اس منزل
پر گامزن ہوں جہاں عشق مجازی کا نام و نشان نہیں۔

اپنے فرزندوں سے فرمایا تم لوگ میرے پاس سے ہٹ جاؤ بظاہر

میں تمہارے درمیان ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں کہیں اور ہوں۔ نیز

فرمایا میرے پاس تمہارے علاوہ دوسری مخلوق حاضر ہے ان کے لئے جگہ

کشاوہ رکھو اور ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھو۔ اس جگہ بخشش اور رحمت عظیم ہے اس لئے اپنی جگہ تنگ نہ کرو۔ بار بار فرماتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، غفر اللہ لی و لکم و کتاب اللہ علی و علیکم اور تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ اللہ ہم سب کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے، ان فرشتوں کے سلام کے جواب میں جو آپ کو سلام کرتے اور یہ جواب کا سلسلہ جو بین گھنٹے رہا۔

جس رات میں آپ کا وصال ہوا۔ اس دن آئینے فرمایا تمہارا فسوس ہے میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے میں نہ کسی انسان سے ڈرتا ہوں نہ جن سے نہ ملک الموت سے نہ کسی اور چیز سے اے ملک الموت مجھے اس ذات کی بارگاہ میں باریاب کر دے جو مجھ کو دوست رکھتا ہے اور میرے امور کا والی ہے یعنی رب کریم۔ پھر آئینے ایک چیخ ماری۔

حضرت کے فرزند ان سید حضرت عبدالرزاق و حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اور پھیلاتے اور ساتھ ہی ساتھ فرماتے جاتے تمہارا سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ صدق دل سے توبہ کرو اور سواد اعظم میں داخل ہو جاؤ اسی مقصد کے لئے میں آیا ہوں تاکہ تم کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دوں نیز فرمایا نرمی کرو۔

فرمایا میرے اور تمہارے نیز تمام مخلوق کے درمیان اتنی ہی دوری ہے جیسے زمین و آسمان میں اسلئے میرے مثل کسی کو نہ سمجھو اور نہ کسی دوسرے کی

کی مثل مجھ کو جانو۔

جب آپ کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی حالت دریافت کی اور تکلیف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا مجھ سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے سنو! میری حالت علم الہی میں بدلتی رہتی ہے۔ یعنی میرے مراتب ہر لمحہ ہر آن بلند کئے جاتے ہیں۔

آپ کے پسرخیزہ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا آپ کو کونسی بیماری ہے فرمایا میرے مرض کو جن و بشر اور فرشتے نہ تو جان سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا حکم الہی سے علم الہی ختم نہیں ہوتا حکم منسوخ ہو سکتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا۔ پھر قرآن کی آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے۔ اللہ جسکو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے وہ مختار ہے جو کچھ کرتا ہے کسی کو اس کا جواب دہ نہیں اور مخلوق جو کچھ کرتی ہے اس کے بارے میں اللہ جل مجدہ جواب طلب فرمائے گا۔ حضرت عبدالجبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آپ کے فرزند ہیں دریافت فرمایا حضور کے جسم کے کس حصہ میں تکلیف ہے فرمایا تمام اعضاء میں تکلیف ہے ہاں دل محفوظ ہے اسلئے کہ وہ یاد الہی کا خزینہ اور جہلہ محمدی کا مدنیہ ہے۔

حالت نزع میں فرماتے تھے میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں کہ اس کو کوئی معبود نہیں اسکی ذات پاک اور بلند و بالا ہے جو زندہ ہے موت سے نہیں ڈرتا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت سے مخلوق پر غالب

میں سے اور بندہ کو موت کے ذریعہ مغلوب کر دیا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نے
لفظ تعزیر کہا لیکن حرف ن۔ اپنے مخرج سے ادا ہو سکی تو آپ بار بار
کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ن کو اس کے مخرج سے ادا کر دیا بعد اثنین مرتبہ
اللہ اللہ کہا زبان تالو سے چپک گئی۔ آواز کمزور ہو گئی اور طائر روح قفس
عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَلِنَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ
امام حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ

وصال شریف

میں اور حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے مرآۃ الجنان میں آپ کے وصال کے سلسلہ

کے ماہ و سال

میں صرف سال وصال کا تذکرہ کیا ہے جو ۵۶۱ھ سے دن یا تاریخ یا مہینہ کا
کوئی ذکر نہیں ہے۔ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی
نفحات الانس میں آپ کے وصال کے بیان میں ۵۶۱ھ کا ذکر کیا ہے البتہ آگے
چل کر کرامات کے بیان میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاہزادے
حضرت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے جس سے
واضح ہوتا ہے کہ ماہ ربیع الآخری میں آپ کا وصال شریف ہوا ہے۔ بظاہر
مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس طرح ہینہ تعیین کرنے سے ۵۶۱ھ
ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کو کسی متفق روایت کی دستیابی نہیں ہو سکی ہے۔
سید ابوالمعالی خیر الدین المتونی ۵۲۴ھ اپنی کتاب "تحفہ قادریہ

میں لکھتے ہیں کہ، اربعہ الاخری سلسلہ میں آئینے وصال فرمایا ہے۔ بعض دیگر کتابوں میں ۱۱ اور ۱۲ ربیع الآخر بھی لکھی ہے لیکن قول اول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بغداد سے آئیوالے حضرات کے بیانات بھی پائے جاتے ہیں کہ وہاں کے اوپر آپ کا عرس شریف، ۱۱ ربیع الآخر کو ہوتا ہے۔

سرکارِ غوثِ عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وصال کی تحقیق کے سلسلہ میں متعدد دوسری کتابیں بھی مطالعہ سے گزری ہیں۔ مثلاً عبد الرحمن حیشی کی کتاب ”مرآة الأسرار“ اور محقق علی الاطلاق ”شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اخبار الاخیار وغیرہ لیکن ان سب میں صحیح تاریخ کے تعین کی کوئی نشاندہی نہیں ملتی ہے۔

مزار شریف | حیات مبارکہ کا اکثر و بیشتر حصہ بغداد مقدس میں گزرا

وہیں پر آپ کا وصال ہوا۔ اور وہیں پر مزار مبارک ہے جسکے گرد اگر دعائے سام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مشائخ اور اقطاب آج بھی کمال عقیدت کے ساتھ طواف زیارت کیا کرتے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند

حیات کی توانائی | رحمت اللہ علیہ نے روحانیت کے تاجدار

سرکارِ غوثِ عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر جب حاضری کا شرف حاصل کیا تو عقیدت کی پوری وابستگی کے ساتھ بارگاہِ غوثیت تاب میں

یہ شعر پڑھا

دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

”اے دنیا کے مددگار میری مدد اس طرت کیجئے کہ حقیقتاً لوگ آپ کو دستگیر کہیں۔“

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنے اس شعر میں جو کچھ آپ سے کہا ہے اس کے جواب میں مزار مبارک سے حیات کی پوری توانائی کے ساتھ سرکار عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر پڑھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۵

اے نقشبند عالم نقشب چناں بیند
نقشب چناں بیند کہ گویند نقشبند
”اے دنیا کے آراستہ کرنے والے دنیا کو اس طرح آراستہ
کر کہ لوگ تم کو حقیقتاً نقشبند کہیں۔“

شجرہ نسب عالیہ عنوثیہ و خلافت

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب جانی سرکار عنوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب زماں سرکار بغداد ابو محمد	طبرستان کے شہر جیلان کے قصبہ نیف میں
سید عبد القادر جیلانی	شب یکم رمضان یعنی ۲۹ شعبان ۴۵۷ھ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کادن گذر کر رات میں عین تہجد کے وقت

اپنے والد بزرگوار حضرت سید محمد مورت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

خلافت پائی۔ ۲۴ رمضان ۳۳۰ھ میں وصال ہوا مزار
ببارک بغداد مقدس قدیم میں ہے۔

۱۲ رمضان المبارک ۳۹۹ھ میں مدینہ طیبہ

سید محمد مورت

میں ولادت ہوئی اپنے والد محترم حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۳۹۹ھ میں

میں بیعت ہو کر خلافت حاصل کی، اربع الاول شریف

۳۹۹ھ میں اپنے وصال فرمایا مزار مبارک حنت البقیع میں ہے۔

آپ کی ولادت مبارکہ ۱۱ شعبان ۳۹۵ھ

سید داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ماہ ذی

الحجہ ۳۹۵ھ میں اپنے والد محترم حضرت موسیٰ ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت پائی ۱۲ شعبان ۳۳۰ھ میں

آپ کا وصال ہوا مزار مبارک مکہ شریف میں ہے۔

محرم الحرام کی ۶ تاریخ کو ۳۹۳ھ

سید موسیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ولادت پاک ہوئی ربیع الآخر

۳۹۳ھ میں اپنے والد بزرگوار سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے شرف خلافت حاصل ہوئی اور ماہ صفر ۳۹۳ھ میں

وصال ہوا۔ مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

رمضان کی ۴۴ تاریخ کو ۳۵۲ھ میں مدینہ

سید موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ربیع الاول

شریف ۱۹ھ میں اپنے والد بزرگوار سے خلافت پائی۔

۶ ربيع الاخریٰ ۲۱۳ھ میں جمعہ کے دن وصال ہوا۔ مزار

ببارک مدینہ منورہ میں ہے۔

رجب المرجب ۱۳۳ھ میں مدینہ منورہ

سید عبداللہ ثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ولادت مبارکہ ہوئی ۱۳۳ھ میں

والد گرامی حضرت سید عبداللہ محض نے خلافت عطا فرمائی۔

ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۶ھ میں مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔

مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

۱۱ ربيع الاخریٰ ۱۳۷ھ میں مدینہ

سید عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ منورہ میں آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی

ماہ شعبان ۱۳۹ھ میں اپنے والد بزرگوار حضرت حسن مشقی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند خلافت حاصل ہوئی اور ۱۸

رمضان ۱۴۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک جنت

البقیع میں ہے۔

رمضان المبارک کی ۱۲ تاریخ کو ۱۴۹ھ

سید حسن مشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کی ولادت پاک ہوئی اپنے

والد محترم سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۴۵ھ

میں مسند خلافت پائی اور ۱۷ رجب ۱۴۹ھ میں اپنے

وصال فرمایا۔ مزار مبارک جنت البقیع میں ہے۔

سیرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۳۰

کو بیخشنہ کے دن مدینہ منورہ میں ولادت پاک ہوئی۔
خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کی والدہ ہیں۔ رجب الاول ۳۰ھ میں والد ماجد سیدنا
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلافت
وامامت کا شرف حاصل ہوا۔ رجب الاول ۴۰ھ میں
جامِ شہادت پی کر واصل بحق ہوئے۔

سرخسۃ ولایت باب العلم مولائے کائنات شیر خدا

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سنہ نبوی کے آغاز سے ۲۳ سال قبل ۵۹۹ھ کو شہر مکہ کی
مقدس و محترم سرزمین پر آپ کی ولادت مبارک ہوئی۔
۲۱ رمضان المبارک ۳۰ھ میں مرتبہ شہادت پر فائز
ہو کر محبوب حقیقی سے قرب حاصل کیا۔ مزار مبارک نجف
اشرف میں ہے۔

سرکارِ غوثِ اعظم کی بارگاہ میں دردمندوں کی فریاد

غوثِ اعظم بہن بے سُرِ سماں مدد ۛ قبلہ دین مدد کعبہ ایماں مدد

غم کا مارا ہوا سرکار ہوں شیٹا اللہ

میں عنایت کا طلبگار ہوں شیٹا اللہ

کاش بغداد مقدس میں سالی ہوتی کہتا میں حاضر دربار ہوں شیٹا اللہ

غوثِ اعظم مرے اوپر بھی نگاہِ رحمت غم کا مارا ہوا سرکار ہوں شیٹا اللہ

جلوہ پاک ذرا مجھ کو دکھا دو آتا کب سے میں شائق دیدار ہوں شیٹا اللہ

قیدِ آلام و مصائب سے اب تو نجات ایک مدت سے گرفتار ہوں شیٹا اللہ

اپنے ناچارِ نظر پر بھی کرم کر دیجئے

حال ابتر ہے گراں بار ہوں شیٹا اللہ



مے بہاروں کے بہارا، لاچاروں کے دستگیر، شہنشاہِ بغداد، آرزوں

کے ہاتھ آج کے دربارِ گہر بار کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ آنسوؤں سے بوجھل آنکھیں

داستانِ غم سنا رہی ہیں۔ قلبِ حزیں بیتاب دھڑکنوں کے ساتھ افسانہ درودوں

کہہ رہا ہے۔ صدقہ رسولِ ہاشمی کا، صدقہ سیدہ فاطمہ کے دوپٹے کے آنچل کا، صدقہ

کر بلا کے مسافر کا، دھڑکتے ہوئے دل اور جھکی ہوئی گردن کی لاج رکھ لیجئے۔

سنائے آپ لاچاروں کی دستگیری فرماتے ہیں، گرتے ہوؤں کو سنبھال دیتے

ہیں۔ سنائے آپ دردمندوں کی فریاد سنئے ہیں میری بھی فریاد سنئے۔ غمنوں کا

مارا ہوا دل آپ کو پکار رہا ہے۔ قلبِ حزیں ایتدوں کے ساتھ آپ کو آواز دیر رہا ہے۔ جگر سوزنا لے آپ کی نگاہِ کرم کے لمبھی ہیں۔ سلسلِ عنوں کی جھوٹ سے آبِ گینہِ دل چور چور ہو رہا ہے۔ شانِ کرم کی بھیک چاہئے جس نے بغداد کو بغدادِ معلّٰی اور دارالامان بنا دیا۔ اپنے بھکاری کا دامن بھر دیجئے۔ سُنا ہے کہ آپ پل میں غربت و افلاس کے مارے ہوؤں کو امیرِ کبیر بنا دیتے ہیں۔ سُنا ہے آپ کی دین اور سخاوت کے سامنے لینے والوں کو کوتاہی داماں کی شکایت ہو جاتی ہے ہم غلاموں کی طرف بھی نگاہِ جود و کرم اٹھائیے اور اپنی عطاؤں کی بارش فرما کر مالِ فرما دیجئے۔ اے دکھ درد کے مارے ہوؤں کو دیکھ کر بیقرار ہو جانے والے اے سیدہ فاطمہ کے لاڈلے۔ اے سرکارِ امامِ حسن کے جگر گوشہ تھر تھراتے ہوئے ہاتھوں اور گرم گرم بہتے ہوئے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجئے۔ تکمیلِ تمنا کا کچھ سامان کر دو۔ اپنی کرامتوں کی عظمت پھر دکھا دو۔ ہمارے انبساطِ چین سے خزاں کے اثرات کو دور کر کے پھر ہرا بھر بنا دو۔

اے شہنشاہِ بغداد آپ کی ذاتِ گرامی مجبور و ناتواں کیلئے ایتدوں کا مسکن اور غم کے مارے ہوؤں کے لئے چارہ گر ہے۔ بابِ لشیج کی بانیضِ عظمت و وقار کا صدقہ میری فریاد سنئے۔ غریبوں کی آہ و فغاں سننے والے دستِ گزہِ دل مجبور کو توانائی دینے والے سرکارِ ہم غم کے مارے ہیں شکستِ خوردہ ہیں زبوں حال ہیں۔ ناتواں ہیں، بستمِ زدہ ہیں نے رحمِ دنیا نے ہمیں پسپا کر دیا ہے۔ ہماری راحت اور بہارا سکون چھین لیا ہے۔ ہماری خوشیوں کا نشیمن اجاڑ دیا ہے۔ ہم غلاموں کی درد انگیز فریاد سنئے۔ سُنا ہے آپ اُمتِ مرحومہ کے سب سے بڑے مدد فرمانے

والے ہیں اسی لئے دنیا آپکو غوثِ اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ہماری بھی
مدد فرمائیے۔ بابِ الشَّخ کے فلک وقار اور ضیا بخش گنبد میں آرام فرمائیے والے
دستگیرِ غم نصیب آنکھوں سے آنسوؤں کی سیل رواں کی لاج رکھ لیجئے۔

ہماری فریاد سنئے کہ ہم کس سے کہیں آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہیں
آستانِ کرم چھوڑ کر کہاں جائیں۔ اپنے عقیدہ مندوں اور غلاموں کا دکھ درد
دور کر دیجئے اور شادمانی کی منزل سے ہمکنار فرما دیجئے۔ ہماری موجودہ پریشانیوں
کو ہمارے سروں سے دور ہٹا دیجئے۔ آئیے والے مصائب و آلام ظلم و ستم سے
بچا کر اپنے دائرہ حفظ و امان میں جگہ دیدیجئے۔

ہمیں یقین کابل ہے کہ ہماری فریاد آپ کی بارگاہِ عالی وقار میں
رائگاں نہ جائے گی۔ آپ ضرور ہماری مدد فرمائیں گے۔ آلِ رسول ہو۔
حدِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر آپ کا عمل رہا ہے۔ بھیگی بھیگی بلیوں
کا بھرم رکھ لیجئے اور ہماری بھرپور مدد فرما کر کشمکشِ حیات کو دور کر دیجئے
اور سکون بخش زندگی کے اسباب فراہم فرما دیجئے۔

ساقیٰ میکدہٗ عالمِ عرفاں مددے
از تو دارِ یم طمع یا شبِ جلیاں مددے

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهَا سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ وَآوَلِيَّآئِهٖ طِبَّ نَفْسِهَا وَعُلَمَآءِ مِلَّتِهٖ وَشُهَدَآءِ

مُحَبَّتِهَا اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ؕ

ختم شد

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>